حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مَلفُوظات
حکیمُ الاُمّت

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

بسلسلہ

ملفوظات حکیم الامت

جلد ۱۵

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

مجموعہ

ملفوظات اطہر

جمع فرمودہ: حضرت مولانا اطہر علی سلہٹی رحمہ اللہ

مزید المجید

جمع فرمودہ: حضرت مولانا عبدالمجید بچھرایونی رحمہ اللہ

فیوض الرحمن

جمع فرمودہ: حضرت مولانا فیوض الرحمن رحمہ اللہ

خیر الافادات

جمع فرمودہ: حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ

عنوانات

حضرت صوفی محمد اقبال قریشی مدظلہ

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

تاریخ اشاعت............ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ
ناشر............ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت............ سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

اس کتاب کی کاپی رائٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں
کسی بھی طریقہ سے اس کی اشاعت غیر قانونی ہے

قانونی مشیر

قیصر احمد خان
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان)

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ... چوک فوارہ... ملتان   مکتبہ رشیدیہ ...... راجہ بازار ...... راولپنڈی
ادارہ اسلامیات ... ... انارکلی ... لاہور   یونیورسٹی بک ایجنسی . خیبر بازار ...... پشاور
مکتبہ سید احمد شہید ...... اردو بازار ...... لاہور   ادارۃ الانور ... نیو ٹاؤن ... کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ ... اردو بازار ...... لاہور   مکتبہ المنظور الاسلامیہ جامعہ حسینیہ . علی پور
مکتبہ المنظور الاسلامیہ ... بالک زیف ...... مدینہ ٹاؤن ... جھنگ موڑ ... فیصل آباد
ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K   119-121, HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE.   BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

بسم الله الرحمن الرحيم

اجمالی فہرست

مجموعہ

ملفوظات اطہر صفحہ نمبر....۲۷

جمع فرمودہ: حضرت مولانا اطہر علی سلہٹی رحمہ اللہ

مزید المجید صفحہ نمبر....۱۱۲

جمع فرمودہ: حضرت مولانا عبدالمجید بچھرایونی رحمہ اللہ

فیوض الرحمن صفحہ نمبر....۱۹۲

جمع فرمودہ: حضرت مولانا فیوض الرحمٰن رحمہ اللہ

خیر الافادات صفحہ نمبر....۲۶۳

جمع فرمودہ: حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
ملفوظاتِ اطہر	۲۷
سوال میں ایلام قلب سے احتراز چاہئے	۲۹
کسی بزرگ کے ادب سے	۲۹
صف اول سے پیچھے ہٹ جانا کیسا ہے	۲۹
حضرت حکیم الامتؒ کی بے نفسی کا	۲۹
ایک عجیب واقعہ	۲۹
ایک صاحب تصوف بزرگ کا عجیب واقعہ	۳۰
آداب دعا کے متعلق کچھ ہدایات	۳۰
سفر کی حالت میں بزرگوں سے ملاقات کا ادب	۳۱
امراء کی صحبت سے غفلت پیدا ہوتی ہے	۳۱
صحبت صلحاء کی برکت	۳۱
کام صرف جوش سے نہ کرنا چاہئے	۳۳
نابالغ سے خدمت میں احتیاط ضروری ہے	۳۳
رمضان شریف کی برکت	۳۳
چندہ کے روپے لینے میں	۳۳
حضرت حکیم الامت کا احتیاط	۳۳
اللہ کا نام دنیا کی غرض سے لینا شرک ہے	۳۳
شیخ کے تکدر کا انجام	۳۴
تکبر کا منشاء جہل ہے	۳۴
ایک لطیفہ	۳۴
قصد راحت سے خلوت اختیار نہ کرے	۳۴
وماھو بقول شاعر پر اشکال	۳۵
اور اسکا جواب	۳۵
کسی کافر سے اپنے کو مالاً اچھا نہ سمجھے	۳۵
عالم کیلئے اپنے کو جاہل سے	۳۶
چھوٹا سمجھنے کا طریقہ	۳۶
اپنے کمال کے خیال سے فہم سلب ہوجاتی ہے	۳۶
بدگمانی غیر پر منع ہے	۳۶
اپنے کو مٹانے کا طریقہ	۳۶
بیعت کرنیکے متعلق حضرت حاجی صاحبؒ اور انکے متعلقین کی اختلاف آراء	۳۷

حدود کے اندر رہنا چاہئے	۳۷
عدم قناعت کی وجہ زیادتی حرص ہے	۳۷
کسی کے استفسار پر خفا نہ ہونا چاہئے	۳۷
لوگوں کی ایذا رسانی سے اپنے کو باز رکھنا چاہئے	۳۸
مقاصد فی الدین اہتمام نہ کرنا چاہئے	۳۸
خطوط میں صاف صاف عبارت لکھنی چاہئے	۳۸
سب پہلوؤں کو سوچ کر کام کرنا چاہئے	۳۸
حضرت حکیم الامتؒ کے مزاج میں تیزی تھی سختی نہ تھی	۳۸
ہر دلعزیز ہونے کا خیال مخلوق پرستی ہے	۳۸
ہندوستان دار الحرب بھی ہے اور دار الامن بھی	۳۹
قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس الخ کی عجیب تحقیق	۳۹
مثنوی شریف کا ایک شعر اور اس کا حل منجانب حاجی صاحبؒ	۴۰
معصیت کیساتھ خلوص بھی جمع ہوسکتا ہے	۴۰
حضرت گنگوہیؒ کی فقاہت پر حضرت نانوتویؒ کا رشک	۴۱
حضرت مجددؒ کا ایک مقولہ	۴۲
کافر اگر اسلام کا کوئی کام پسند کرے تو اسکو اس سے روکنا نہ چاہئے	۴۲
اپنی شان گھٹنے کی فکر (مصلحین اور مدرسین)	۴۲
صحبت کے منافع	۴۳
کسی کو اپنے قول و فعل سے اذیت نہ پہنچے	۴۳
مبتدی سالک کو تعلق مع الخلق سم قاتل ہے	۴۳
ہندو سے بھی سلوک اچھا کرنا چاہئے	۴۳
دشمن کو بھی تکلیف نہ پہنچانا چاہئے	۴۳
مرشد کیلئے مشتبہ کام نہ کرنا چاہئے	۴۴
بزرگوں کے طریقے پر چلنے کی صورت	۴۴
سب کے ساتھ مساوات	۴۴
مرشد کیلئے مرید کو عتاب	۴۴
بزرگوں کی خدمت	۴۵
کسی کے پیچھے چھپ کے بیٹھنا	۴۵
طعام ولیمہ کی حقیقت	۴۵
امیر امراء کی خوشامد	۴۶
تبرکات کے شرعی احکام	۴۶
طلب علو مطلقاً مذموم	۴۷
بالغ آدمی کے ختنہ کا حکم	۴۷
عورتوں کا ڈھیلا استعمال کرنا	۴۸
داڑھی منڈانے والے کا قصہ	۴۸
طریقت کا اول قدم	۴۹
طریق توبہ	۴۹
شیخ پر اعتراض کرنا	۴۹
شیخ کو برا بھلا کہنا	۵۰

علم کی تعریف	۵۰
ایک علمی نکتہ	۵۰
قرآن کریم کی آیت پر ایک اشکال اور اس کا جواب	۵۰
کسی کی بے عنوانی پر اسے مرید نہ کرنا	۵۱
ایک واقعہ	۵۱
عورتوں کو بذریعہ خط مرید ہونا	۵۲
ایک مفید بات	۵۲
مسائل فقہ کی تحقیق	۵۳
بیعت ہونے کیلئے شیخ کا مشہور ہونا	۵۳
شرائط بیعت	۵۳
علم قرأت کے متعلق ایک عجیب تحقیق	۵۳
حضرت حکیم الامتؒ کی حضرت گنگوہیؒ سے درخواست	۵۵
ایک واقعہ	۵۵
حضرت حکیم الامت فصیح اللسان تھے	۵۶
علم حقیقت میں کیا ہے؟	۵۶
مذاق چشتی اور نقشبندی	۵۶
ایک عورت کا خط	۵۶
مدار کمال	۵۷
کبھی شیطان بھی بھولتا ہے	۵۷
مولانا گنگوہیؒ کی استقامت	۵۸
مال جبکہ نعمت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہیں دیا گیا	۵۸
ریا کی حقیقت	۵۸
شبہ پر ھدیہ واپس کر دینا	۵۸
دنیاداروں سے برتاؤ	۵۹
اسلام کیلئے صرف اعتقاد کافی نہیں	۵۹
عنوان کا بڑا اثر ہوتا ہے	۵۹
لذات مباحہ کو ترک کرنا بزرگی کی علامت نہیں	۵۹
غصہ کا علاج	۶۰
نرمی سے اصلاح نہیں ہوتی	۶۰
نکاح ثانی کی قیودات	۶۱
طلاق کا اختیار مرد کو حاصل ہونے کی مصلحت	۶۱
طریق سے مناسبت	۶۱
عالم غیر صوفی	۶۱
حضرت گنگوہیؒ کی محبت کا اثر	۶۲
ایک عوامی اعتقاد	۶۲
فہم اور عبادت ایک چیز نہیں	۶۲
بات کرنے کا ادب	۶۲
عقل کا ہیضہ اور عقل کا قحط	۶۲
مرتے وقت ایمان چھینا نہیں جاتا	۶۳
مرتے وقت توبہ	۶۳
چند سوالات اور ان کے جوابات	۶۳

غیبت زنا سے اشد ہونے کی وجہ	۶۴
قربانی کی کھال سادات کو دینا	۶۴
حاملان شریعت کی تحقیق	۶۴
طالب علمی طریقت میں مضر ہے	۶۴
عتاب زیادہ تعلق کی علامت ہے	۶۵
ہم نے کیا گناہ کیا ایسا نہ کہنا چاہئے	۶۵
اپنے کو کتا اور خنزیر سے بدتر سمجھنا	۶۵
کسی کو حقیر سمجھنا	۶۵
بے علم کسی کا بھی حق ادا نہیں کیا جا سکتا	۶۵
حضرت تھانویؒ کا ایک معمول	۶۶
لم دریافت کرنے کا منشاء کبر ہے	۶۶
عزیزوں سے بیعت کے معاملہ میں احتیاط	۶۶
ہدیہ کا ادب	۶۷
آداب شیخ	۶۷
عشق کی حقیقت	۶۸
صوفیہ کرام کا ایک مقولہ	۶۸
طبیب کو تہذیب کا لحاظ رکھنا چاہئے	۶۹
اگر کوئی ساتھ چلنا چاہے تو اجازت لے لے	۶۹
ہر سوال کا جواب نہ دینا چاہئے	۷۰
علم حاصل کرنے کی نیت	۷۰
ادائے مہر کے متعلق ایک سوال	۷۰
اصلاح کیلئے محض ذکر کافی نہیں	۷۱
خرچ کا حساب رکھنا ضروری ہے	۷۱
مسلمان کی تباہی طمع سے آئی	۷۱
ناقص العقل اور ناکس العقل	۷۲
چونا اور چنا (تار کا اعتبار)	۷۲
خطبہ عربی زبان میں ہونے کی حکمتیں	۷۲
معقولات پڑھنے کے فوائد	۷۳
ہمارے اکابر کسی کی اہانت نہ فرماتے	۷۳
اہانت اور اعانت	۷۴
راستہ کے آداب	۷۴
چھوٹے کو خواہ دل سے بڑا سمجھے مگر برتاؤ چھوٹے کا کرے	۷۵
مہمان کو چاہئے کہ میزبان کی رعایت کرے	۷۵
معراج کے متعلق ایک غلط قصہ	۷۶
مولوی رحمت اللہ صاحب کا	۷۶
حضرت حاجی صاحبؒ کو انکار کرنا	۷۶
حضرت حکیم الامتؒ کی فنائیت	۷۷
تصوف کے کچھ لطیف مسئلے	۷۷
ہر پیشہ والے کو اپنے ہم پیشہ کی وضع	۷۸
اور لباس ہونا چاہئے	۷۸
خانہ کعبہ کی عجیب شان	۷۸
ہمارے اکابرین کی بے مثل تواضع	۷۹
برتاؤ میں ہر شخص کی شان کا لحاظ کرنا	۷۹

امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کا ایک عجیب واقعہ	۸۰
ضروریات دین میں تاویل کرنا	۸۰
اللہ کے افعال کو بندے کے افعال پر قیاس کرنا	۸۰
بڑے بڑے القاب لگانا	۸۲
چھوٹے ہونیکی دلیل ہے	۸۲
کشف و کرامت مدار کمال نہیں ہے	۸۲
رمضان کا مشغلہ	۸۲
ایک عبرتناک واقعہ	۸۲
قطب الارشاد اور قطب التکوین میں فرق	۸۳
الہام کو حجت قطعی نہیں	۸۳
صاحب قبر سے فیض حاصل ہونا	۸۴
اختلاط امارد	۸۴
استفادہ کیلئے زندہ بزرگ کی صحبت	۸۴
کن لوگوں کو ایصال ثواب زیادہ مفید ہے	۸۵
''وسیلہ'' کیا ہے اور اسکا مستحق کون ہے؟	۸۵
سلب نسبت کا حکم	۸۶
ولایت خاصہ کیلئے کیا لازم ہے	۸۶
ہم بھی اہل حدیث ہیں	۸۷
اجتہادی غلطی کی سزا	۸۷
تہجد کی نیت کیسی ہو	۸۷
وعظ سے نفور ہونے کی وجہ	۸۷

کچھ علمی باتیں	۸۷
''فعنیہ بالصوم'' کی تحقیق	۸۸
فضیلت جوع	۸۸
ایک جنٹل مین کا واقعہ	۸۸
حضرت حاجی صاحبؒ کا فیصلہ	۸۸
نوکری کیلئے وظیفہ	۸۹
رسوم بند کرنے کیلئے گھریلو وعظ	۸۹
کثرت مہر کا نقصان	۸۹
تعویذ کھول کر نہ دیکھنے کا راز	۸۹
توجہ کا مدار طلب پر ہے	۹۰
حضرت گنگوہیؒ کے متعلقین کی شان	۹۰
گول مول بات بڑی تکلیف دہ ہے	۹۰
ظاہر و باطن ایک دوسرے میں مؤثر ہے	۹۱
مولانا مظہر صاحبؒ کی کرامت	۹۱
اہل باطل کے ساتھ کلام کرنے سے	۹۱
حال بدل جاتا ہے	۹۱
ایک مجذوب کا عجیب واقعہ	۹۱
ہر وقت قبر یاد رہنے سے عبرت نہیں رہتی	۹۲
ایک عجیب نکتہ	۹۲
وفادار ناقص اور بے وفا کامل کا فرق	۹۲
خلوص کیساتھ چار پیسہ بھی ملے لے لے	۹۳
جانوروں کیلئے دعا کرنا کیسا ہے	۹۳

حضرت حکیم الامتؒ کا ایک معمول	۹۳
کان پور کے ایک رئیس کا واقعہ	۹۳
صاف گوئی کی حکمت	۹۴
حضرت تھانویؒ کا حدیث کی	۹۴
اجازت لینے کا واقعہ	۹۴
جاہ کو آلہ نفع بنانا	۹۴
کیمیا کی وجہ تسمیہ	۹۴
روپوشی کیلئے قریبی مکان	۹۵
یا جگہ زیادہ مناسب ہے	۹۵
مکہ و مدینہ میں برکت کا سبب	۹۵
حضرت حاجی صاحبؒ کا ایک عجیب فیصلہ	۹۵
آزادی کے متعلق ایک سوال اور جواب	۹۶
اذان اول سے حرمت بیع پر ایک اشکال اور اس کا جواب	۹۶
ذکر قلبی کی حقیقت	۹۷
حسنہ کی نیت دوام استحضار شرط نہیں	۹۷
امور عادیہ میں نیت	۹۷
انبیاء علیہم السلام کے نوم	۹۷
اپنی بات کو بڑوں کی طرف	۹۷
منسوب کرنے کا فائدہ	۹۷
حضرت تھانویؒ اپنے کمال کو خدا کی طرف منسوب فرماتے	۹۸
بعض عام اصول کی تغلیط	۹۸
غض بصر نفس پر بڑا گراں ہے	۹۸
فقہاء اور صوفیہ کے درمیان توازن	۹۸
حضرت حکیم الامتؒ کا احیاء العلوم	۹۸
کے مطالعہ سے منع کرنے کی وجہ	۹۸
استاد کی عظمت کا بیان	۹۹
اہل اللہ کے ساتھ گستاخی قابل عفو نہیں	۹۹
حضرت مولانا قاسم صاحب قدس سرہ کا ایک مقولہ	۹۹
حضرت حکیم الامتؒ کا غیر مقلدوں کے دو عیب پر گرفت پھر انکی طرف سے معافی مانگنی	۹۹
رخصت کے وقت بھی مصافحہ درست ہے	۹۹
مولانا یعقوب صاحب کا واقعہ	۱۰۰
بزرگوں کی جوتیوں کی برکت	۱۰۰
حضرت حکیم الامتؒ اپنے	۱۰۰
معاصرین و اکابرین کی نظر میں	۱۰۰
ایک دعوت کا عجیب واقعہ	۱۰۱
حضرت حکیم الامتؒ کے اخلاق کا بیان	۱۰۲
حجام سے علیحدگی برا ہے	۱۰۲
کچھ مزاحی باتیں	۱۰۲
اجعلوا اخر صلوتکم وترا پر	۱۰۲
ایک اشکال اور اس کا جواب	۱۰۲
احتیاط کا فائدہ	۱۰۳

ظاہری ادویہ کی طرح ادویہ باطنی بھی	۱۰۳
کسی کیلئے مفید اور کسی کیلئے مضر ہوتی ہیں	۱۰۳
ریا کے خوف سے عمل نہ چھوڑے	۱۰۳
عمل کرنے میں تکمیل کا منتظر نہ رہے	۱۰۴
کام کرنے سے استعداد آتی ہے	۱۰۴
حضرت یعقوب نانوتویؒ کا مقولہ	۱۰۵
حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کا ایک مقولہ	۱۰۵
عزلت اختیار کرنے میں کیا خیال ہونا چاہئے	۱۰۵
دو عبرتناک واقعے	۱۰۶
حضرت سید احمد کبیر رفائی کا واقعہ	۱۰۶
میر زاہد کا تعارف	۱۰۷
ہر مرض کیلئے علیحدہ علاج ہے	۱۰۷
دوزخی میں اتفاق ومحبت نہیں	۱۰۷
کانپور کا واقعہ	۱۰۷
علم بواسطہ اور بلاواسطہ میں فرق	۱۰۸
شبہات کی بنیاد جہل ہے	۱۰۹
تذکیرہ الاخوان	۱۰۹
دو مشہور ضرب الامثال	۱۰۹
ایک مسئلہ کی تحقیق	۱۰۹
ظاہری احوال پر بدگمانی	۱۰۹
تکوین اور شریعت میں فرق	۱۱۰
ہدیہ دینے کا طریقہ	۱۱۰
آیت قرآن کی تفسیر	۱۱۰
تعبیر وعنوان میں احتیاط	۱۱۱
مزید المجید	۱۱۲
دو جامع باتیں	۱۱۳
محبت باقی	۱۱۳
نیت کا ثمرہ	۱۱۳
آفات زبانی	۱۱۳
آدمی کو تارک الدنیا ہونا چاہئے	۱۱۴
اجتہاد ایک ذوق کا نام ہے	۱۱۴
حضرت گنگوہیؒ کی	۱۱۴
حضرت حاجی صاحب سے عقیدت	۱۱۴
بدمزاج کون ہے؟	۱۱۴
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ریا	۱۱۵
آدمی کی قسمیں	۱۱۵
آدمی کی چار قسمیں	۱۱۶
نور تدین کی مثال	۱۱۶
خطرے کی قسمیں	۱۱۶
عمل کے دو منافع	۱۱۷
مال اور کمال	۱۱۷
بزرگوں کی اصطلاحات ہر شخص نہیں سمجھ سکتا	۱۱۷
ایک واعظ کی بے عملی کا نتیجہ	۱۱۷
بزرگوں کے پاس نہ جانے میں اپنا نقصان	۱۱۸

اعمال شریعت کی مثال	۱۱۸
(حکایت) ایک بدفہم کی ایذا رسانی	۱۱۸
اخلاق اور آثار اخلاق	۱۱۹
طریق میں اول روز نفع ہونے کی مثال	۱۱۹
آج کل کی بزرگی کی مثال	۱۲۰
ثیاء کے اثر کا نتیجہ اسکی معرفت پر موقوف نہیں	۱۲۰
تصور اور تذکرہ سے نفع ہوتا ہے	۱۲۰
گنگا	۱۲۰
ت صالحین کی عجیب مثال	۱۲۰
لک کے اول حالت کی مثال	۱۲۱
ان مولیٰ میں کمی	۱۲۱
ق مجازی میں مبتلا شخص کا علاج	۱۲۱
ود اعظم رضائے الٰہی ہے	۱۲۲
اپنا تابع بنانا چاہتے ہیں	۱۲۲
ترکہ میت میں طلباء کو کپڑے دینا	۱۲۴
کس صورت میں جائز ہے	۱۲۴
اندھیر کی بات	۱۲۵
غلطی کے اقرار پر حضرتؒ کا معاف فرما دینا	۱۲۵
اللہ حافظ کی بجائے حفیظ اللہ نام تجویز فرمانا	۱۲۶
ختم تراویح میں کباب کی تقسیم	۱۲۶
زوجین میں مساوات وعدل	۱۲۶
حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہر ایک سے جدا معاملہ	۱۲۶

پہلے بزرگوں کا قاعدہ	۱۲۷
حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ	۱۲۷
دونوں کی شان جدا تھی	۱۲۷
مسئلہ مولود میں ایک باریک بات	۱۲۷
فن تصوف میں ضرورت اجتہاد	۱۲۸
حضرت حاجی صاحبؒ کا ارشاد	۱۲۸
حضرت حکیم الامتؒ کی غایت تواضع	۱۲۸
اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت میں مشغول رکھے	۱۲۹
لوگوں کا حال	۱۲۹
عمل حرام	۱۳۰
پیرزادگی کا اثر کبھی ختم نہیں ہوتا	۱۳۰
شوکت اسلامی	۱۳۰
خواب کی تعبیر	۱۳۰
بذریعہ خط بیعت	۱۳۱
علم غیب اور علم عیب	۱۳۱
بعد مشورہ کام میں تصرف کرنے سے گرانی	۱۳۱
بلا ضرورت وصل کرنے پر تنبیہ	۱۳۲
حضرت حکیم الامتؒ کے معمولات	۱۳۳
اور انتظام میں حکمت	۱۳۳
آج کل کی تہذیب تعذیب ہے	۱۳۴
ایک حنفی کو جواب	۱۳۵

کتاب کا نفس مطلب سمجھانا کافی ہے	۱۳۵
وظیفوں کا نام بزرگی رکھنے پر افسوس	۱۳۷
حضرت حکیم الامتؒ کے اخلاق	۱۳۷
تکریم کرنا یا کرانا موجب اجنبیت ہے	۱۳۷
ازان سے خدا کی عظمت	۱۳۷
اور شان ظاہر ہوتی ہے	۱۳۷
مجہول بات سے تکلیف ہوتی ہے	۱۳۸
مسائل باطن دریافت کیجئے	۱۳۸
بعض جزئیات کی جامعیت	۱۳۹
دو شیخ سے تعلیم لینے کا نتیجہ	۱۴۱
احتیاط اور تقویٰ کی ضرورت	۱۴۳
معاملات سے متعلق شرعی مسئلہ	۱۴۳
بدگمانی اور تجسس کرنا ٹھیک نہیں	۱۴۴
مدارس کا وجود خیر کثیر ہے	۱۴۵
حدیث الاعمال بالنیات معاصی سے متعلق نہیں	۱۴۵
حکایت حضرت حاجی صاحبؒ	۱۴۶
اور مولانا رحمت اللہ صاحبؒ کیرانوی	۱۴۶
سلطان کو دعا کیلئے کہنا	۱۴۶
آداب شاہی کے خلاف ہے	۱۴۶
خط لکھنے کیلئے واسطہ کی ضرورت نہیں	۱۴۶
دعا کیلئے اہلیت شرط نہیں	۱۴۷

ہر کام میں تفقہ کی ضرورت ہے	۱۴۷
ایثار بھی ایک قربت ہے	۱۴۸
ایک صاحب سے بیعت ہونے کیلئے ایک شرط	۱۴۹
راحت سے عشق	۱۴۹
دوسروں کو تکلیف سے بچانے کا اہتمام ضروری ہے	۱۵۰
حد سے زیادہ تعظیم کرنا بدعت ہے	۱۵۱
بدنظری کا علاج	۱۵۱
ہر اخبار کی اشاعت کی مضرت	۱۵۱
سلطنت جمہوری کا لغو ہونا	۱۵۲
قرآن سے ثابت ہے	۱۵۲
جمہوری سلطنت میں مشورے کے	۱۵۲
خاص اصول	۱۵۲
مسبب الاسباب پر نظر کرنے کی ضرورت	۱۵۳
حضرت حکیم الامتؒ کا تعلق مع اللہ	۱۵۴
نکاح جائز	۱۵۵
اکبر حسین جج کا قول	۱۵۵
بیوی کی محبت میں اعتدال	۱۵۵
بعض سوالات سے تنگی ہوتی ہے	۱۵۵
ایک صاحب رائے مرید کا علاج	۱۵۶
ایک گستاخ کو تنبیہ	۱۵۶
حضرات انبیاء علیہم السلام کا اصل کام وعظ ہے	۱۵۶

حکایات حضرت مولانا شاہ	۱۵۶
فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآباد	۱۵۶
سید الطائفہ حضرت حاجی صاحبؒ	۱۵۷
بڑے محقق تھے	۱۵۷
کشف وکرامت میں جھوٹ بہت کھپتا ہے	۱۵۷
صرف حال کافی نہیں	۱۵۸
جوان عورت کا سلام بھی نہیں لینا چاہئے	۱۵۹
حضرت حکیم الامتؒ کے واقعات	۱۵۹
صفائی معاملات	۱۵۹
امراء پر ترس فرمانا	۱۶۰
طالب ثمرات	۱۶۱
غیر مقلدی کی حقیقت	۱۶۲
بیعت جلد نہ کرنے میں منافع	۱۶۳
اول روز سے کام میں لگا دینا	۱۶۳
لوگوں کی بلند دماغی	۱۶۳
تاثیر وعظ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ	۱۶۳
دو نوابوں کے شیعیت سے تائب ہونیکی حکایت	۱۶۴
مخلصین کا حال اور یکسوئی	۱۶۴
حضرت حاجی صاحبؒ کے اظہار	۱۶۴
کمال کا سبب	۱۶۴
عنوان بے ادبی میں فقط نیت کافی نہیں	۱۶۵
آئینہ جمال	۱۶۵
امر ذوقی	۱۶۶
ایک عجیب وغریب حکایت	۱۶۷
ایک ماہ کی مدت اصلاح نفس کیلئے کافی نہیں	۱۶۸
علماء کی بے جا شکایت	۱۶۹
ارضی بلائیں	۱۷۰
صاحب سلطنت کو جن دو اوصاف کا ہونا ضروری ہے	۱۷۳
دیندار ہونا خوشی کی بات ہے	۱۷۴
شیطان نے لوگوں کا راستہ مار رکھا ہے	۱۷۴
تربیت کا مفہوم	۱۷۴
طالبان جاہ کا حال	۱۷۴
خلافت کو حضرت عمرؓ کی ضرورت	۱۷۵
حکایت حضرت عالمگیرؒ اور پسر راجہ	۱۷۵
ہماری عبادات کا حال	۱۷۶
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال عقلی	۱۷۶
حضرات صحابہؓ کا فہم	۱۷۷
حضرت حکیم الامتؒ کی تواضع	۱۷۷
اپنی اصلاح مقدم ہے	۱۷۸
خط نہ لکھنے پر معذرت کی ضرورت نہیں	۱۷۸
نفس کی شرارتیں	۱۷۸
بے ادبی کرنے والے کا ضرر	۱۷۹

مسائل دریافت کرنے میں اجر ملتا ہے	۱۸۰
کیا شیخ طالب کو خط لکھا کرے	۱۸۰
سب احوال موافق سنت ہونے چاہئیں	۱۸۰
اوراد سے زیادہ امراض سے نفع	۱۸۰
ادب حضور سیدنا ابوبکر صدیقؓ	۱۸۳
خلاف شرع امور کی اصلاح شیخ پر فرض ہے	۱۸۳
علامت شرارت نفس	۱۸۴
احوال قال سے سمجھ نہیں آسکتے	۱۸۵
بلاضرورت سوال کرنا مناسب نہیں	۱۸۵
امور دنیاوی سے متعلق ہر دعا کا	۱۸۶
بعینہ قبول ہونا ضروری ہے	۱۸۶
ایک مظلوم بچے سے عدل وانصاف	۱۸۷
غیر اللہ کی عبادت کرنے کی مثال	۱۸۹
بعض مرتبہ حضرت حکیم الامتؒ کی سختی میں حکمت	۱۹۰
ذکر وشغل نماز روزہ وغیرہ کی تقویت کیلئے ہیں	۱۹۰
مجذوب وغیرہ کے اقوال کا کچھ اثر نہیں ہوتا	۱۹۱
فیوض الرحمٰن	۱۹۲
راحت اصول پر چلنے سے ملتی ہے	۱۹۷
علماء دین قابل قدر ہیں	۱۹۷
آج کل فہم مفقود ہے	۱۹۷
حقیقی صوفیاء کے عوام بھی معتقد بن جاتے ہیں	۱۹۸
اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب بندوں سے قاعدہ	۱۹۸
غصہ سے متعلق امام شافعیؒ کا قول	۱۹۸
مسلم وبخاری	۱۹۹
حکایات مولوی غوث علی شاہ صاحب پانی پتیؒ	۱۹۹
مرزا غالب کی الحاح وزاری کا نفع	۱۹۹
حضرت شاہ ولایت صاحب تھانوی	۲۰۰
تشویش سلوک میں نہایت مضر ہے	۲۰۰
حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ صاحب جلال تھے	۲۰۰
ٹھنڈا پانی پینے سے ہر بن مو سے الحمد للہ نکلتا ہے	۲۰۰
حضرت حکیم الامتؒ کی تواضع	۲۰۱
برادری والوں کا اعتقاد	۲۰۱
لوگ حقائق نہیں سمجھتے	۲۰۱
واہیہ کبیری	۲۰۱
صاحب حدت نظر کیلئے عظیم خطرات	۲۰۱
ترک تعلقات میں بڑی آزادی ہے	۲۰۲
زمانہ جوش	۲۰۲
حضرت حکیم الامت کی طریق سے مناسبت	۲۰۲
تعلق باللہ رکھنے والے مسلمان کا کمال	۲۰۳
محق اور اسکی قسمیں ۔ دوسری مجلس شریف	۲۰۳
بڑوں کو بڑے ہی پہچانتے ہیں	۲۰۳
گھر میں غیر عورتوں کو نہ ٹھہرانے کا معمول	۲۰۳
حضرت امام محمدؒ اور حضرت امام ابو یوسفؒ	۲۰۴

حضرت حکیم الامتؒ کی تواضع	۲۰۴
اپنے بزرگوں کا حال	۲۰۴
حضرت گنگوہی وحضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ	۲۰۴
اپنے معتقد کی توجہ سے نفع ہوتا ہے	۲۰۴
ازما بجز حکایت مہر و وفا مپرس	۲۰۵
اللہ کی شان میں لفظ مقدم فتح دال پڑھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے	۲۰۵
اپنے آپ کو دوسروں سے افضل واحسن سمجھنا حرام ہے	۲۰۵
اپنے نفس سے بدگمانی	۲۰۶
علماء کو ضرورت استغناء	۲۰۶
زبان عربی اور فارسی میں فرق	۲۰۶
معتقدین ومصدقین کی کثرت بھی عذاب ہے	۲۰۶
آہستہ آواز سے بات کرنے پر عذاب	۲۰۷
فضول اور لغو باتوں پر غصہ	۲۰۷
قرآن سمجھنے کیلئے ضرورت علوم	۲۰۸
امراء سے تعلق رکھنا بے فائدہ ہے	۲۱۰
باہمی بغض ونفرت کا اصل سبب	۲۱۰
خطرہ کی صورت میں ریل میں	۲۱۱
عورتوں کو اپنے ساتھ بٹھالیں	۲۱۱
مومن کو بچے کی طرح رہنا چاہئے	۲۱۱
اصل مالک حق سبحانہ وتعالیٰ ہے	۲۱۱
اہل اللہ کا ادب بہت مشکل ہے	۲۱۱
نو واردین سے باز پرس بغرض اصلاح	۲۱۲
واصل الی المقصود بننے کا طریق	۲۱۲
امردوں کو خانقاہ میں ٹھہرانے کی ممانعت	۲۱۲
سیاہ فام کی آواز عموماً اچھی ہوتی ہے	۲۱۲
آیت مبارکہ میں امانت کا مفہوم	۲۱۳
ایمان اجمالی	۲۱۳
حضرت گنج مراد آبادی کی تواضع	۲۱۳
کاوش نہ کرنے سے کام جلدی ہوتے ہیں	۲۱۴
امرت برسر	۲۱۴
حضرت گنگوہیؒ کا تبسم	۲۱۴
آثار محبت زبان پر نہیں آتے	۲۱۴
جھک کر ملنے کی مذمت	۲۱۴
ہر نماز کے بعد مسلمانوں کیلئے دعا	۲۱۵
ایک غلط رسم	۲۱۵
درسیات پڑھنے اور پڑھانے کی حقیقت	۲۱۵
ایک انگریز کا شعر	۲۱۵
راضی بہ رضا رہنے کی ضرورت	۲۱۵
غلبہ حال معین مقصود نہیں	۲۱۵
حق سبحانہ وتعالیٰ کا تصور	۲۱۶
حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصداً	۲۱۶

صحابہ کو بے تکلف کرتے تھے ۲۱۶
دعا عبادت کا مغز ہے ۲۱۶
وحدت الوجود کے معنی ۲۱۶
قرآن وحدیث اور فقہ کی ضرورت ۲۱۶
مقامات انبیاء میں گفتگو کرنا بے ادبی ہے ۲۱۷
عقل عشق پر غالب ہونی چاہئے ۲۱۷
اللہ والے بننے کی ضرورت ۲۱۷
اغنیاء اور اغبیاء سے تنگی ۲۱۷
رحیم کا مفہوم ۲۱۷
اللہ تعالیٰ خیر خواہ عالم ہیں ۲۱۸
فوں فاں اور ہوں ہاں ۲۱۸
مولوی ابراہیم سیالکوٹیؒ ۲۱۸
اور مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ ۲۱۸
کرامت قرب کا ثمرہ ہے ۲۱۸
زیارت موئے مبارک کا حکم ۲۱۸
بیعت ہونے کیلئے ضرورت اعتقاد ۲۱۹
ضرورت فنائیت ۲۱۹
باپ کا ادب ۲۱۹
حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ ۲۱۹
مغلوب الاخلاق تھے ۲۱۹
حضرت حاجی صاحبؒ کی برکت ۲۱۹
اس زمانہ کے مناسب میری تصانیف ہیں ۲۲۰
رسالہ خاتمہ بالخیر ۲۲۰
اتباع شیخ کی اشد ضرورت ۲۲۰
غیر مقلد سے عدم مناسبت ۲۲۰
شیخ کی خلاف ورزی میں خرابی ۲۲۰
تین اشیاء کے ہدیہ کی واپسی میں ۲۲۰
عدم پسندیدگی ۲۲۰
حضرت حکیم الامتؒ کا ایک اصول ۲۲۱
زمانے کو اپنے تابع بناؤ ۲۲۱
فساق فجار کے بارے میں ۲۲۱
حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد ۲۲۱
آخرت میں قلب دیکھا جائے گا ۲۲۱
حزن سے راستہ جلد قطع ہوتا ہے ۲۲۱
پانی پلانے میں راحت کی تعلیم ۲۲۱
فاضل دیوبند بزعم خود ۲۲۲
غیر مقلدیت اور نیچریت ۲۲۲
مدینہ کے دہی کو کھٹا کہنے کا انجام ۲۲۲
ایک قسم کا وطن اقامت ۲۲۲
ادب کا مفہوم ۲۲۲
احق بالاتباع آخری عمل ہے ۲۲۳
حضرت مرزا جان جاناں مظہرؒ کا ارشاد ۲۲۳
کرامت سید الطائفہ ۲۲۳
حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ ۲۲۳

حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانویؒ ۲۲۴
کے بارے میں ارشاد ۲۲۴
اتباع سنت حضرت محمد قاسم صاحب نانوتویؒ ۲۲۴
انوار علم اور انوار اعمال میں فرق ۲۲۴
دوستی اور دشمنی میں ضرورت اعتدال ۲۲۴
مدینہ منورہ مظہر عبدیت ہے ۲۲۴
آثار نور ۲۲۵
تنگی بھی عظمت ہے ۲۲۵
ارشاد حضرت حاجی صاحبؒ کے متعلق خوف ۲۲۵
اولیاء کاملین کو لوگوں نے بہت کم پہچانا ۲۲۵
غیر فقیہ کو فتویٰ دینا ۲۲۵
توکل اور تاکل ۲۲۵
بیوی اسباب راحت ہے ۲۲۵
نماز کے اندر غیر عربی میں دعا کا حکم ۲۲۵
کثرت تصنیف امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے ۲۲۵
غلبہ عشق میں فہم جاتا رہتا ہے ۲۲۶
فراست مومن ۲۲۶
بڑی مسجد میں آگے سے گزرنے کی گنجائش ۲۲۶
ایک شعر ۲۲۶
ہدیہ بھیجنے والے استفسار ۲۲۶
ایک مدرس کے دو عیب ۲۲۶
احوال مناظرہ رام پور ۲۲۷
وجود برزخی کے لطائف ۲۲۷
فقہاء کا قیاس صوفیاء کے کشف سے مقدم ہے ۲۲۷
شیطان کی خوشی ۲۲۷
درخواست دعا کی اجازت ۲۲۷
اجتماعی کاموں میں عقل کی بات ۲۲۷
صوفی کی تعریف ۲۲۸
کمبل کی فضیلت ۲۲۸
امام رازیؒ کا ایک غیر مسلمہ اصول ۲۲۸
ایک نواب صاحب کو اصولی جواب ۲۲۸
ہدیہ کے شرائط ۲۲۸
بزرگان دیوبند ۲۲۸
مسرت عقلی ۲۲۹
ایک طالب علم کو نصیحت ۲۲۹
طریق کی قدر پیدا کرنے کی ضرورت ۲۲۹
نواب چھتاری بہت مہذب ہیں ۲۲۹
کمالات کی دو قسمیں ۲۳۰
حضرت جامیؒ کی ذہانت ۲۳۰
بیگم اور خانم کا لفظ ۲۳۰
فتویٰ کی دلیل پوچھنا خلاف اصول ہے ۲۳۰
رسول خان ۲۳۱
شیخ اکبرؒ کا قول ۲۳۱

حضرت شیخ اکبرؒ کا قول	۲۳۱
وعظ روح الارواح میں رد بدعات	۲۳۱
ہم نے علماء کو دیکھا ہے	۲۳۱
حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ	۲۳۱
کی انصاف پسندی	۲۳۱
ہر ایک کا حق ادا کرنا سنت ہے	۲۳۲
ہر آنے والوں کیساتھ مساوات کا	۲۳۲
برتاؤ ضروری نہیں	۲۳۲
حکایت حضرت شیخ بنوریؒ	۲۳۲
تشریح شعر مذکور	۲۳۲
اپنے مریدوں پر اظہار فخر	۲۳۲
چندہ سے متعلق حضرت شیخ الہندؒ کا ارشاد	۲۳۳
اچھوں میں داخل ہونے کا طریق	۲۳۳
مکتوب کو دیکھنے پر عتاب	۲۳۳
احکام القرآن میں استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کو کچھ لکھنے کا ارشاد	۲۳۳
قول جامی	۲۳۴
مقدمہ احکام القرآن	۲۳۴
فیوض الحرمین کا خلاصہ	۲۳۴
واقعہ اللہ بخش جن	۲۳۴
حضرت جنید بغدادیؒ کی سب سے بڑی زندگی	۲۳۴
متاع قلیل کی عجیب مثال	۲۳۵

نواب صاحب کو تذلیل سے بچانا	۲۳۵
عورت باورچن نہیں	۲۳۵
بغیر نام بتلائے کھیر نہ کھانے کا حکم	۲۳۵
بڑوں کیلئے ہیبت ہے	۲۳۶
قبض سے متعلق	۲۳۶
حضرت مولانا رومؒ کے ارشادات	۲۳۶
اپنے بزرگوں کا طرز	۲۳۶
وصل مرحوم سے متعلق ایک عالم صالح کا خواب	۲۳۶
تمام شد حصہ اول ملفوظات	۲۳۷
حضرت حکیم الامتؒ کا اول معاملہ	۲۳۷
عرفی ادب کی مثال	۲۳۷
اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں	۲۳۷
پابندی دین کی ضرورت	۲۳۷
حیاۃ المسلمین اور صیانۃ المسلمین	۲۳۸
دستور العمل کیلئے کافی وافی ہیں	۲۳۸
تکبر شعبہ شرک ہے	۲۳۸
تین باتوں کے التزام کی ضرورت	۲۳۹
بزرگی پر ناز کرنے کی مثال	۲۳۹
صوفیاء فقہا اور محدثین کی محبت میں ترتیب	۲۳۹
علماء احناف اور صوفیاء چشتیہ کی جامعیت	۲۳۹
بدعتیوں کی عبادت کی مثال	۲۳۹
میرے یہاں صرف انسانیت سکھائی جاتی ہے	۲۴۰

انسان بننا فرض ہے ۲۴۰
روک ٹوک کا اصل سبب ۲۴۰
دوسرے کو اذیت نہ پہنچانے کا اہتمام ۲۴۰
ملاقات کا ایک ضروری ادب ۲۴۱
دنیادار لوگ علماء کو حریص سمجھتے ہیں ۲۴۱
انسان اپنے کاموں میں بااختیار رہتا ہے ۲۴۱
بڑوں کے سامنے ادب ضروری ہے ۲۴۲
حضرت حاجی صاحبؒ کا مذاق ۲۴۲
اپنے ذوق سے کچھ کام کرنا چاہئے ۲۴۲
مصلح کی ضرورت ۲۴۲
ابن تیمیہ اور ابن القیم ۲۴۲
عالم برزخ عذاب مثالی جسد پر ہوگا ۲۴۳
عالم برزخ میں حساب جسد مثالی پر ہوتا ہے ۲۴۳
قناعت کے ثمرات ۲۴۳
مراقبہ رویئت ۲۴۴
کارساز حقیقی پر نظر رکھنے کی ضرورت ۲۴۴
خاندان کا اکٹھے رہنا موجب فساد ہے ۲۴۴
بے پرواہی مفاسد کی جڑ ہے ۲۴۴
حضرت خواجہ اجمیریؒ کا ایک ملفوظ ۲۴۵
ازالہ شبہات کا طریق ۲۴۵
نفس کا مکر خفی ۲۴۵
احوال کے تغیر میں حکمتیں ۲۴۵
نفس پر عدم اطمینان کی عجیب مثال ۲۴۵
قضا نمازوں کی ادائیگی میں جلدی کرے ۲۴۵
طریق باطنی میں اتباع پر مدار ۲۴۶
شریعت کا علم سب پر مقدم ہے ۲۴۶
محبت کے نشیب و فراز کی فراوانی ۲۴۶
خدمت لینے کیلئے مناسبت ضروری ہے ۲۴۶
فضول تحقیقات میں کیا رکھا ہے ۲۴۶
اہل علم میں استغناء کی شان ہونی چاہئے ۲۴۷
بقصد التذاذ محبوب سے بات کرنا منع ہے ۲۴۷
آج کل کے مدعی کمالات کا حال ۲۴۷
شرافت اور شر و آفت ۲۴۸
شیخ سے مستغنی ہونے کا مطلب ۲۴۸
امراء و غرباء کا طریق دلجوئی ۲۴۸
معاصی سے نفرت ضروری ہے ۲۴۸
مہمانوں اور ملاقاتیوں سے مروت میں ۲۴۹
اپنا دینی ضرر نہ کیا جائے ۲۴۹
جمعیت قلب کے اہتمام کی ضرورت ۲۴۹
حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کی پیش گوئی ۲۴۹
فساد حس ۲۴۹
دین سے کامل مناسبت پیدا کرنیکا طریقہ ۲۵۰
حصول نسبت باطنی کا طریق ۲۵۰
خلوت کا ایک عجیب طریقہ ۲۵۰

حصول محبت الٰہی کا طریقہ ۲۵۰
حضرت حکیم الامتؒ کی تعلیمات کا خلاصہ ۲۵۱
طریق عشق میں اعمال باطنی کا غلبہ ہوتا ہے ۲۵۱
انفعالات غیر مقصود ہیں ۲۵۱
عملیات میں موثر چیز ۲۵۱
علماء کو نصیحت ۲۵۱
طریق کا حاصل ۲۵۱
محبت عقلیہ، مختاریہ، ماموریہ ہے ۲۵۲
مرنے کے بعد جسم کو قطع کرنے سے ۲۵۲
روح کو حزن ہوتا ہے ۲۵۲
سالک کیلئے دو رہزن ۲۵۲
انسان مفقود پر نظر کر کے ناشکری کرتا ہے ۲۵۲
وارد کے خلاف کرنے سے تکوینی سزا ۲۵۲
طبیعت کا مذاق ۲۵۲
شکایت حکایت سننے سے طریق احتراز ۲۵۳
غیر محرم کو دیکھنے میں فریب نفس ۲۵۳
درستی اخلاق کی ضرورت ۲۵۳
امراء سے مل کر ثابت قدم رہنا مجاہدہ ہے ۲۵۳
ارشاد ماموں امداد علی صاحب مرحوم ۲۵۳
رضا و عبدیت کے قصد کی ضرورت ۲۵۴
دور حاضر میں زمانہ سلف جیسی برکت نہیں ۲۵۴
اب ظاہری و باطنی ۲۵۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا ادب ۲۵۵
آج کل کا اعتقاد ۲۵۶
دو چیزیں طالب کیلئے راہزن ہیں ۲۵۶
گستاخی بڑی خطرناک چیز ہے ۲۵۶
دوسرے کیساتھ بھی گستاخی ناگوار گزرتی ہے ۲۵۸
وضع میں ضرورت اعتدال ۲۵۸
تواضع عقل کی علامت ہے ۲۵۹
ترک تعلقات غیر ضروریہ میں راحت ہے ۲۵۹
دنیا کی مثال ۲۵۹
برکات مثنوی ۲۶۰
کلید مثنوی افضل ترین شرح ہے ۲۶۰
تفسیر بیان القرآن لکھنے کا نفع ۲۶۰
ایک دھریہ کا مثنوی پڑھ کر مسلمان ہونا ۲۶۰
حضرت عارف شیرازیؒ کا کلام عاشقانہ ہے ۲۶۱
اعتقاد میں سب کیساتھ نیک گمان رکھے ۲۶۱
اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے ۲۶۱
زمانہ ہمارے تابع ہے ۲۶۲
خیر الافادات ۲۶۳
عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ ۲۶۳
مشہور شعر "کفر گیرد کاملے ملت شود" ۲۶۴
چاندی پر زکوٰۃ ۲۶۴

پراویڈنٹ فنڈ کی رقم پر زکوٰۃ واجب نہیں ۲۶۵
اوقات خاص میں اپنے مخصوصین کا یاد آنا ۲۶۵
ترقی کے اندازہ کا معیار ۲۶۵
مدار اتحاد صرف اعتصام بحبل اللہ ہے ۲۶۵
اختلاف بدوں بغض فی اللہ کی ۲۶۶
مغفرت کب تک معلق رہتی ہے ۲۶۶
عہد نصرت بوجہ مظلوم ہونے کے ہے ۲۶۶
معاملات تحریک حاضرہ غیر اجتہادی ہیں ۲۶۶
عورتوں کی اخبار بینی کی مذمت ۲۶۶
غزوات میں پردہ شکنی کیلئے فتویٰ جواز ۲۶۷
صحابیت کی وصف سب معاصی کیلئے ماحی ہے ۲۶۷
سزا اور معذرت میں فرق ۲۶۷
نماز میں وساوس کا ایک علاج ۲۶۸
بیعت کیلئے مناسبت کی ضرورت ۲۶۸
احادیث صلوٰۃ اللیل میں لطیف تطبیق ۲۶۸
باطن کی مقصودیت بھی ۲۶۸
احکام ظاہرہ کے قالب کے ساتھ ہے ۲۶۸
وساوس کی طرف التفات نہ کرنا چاہئے ۲۶۸
توبہ کے وقت استحضار ذنوب کی کوشش کریں ۲۶۸
ظریف آدمی کا نفس مردہ ہوتا ہے ۲۶۹
طالب لذت ہونا سخت غلطی ہے ۲۶۹
پیر کو عالم عیب ہونا ضروری ہے ۲۶۹
ہر شرک ممتنع عقلی ہے ۲۶۹
امور اختیاریہ کا یہ مقصود ۲۶۹
اور امور غیر اختیاریہ کا مقصود ہونا ۲۶۹
جلد وصول الی اللہ اتباع سنت کی برکت ہے ۲۷۰
بدعت مجتہد فیہا میں خفی ظلمت ۲۷۰
حضرت گنگوہی صاحبؒ کا ادب ۲۷۰
نفع تام اور نفع عام ۲۷۰
مقاصد میں اشق افضل ہے ۲۷۰
شرائع میں علت تلاش ۲۷۰
انکار نبوت کے مترادف ہے ۲۷۰
سختی اور نرمی دونوں طریق سے اصلاح ۲۷۰
سلسلہ کی دو (۲) برکات ۲۷۱
شاہان مغلیہ کی تواضع ۲۷۱
ایک بزرگ کو سوتے میں مشاہدہ ۲۷۱
مقطعات کا علم ۲۷۱
عرفاء کے تین درجے ۲۷۱
جزاءً عطاءً حسابا کی تفسیر ۲۷۲
فتن مرفوع نہیں ہوں گے ۲۷۲
مسکنت کی قسمیں ۲۷۲
دو بازوں کے لئے جال ۲۷۲
کلام نظم کی صورت میں زیادہ ہوتا ہے ۲۷۲
تبلیغ و اصلاح نفس کی ترغیب ۲۷۳

جاہ کی دو قسمیں ۲۷۳
سوانح عمری کی کمی بیشی کے سبب احتیاط ۲۷۳
مناسبت کا مفہوم ۲۷۳
دوست کی رضا بڑھانا ۲۷۳
تابعین بھی اولاد میں داخل ہیں ۲۷۳
حسن ظن محتاج دلیل نہیں ہوتا ۲۷۴
قبض کی حالت میں معمول ۲۷۴
ذرا قلت توجہ سے کرے ۲۷۴
سن نکاح ۲۷۴
حیثیت عقلیہ میں دوام ۲۷۴
اکثر بے اعتدالیوں کا منشاء بے فکری ہے ۲۷۴
حضرت مولانا شیخ محمد تھانویؒ کا ایک شعر ۲۷۵
صوفیاء عالم مادی کو عالم جسمانی کہتے ہیں ۲۷۵
علوم معاملہ اور علوم مکاشفہ کی قسمیں ۲۷۵
حجب نورانیہ حجب ظلمانیہ سے سخت ہیں ۲۷۶
صوفی کون ہے ۲۷۶
صوفی کون ہے ۲۷۶
کسی گناہ کو صغیرہ نہ سمجھو ۲۷۶
علم باری تعالیٰ ۲۷۶
الغیبۃ اشد من الزنا ۲۷۶
نو تعلیم یافتگان کے شبہات کے اسباب ۲۷۷
دیوبند اور علی گڑھ کا نقشہ ۲۷۷
مفہوم ایاک نعبد ۲۷۷
کون سی تمنائے موت محمود ہے ۲۷۷
شیخ کی اتباع اور مجتہد کی تقلید ۲۷۷
مخالف شرع شیخ کو چھوڑ دینا چاہئے ۲۷۷
شیخ اپنے بعض مریدوں کو ترجیح دے سکتا ہے ۲۷۸
متقدمین اور متاخرین کے علوم کا فرق ۲۷۸
خبث نفسی کا ترجمہ ۲۷۸
تبرک کا بلا اجازت اہل خانہ تقسیم میں مفاسد ۲۷۸
غلطی کا اقرار کرنا بڑا مجاہدہ ہے ۲۷۹
اصلاح تقدس پر موقوف ہے ۲۷۹
ھدی للمتقین کا مفہوم ۲۷۹
مہین مولوی ۲۷۹
کسی بزرگ کو علی سبیل جزم ولی کہنا جائز نہیں ۲۸۰
نبی و رسول میں نسبت عموم و خصوص ۲۸۰
رویائے صادقہ کی تفسیر ۲۸۰
عشق میں کتمان مجاہدہ شدیدہ ہے ۲۸۰
حالت فنا کی تعبیر ۲۸۰
حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ۲۸۰
رؤیت باری تعالیٰ کا اثبات ۲۸۰
ناشکری کا سبب ۲۸۱
صدقہ فطر کی مقدار ۲۸۱
گیارہویں کے متعلق ایک سوال کا جواب ۲۸۱

بیعت کی حقیقت ۲۸۱
اصلاح کیلئے بیعت ضروری نہیں ۲۸۱
شیخ محقق کے اصلاح کرنے کا سبب ۲۸۱
حضرت مولانا نانوتویؒ کا ایک ارشاد ۲۸۲
سختی اور مضبوطی کا فرق (عجیب مثال) ۲۸۲
ہدیہ میں اشراف نفس ۲۸۲
اللہ کے ذکر سے شیطان مردود دفع ہوتا ہے ۲۸۲
امراض سوداویہ کے خواب میں نظر آنے کی تعبیر ۲۸۳
وسوسہ نفسانی اور شیطانی کا فرق ۲۸۳
دنیا میں شوق اور بے چینی کا سبب ۲۸۳
صاحب تصرف کیلئے ۲۸۳
صاحب تشریع ہونا ضروری نہیں ۲۸۳
خیر من الف شھر کا مفہوم ۲۸۳
آخرت میں رؤیت حق سبحانہ کیسے ہوگی ۲۸۴
نور کا مفہوم ۲۸۴
مراقبہ کی تفسیر ۲۸۴
باب تاویلات کا منشاء کبر ہوتا ہے ۲۸۴
علامت شقاوت وسعادت ۲۸۴
بدنی ساخت میں رکھ دی جاتی ہے ۲۸۴
استاد کو لائق شاگرد کا ممنون ہونا چاہئے ۲۸۵
استخارہ اور دعا میں فرق ۲۸۵
مدرسہ کیلئے چندہ غرباء سے لو ۲۸۵
اولیاء اللہ کے دیکھنے سے فائدہ ۲۸۵
حقوق اللہ درحقیقت حقوق النفس ہیں ۲۸۵
حُب زوج کیلئے ایک عمل ۲۸۶
دینی غیرت ۲۸۶
حدود میں دو گناہ ۲۸۶
شیخ کو خلوت کی ضرورت ۲۸۶
اپنے شیخ کو سب سے افضل نہ جاننا چاہئے ۲۸۶
ادب کی برکت ۲۸۶
بے ادبی سے نسبت سلب ہونا ۲۸۷
جانور سے کذب اور فریب ۲۸۷
تارک سنت بزرگ اور ولی نہیں ہوسکتا ۲۸۷
متقی کی زبان میں اثر ہوتا ہے ۲۸۷
عامل کی نصیحت کا اثر زیادہ ہوتا ہے ۲۸۷
خدا کیلئے نماز پڑھنا ۲۸۸
مدرسہ جامع العلوم کی فوقیت ۲۸۸
تلبیس ابلیس ۲۸۹
حضرت حاجی صاحبؒ کی غیرت دینی ۲۸۹
حضرت حاجی صاحب کی عبدیت وتواضع ۲۸۹
وسوسہ معصیت کا علاج ۲۸۹
محبت وحکمت سے نصیحت کا اثر ۲۹۰
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا ذوق لطیف ۲۹۰
فقر اختیاری ۲۹۰

مولانا محمد امین صاحبؒ کی حکایت ۲۹۱
نظر مفاجات کی نحوست ۲۹۱
نظر بد کا انجام ۲۹۱
تلبس بالفساق والکفار سے ظلمت ۲۹۱
ایک امی شیخ کا ذوق لطیف ۲۹۲
حضرت حکیم محمد مصطفیٰ صاحب کی فراست ۲۹۲
مولانا فضل حق خیرآبادی کا کمال ۲۹۲
ایک رنڈی کا ناچ سے تائب ہونا (حکایت) ۲۹۲
رنڈی کی غیرت (حکایت) ۲۹۳
حضرت شیخ الہندؒ کی کسر نفسی ۲۹۳
عمل کی تمنا پر اجر ۲۹۳
حضرت سلطان الاولیاءؒ کی حکایت ۲۹۳
حضرت گنگوہیؒ کے ایک مرید کا اخلاص ۲۹۳
حضرت حاجی صاحبؒ کی کرامت ۲۹۴
دل شکنی کا خیال ۲۹۴
ایک تدبیر سے نوتعلیم یافتہ کا علاج ۲۹۴
احکام میں علتیں معلوم کرنا موجب الحاد ہے ۲۹۵
ایک ایرانی شہزادہ کی حکایت ۲۹۵
حکایت رنجیت سنگھ ۲۹۵
ایک مرید کا درجہ مرادیت کو پہنچنا ۲۹۵
معروف کرخیؒ کی ایک مریدہ کی حکایت ۲۹۶
نماز کا مسئلہ پوچھنے سے اظہار خوشنودی ۲۹۶
حق تعالیٰ کے یہاں شکور و حلیم کی قدردانی ۲۹۶
ایک وزیر کی حکایت ۲۹۶
امام غزالیؒ کی برکت سے مدرسہ باقی رہنا ۲۹۷
پابگل ۲۹۷
لعل کو تلاش کرنا ۲۹۷
ہر وقت حق تعالیٰ کے سامنے ۲۹۷
اظہار عبدیت کی ضرورت ہے ۲۹۷
نا سمجھ جان کر غصہ چلا جانا ۲۹۸
ہم تو یہیں تھے کرامت حضرت حاجی صاحب ۲۹۸
کرامت حضرت حاجی صاحب قدس سرہ ۲۹۸
مبہم فیصلہ ۲۹۹
تکبر کا علاج ۲۹۹
غیر اللہ پر نظر کرنا شرک ہے ۲۹۹
دنیا کا فائدہ ۲۹۹
خیر میں اسراف نہیں ۳۰۰
صولت الفاظ ۳۰۰
حضرت گنگوہیؒ سے عدم تعلق پر عتاب ۳۰۰
قبر پر مٹی نہ رہنا (کرامت) ۳۰۰
عذاب الٰہی کے وعظ پر عتاب (حکایت) ۳۰۰
ایک میم کی چالاکی ۳۰۱
حضرت حاجی صاحب ۳۰۱
حضرت سید صاحب کا ادب ۳۰۱

سید صاحب کو سلوک نبوت سے مناسبت ہونا	۳۰۱
حضرت گنگوہیؒ کی سادگی	۳۰۲
امام ابو یوسفؒ کی حکایت	۳۰۲
حضرت امام ابو حنیفہؒ کی شہادت	۳۰۲
حضرت مولانا قاسم صاحبؒ کا خوف آخرت	۳۰۲
حضرت مرزا مظہر جانؒ جاناں کی لطافت	۳۰۳
عوام الناس کو صبر کی تلقین نہ کرنا چاہئے	۳۰۳
ظلمانی کتاب سے بھی ظلمت ہوتی ہے	۳۰۳
حضرت سید احمد رفاعیؒ کا مقام	۳۰۳
فقر و فاقہ کی قدر	۳۰۴
حضرت ابراہیم ادہمؒ کا امتحان	۳۰۴
عمر بن عبد العزیزؒ کی خدا خوفی	۳۰۴
شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ کی فراست	۳۰۵
شیخ کو ناراض نہیں کرنا چاہئے	۳۰۵
بھلانا امر غیر اختیاری ہے	۳۰۵
حضرت بانی دار العلوم دیو بند کا	۳۰۵
اپنے مریدوں کو توجہ دینا	۳۰۵
درس عبرت	۳۰۶
نصوص میں آخرت کے اجمالی حالات مذکور ہیں	۳۰۶
صاحب تصرف بزرگ کی حکایت	۳۰۶
فتوحات اسلامیہ کی ایک حکایت	۳۰۷
خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے کا ایک بوڑھا	۳۰۷
حق شانہ کی شان کریم	۳۰۷
شریعت کے حکم کو خلاف مصلحت سمجھنے کا انجام	۳۰۷
شجاعت کی دو قسمیں	۳۰۸
محاورہ سوء ادبی	۳۰۸
شہادت تزکیہ کے متعلق تین سوال	۳۰۸
نماز میں آنکھیں بند کرنا خلاف سنت امر ہے	۳۰۸
ایک عجیب غامض تحقیق	۳۰۹
آداب وجد و قیام	۳۰۹
سورہ اخلاص کی تلاوت سے	۳۰۹
تین ثلث قرآن پاک پڑھنے کا ثواب	۳۰۹
حقیقت مکہ و حقیقت مدینہ	۳۰۹
ایک سیٹھ کا ہدیہ پیش کرنا	۳۱۰
شیخ اکبرؒ کے فصوص کی صحت کا امتحان	۳۱۰
دنیا دار مال کے قدر دان ہیں	۳۱۰
حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کی دور رسی	۳۱۱
اپنے مرید کو خلاف سنت امر پر	۳۱۱
متنبہ کرنے کی ہدایت	۳۱۱
اہل بلغار پر نماز عشاء نہیں	۳۱۱
مراقبہ معیت	۳۱۲
تردد خامی کی دلیل ہے	۳۱۲
صاحب تصرف بزرگ کا اثر	۳۱۲

ملفوظات اطہر

جمع فرمودہ:

حضرت مولانا اطہر علی سلہٹی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: میں ایلام قلب سے احتراز چاہئے

ملفوظ ١۔ ارشاد فرمایا حضرت امام غزالیؒ نے لکھا کہ اگر تنہائی میں مانگے اور نصف درہم ملے اور مجمع میں مانگے اور لحاظ سے یہ شخص ایک درہم دے تو سائل کیلئے یہ نصف حرام ہے کیونکہ یہ ایلام قلب (یعنی قلبی تکلیف) ہے اور ایلام قلب اشد ہے ایلام جسم سے۔ خود ایلام جسم ہی حرام ہے۔

کسی بزرگ کے ادب سے صف اول سے پیچھے ہٹ جانا کیسا ہے

ملفوظ ٢۔ ارشاد فرمایا علمائے ظاہر نے کہا ہے کہ اگر کوئی صف اول میں کھڑا ہو تو کہتے ہیں کہ ایسے نہ کرے کہ خود تو پیچھے آ جائے اور اپنے شیخ کو آگے کر دے کیونکہ اس میں اعراض عن الحسنہ معلوم ہوتا ہے اور جو جامع بین الظاہر والباطن ہیں وہ کہتے ہیں پیچھے ہٹ آنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ مقصود تو ہے قرب خدا وہ دونوں صورتوں میں حاصل ہے۔ صف اول میں رہنا بھی قرب ہے اور بزرگوں کا ادب بھی قرب ہے تو اس نے ایک قرب پر دوسرے قرب کو اختیار کیا اعراض کہاں ہوا۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی بے نفسی کا ایک عجیب واقعہ

ملفوظ ٣۔ تحریک خلافت کے زمانہ میں بعض لوگ حضرت سے لوگوں کو ہٹانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس تذکرہ میں فرمایا: سنانے کے قابل ہے نہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ کو ایک شخص نے پرچہ دیا کہ فلاں شخص کی حالت کی اصلاح کیجئے ان کی حالت خراب ہے ورنہ لوگ حضرت سے بدظن ہو جائینگے۔ فرمایا اوروں کو کیوں کہتے ہو۔ تمہارا جی چاہے بدظن ہو جاؤ چھوڑ دو اور فرمایا تم معتقدین نے تو ہمیں ایسے کر رکھا ہے کہ مجھے کسی وقت اپنے محبوب کے نام لینے کی فرصت نہیں ملتی ہے۔ خدا کی قسم (حضرت کو قسم کھانے کی عادت نہ تھی جوش میں آ کر کہہ دیا خدا کی قسم) میں دل سے تمنا کرتا ہوں کہ سب لوگ بلکہ ساری دنیا مجھے ملحد اور زندیق سمجھ کر چھوڑ دے اور میں ہوں اور میرا محبوب ہو۔

خوشا وقتے وخرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

ایک صاحب تصوف بزرگ کا عجیب واقعہ

ملفوظ۴۔ فرمایا ایک بزرگ تھے رسول نما ایسے صاحب تصوف تھے کہ بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرادیتے تھے مگر جو آتا تھا اس سے ایک ہزار روپیہ لیتے تھے۔ ان کی بی بی نے کہا کہ لوگوں کو تو زیارت کرادیتے ہو اور میں گھر میں رہ کر اس دولت سے محروم ہوں۔ مجھے بھی زیارت کرادیجئے کہا لاؤ ہزار روپیہ بی بی نے کہا میں کہاں سے لاؤں انہوں نے کہا پھر تو نہیں ہوسکتا۔ مگر وہ ہمیشہ کہتی رہی جب زیادہ اصرار ہوا تو کہا ایک شرط سے ہوسکتا ہے وہ یہ کہ تم نہادھو کر خوب بناؤ سنگار کر کے عطر پریری لگاؤ، کنگھی کرو، مانگ نکال کر عمدہ کپڑا پہن کر آؤ وہ بے چاری تھی عاشق اسی طرح بن کر آئی، جب سامنے آکر بیٹھی اس کے بھائی کو بلالیا کہ دیکھو تمہاری بہن کو بڑھاپے میں کیا سوجھی وہ بے چاری رونے چلانے لگی کہ ہائے ہماری کیا فضیحتی کردی روتے روتے وہ بے ہوش ہوگئی اب آپ نے توجہ کی اور زیارت کرادی۔ جب زیارت ہوگئی بی بی نے کہا کیا کیا۔ فرمایا اصل بات یہ ہے کہ زیارت کیلئے کچھ صفائی اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ تو ہزار روپیہ دینا بھی ایک مجاہدہ ہے تم اس پر قادر نہ تھیں تم سے یہ مجاہدہ کرایا۔

آداب دعا کے متعلق کچھ ہدایات

ملفوظ۵۔ فرمایا حضرت حاجی صاحبؒ کبھی اگر کوئی کتاب چھپواتے تو پہلے روپیہ دے دیتے پھر کام سپرد کرتے۔ فرمایا میں یہاں والوں سے دعا کی درخواست بھی نہیں کرتا، گھر سے درخواست آئی تھی کہ ہمارے لئے ختم خواجگان میں دعا کرادو۔ میں نے کہا لاؤ فیس (چنانچہ روپیہ سے دعا کرائی جاتی ہے اور اس میں یہاں تک اخفاء کیا کہ ہمشیرہ فاروق کی آنکھوں کی...... بیماری الخ لکھوایا۔ تاکہ دوسروں کو پتہ نہ چلے۔ جامع)

تو میں اپنے لئے تو کوئی کام کراتا نہیں پھر دوسروں کیلئے کیا کراتا (یہ اس پر فرمایا کہ ایک مخالف شخص نے کہلا بھیجا کہ پرسوں ہمارے مقدمہ کی تاریخ ہے۔ آیۂ کریمہ کا ختم پڑھوادو) اور فرمایا اگر یہ دعا کرتے تو یہ کرتے کہ حق کے موافق فیصلہ ہوجائے کیونکہ اس کے خلاف اگر کریں تو قبول تو ہوگی نہیں اور الٹی ہماری گردن پکڑی جائیگی۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ گنج

مرادآبادی کے پاس ایک شخص آیا کسی مقدمہ کا مدعی تھا۔ عرض کیا حضرت! ہمارے لئے دعا کر دیجئے پس اسی وقت مدعی علیہ بھی آگیا اور کہا صاحب! میرے ساتھ مقدمہ ہے میرے لئے بھی دعا کیجئے۔ آپ نے دعا کی کہ یا اللہ جو حق پر ہو وہ غالب آجائے اور ان دونوں سے فرمایا تم بھی آمین کہو وہ پریشان کیا کریں اور فرمایا تمہیں تجویز کے کیا حق ہے کہ آیۃ کریمہ کا ختم پڑھوا دو۔ طبیب کے پاس کہلا بھیجنا کہ ہمیں مسہل لکھ دو اور فرمایا ہماری جماعت قابل دعا کی ہے یا نہیں اگر ہے تو ان سے مخالفت کیوں کی جاتی ہے اور جو نہیں ہے تو درخواستیں کیوں کی جاتی ہیں۔ فرمایا اس جماعت سے تو میں کام اس طرح لے لیتا ہوں کہ یا اللہ اس جماعت کی برکت سے میرا فلاں کام پورا فرما دے مگر یہ نہیں کہ ان سے کہوں کہ میرے لئے دعا کرو۔

سفر کی حالت میں بزرگوں سے ملاقات کا ادب

ملفوظ ۶۔ فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بزرگ کسی شہر میں پہنچے وہ مہمان ہوں اور ان سے سوائے ملاقات کے اور کوئی غرض پیش کی جائے مگر اب جہاں کوئی مولوی یا بزرگ پہنچا لوگ اپنے اپنے اغراض لے کر حاضر ہوتے ہیں۔

امراء کی صحبت سے غفلت پیدا ہوتی ہے

ملفوظ ۷۔ فرمایا بچپن میں ایک دفعہ ظناً میری صبح کی نماز قضا ہوگئی تھی یعنی فقہی قاعدے سے تو قضا نہ ہوئی کیونکہ الیقین لا یزول بالشک مگر ظن غالب ہے کہ سورج نکل آیا تھا اور وجہ یہ ہوئی کہ اس روز ایک امیر کے پاس لیٹا تھا۔ میں امراء کے پاس نہیں سوتا ہوں مگر انہوں نے پہلے چارپائی بچھا دی تھی میں نے شرم سے منع نہیں کیا اور وہ بھی نیک تھے مگر امیر تھے۔ اس روز سے میں نے توبہ کی کہ کبھی امراء کے پاس نہیں سوؤں گا اور ان کی تو قضا ہوگئی تھی اور میں بھی اگر گھر پڑھ لیتا تو قضا نہ ہوتی مگر جی نہ مانا بھاگا ہوا مسجد میں گیا۔

صحبت صلحاء کی برکت

ملفوظ ۸۔ فرمایا حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کی ایک بات بڑی پسند آئی

انہوں نے تو اپنے اوپر کہا تھا ''ومالی لااعبدالذی'' کی طرح مگر واقع میں یہ ہماری حالت کو بیان کررہے تھے۔ فرمایا ہماری حالت تو مثل رڑکی گدام کے کاریگروں کی طرح ہے۔ جب تک گدام کے اندر ہے کاریگر ہے یعنی گدام کے اندر کاریگر مشین چلاتے ہیں وہی مشین سب کام کرتی ہے۔ ان کا ذاتی کوئی کام نہیں اور جب گدام سے باہر نکلے بے کار۔ اسی طرح ہم جب تک صلحاء کے مجمع میں ہیں ہم بھی صالح ہیں اور جہاں اس دائرہ سے نکلے سب غائب پھر تو بسا اوقات ایمان بچانا بھی مشکل ہوتا ہے۔ مولانا مرزا مظہر جان جاناںؒ کے مجمع میں ایک دن ساعت جمعہ کا تذکرہ تھا آپس میں کہہ رہے تھے اگر وہ ساعت مقبولہ مل جائے تو کیا کریں گے کاہے کی دعا کرینگے۔ کسی نے کہا ہم سلامتی ایمان کی دعا کریں گے اسی طرح کوئی کچھ کہہ رہا تھا۔ مرزا صاحب نے فرمایا اگر وہ ساعت مجھے مل جائے تو صحبت نیک کی دعا کروں گا۔ واقعی بڑی بات ہے' سلامتی ایمان اور علم دین عمل صالح وغیرہ سب چیز اسی صحبت ہی کی بدولت نصیب ہوتی ہے۔ یہ واقعی بڑی چیز ہے کہ اگر خدا کسی کو نصیب کرے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک مولوی صاحب نے کہا اگر کسی نے خالص عبادت کی ہو تو اس سے بھی بڑھ جائے گا فرمایا مراد اس سے بعض صحبت ہے یعنی بعض صحبت سے ایک ایک علم نافع عطا ہوتا ہے کہ وہ سب کام کے رہبر ہو جاتا ہے اور اس کے کام بن جاتا ہے۔ یہ قضیہ مہملہ ہے قوت میں جزئیت کے ہے۔ اب کوئی شبہ کرے کہ جب بعض صحبت مراد ہے اور باقی فضول ہے تو اس کو حذف کرنا چاہئے؟ جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ بعض جو نافع ہے معلوم نہیں۔ لہٰذا ہمیشہ صحبت ہی رہنا چاہئے۔ جیسے ساعت جمعہ معلوم نہیں' ایسی ہی کون سی صحبت نافع ہے معلوم نہیں' پھر فرمایا اسی وجہ سے ہم کو یہاں اس جماعت کو چھوڑ کر باہر سفر میں جانے کو جی چاہتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ ان کو مجھ سے نفع ہے اور میں سمجھتا ہوں مجھ کو ان سے نفع ہے۔ ''هم كالحلقة الدائرة لايدرى اين طرفاها'' نہ معلوم کون مقبول ہے...... کون مردود ہے میں جو کسی کو عتاب کرتا ہوں تو اس بناء پر کہ میں واقف ہوں وہ ناواقف ہے نہ کہ میں مقبول ہوں وہ مردود ہے۔

کام صرف جوش سے نہ کرنا چاہئے

ملفوظ ۹۔ ارشاد فرمایا کام جوش سے نہ کرنا چاہئے۔ ایک شخص سے فرمایا جو کام کرو سوچ کر کرو اور جہاں رہو کسی شخص کو اپنے بڑے بنا کر رہو۔ (وہ شخص مختل الحواس کی طرح تھا) جامع۔

نابالغ سے خدمت میں احتیاط ضروری ہے

ملفوظ ۱۰۔ ارشاد فرمایا نابالغ سے بغیر اجازت اس کے باپ کے کام لینا جائز نہیں۔ اس وجہ سے بعض بچے لوٹے بھر دیتے ہیں۔ میں اس سے وضو نہیں کرتا مجھے شبہ ہوتا ہے کہ شاید اس سے وضو جائز نہ ہو کیونکہ بھر لینے سے اس کا ملک ہو گیا اور نابالغ کی چیز کا بلا دام تصرف جائز نہیں۔

رمضان شریف کی برکت

ملفوظ ۱۱۔ فرمایا اخرہ عتق من النیران۔ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں کچھ ٹھنڈی ہو گئی تھی اس پر فرمایا کہ یہاں کی گرمی سے بھی نجات ملتی ہے کیونکہ نیران جمع ہے نار کی' نار عام ہے اخروی ہو یا دنیوی۔

چندہ کے روپے لینے میں حضرت حکیم الامت کا احتیاط

ملفوظ ۱۲۔ فرمایا پانی پت کے پاس ایک موضع ہے "محمد پور" وہاں کے ایک شخص نے پندرہ روپیہ مدرسہ میں دیئے۔ مجھے کچھ کھٹک پیدا ہوئی۔ امتحاناً میں نے سوال کیا کہ پانی پت کے مدرسہ قریب ہے اس کو چھوڑ کر تھانہ بھون کے مدرسہ کو ترجیح دی وجہ ترجیح بتلاؤ! وہ کچھ بولے نہیں ہم نے کہا شاید یہ وجہ ہو کہ وہاں دینے سے تو صرف مدرسہ میں پہنچے گا اور یہاں دینے سے ثواب بھی ہوگا اور پیر بھی خوش ہوگا کہا ہاں جی ہے تو یہی بات میں نے کہا بس لے جاؤ۔ ہم شرک کا روپیہ نہیں رکھتے۔ تم نے خدا کے ساتھ مخلوق کو ملایا۔ پھر دوسرے روز آئے اور کہا جی ہم نے رات بھر توبہ کی اور اب نیت میں وہ بات نہیں پاتا ہوں۔ خالص اللہ کے واسطے دیتا ہوں۔ یہاں پر انتظام سے کام ہوتا ہے۔ اس لئے "یہاں دیتا ہوں" میں نے کہا بہت اچھا اب لے لوں گا۔

اللہ کا نام دنیا کی غرض سے لینا شرک ہے

ملفوظ ۱۳۔ فرمایا اللہ کا نام دنیا کی غرض سے لینا شرک ہے۔ تفویض تسلیم یہ سمجھ کر اختیار

ملفوظات حکیم الامت- جلد ۱۵-۳

کرے کہ بندہ کا یہی حق ہے نہ یہ کہ تفویض سے راحت ملے گی اس نیت سے تفویض اختیار کرنا شرک ہے۔ حتیٰ کہ ایک بزرگ کا قصہ دیکھا لذت تفویض سے پناہ مانگتے تھے کہ یا اللہ ہم کو لذت رضا سے نجات دے خالص تیرے ہی لئے رضا اختیار کروں۔

شیخ کے تکدر کا انجام

ملفوظ ۱۴۔ فرمایا شیخ کے تکدر سے فیوض بالکل منقطع ہو جاتے ہیں خواہ شیخ کسی کام کا نہ ہو۔

وعدہ ہا باشد حقیقی دل پذیر　　وعدہ ہا باشد مجازی تاسر گیر

تکبر کا منشاء جہل ہے

ملفوظ ۱۵۔ فرمایا حضرت مولانا یعقوب صاحب کی بات بڑی پسند آئی فرمایا تکبر کے منشاء جہل ہے وجہ یہ ہے کہ جس علم پر وہ تکبر کر رہا ہے اس علم کی حقیقت کو سمجھا نہیں اگر حقیقت سمجھتا تو یہ کہتا ''لم یحصل لی شیء''۔

ایک لطیفہ

ملفوظ ۱۶۔ حضرت حاجی صاحب کے یہاں ایک شخص نے تواضعاً کہا میں تو کچھ نہیں، فرمایا یہ تو مدح ہے کیونکہ عارف جب اپنی مدح کرتا ہے کہتا ہے میں تو کچھ نہیں ہوں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مقام فنا تک پہنچا ہوا ہوں۔

ایک شخص نے کہا۔ جی! من آنم کہ من دانم۔ اس پر دوسرے نے کہا آپ تو بڑے درجہ پر ہے۔ ''من عرف نفسہ فقد عرف ربہ''۔

قصد راحت سے خلوت اختیار نہ کرے

ملفوظ ۱۷۔ فرمایا میں بہت چاہتا تھا کہ تعلق کم کروں۔ بڑے لوگ تو اس لئے کرتے ہیں تاکہ خدا راضی ہو میں اس قابل کہاں، میں نے سمجھا کہ مجھے راحت ملے گی اور لوگوں کو بھی راحت ہو اس کیلئے طرح طرح کی تدابیر سوچ کر مختلف صورتیں نکالیں۔ کہیں سفر کیلئے ساتھ شرط مقرر کیا ایک مدت تک سفر نہ کیا، کہیں ڈاک کیلئے بھی آدمی بھیجنا چھوڑ دیا۔ مگر پھر بھی کوئی نہ کوئی بات ایسی پیش آتی تھی کہ اس کو ہٹانا مشکل ہی پڑتا تھا اور راحت کیسے ہو اللہ تعالیٰ نے

فرمایا۔ "ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع " (الآیۃ) کسی کو مستثنیٰ تو کیا نہیں پھر کیسے بچ سکتا کسی طرح یہ امید پوری نہ ہوئی۔ آخر اگر تسکین ہوئی تو مولانا کے اس قول سے۔

گر گریزی بر امید راحتی　　ہم ازانجا پیشت آید آفتے
ہیچ کنج بے دوبے دام نیست　　جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

اس کے یہ مطلب نہیں کہ آرام کیلئے خلوت اختیار کرے۔ خلوت تو اختیار کرے بالکل اللہ کے نام لینے کے قصد سے یوں راحت ہو جائے اور بات ہے۔ قصد راحت سے خلوت اختیار نہ کرے اور یہ راحت ایسی نہیں ہے کہ کوئی تکلیف ظاہر بھی نہ پہنچے۔ وہ تو پہنچے گی لیکن باطنی راحت تو میسر ہوگی بلکہ یہ ایسی راحت ہے جس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ

دمادم شراب الم درکشند　　وگر تلخ بینند دم درکشند

وماھو بقول شاعر پر اشکال اور اس کا جواب

ملفوظ ۱۸۔ ارشاد فرمایا قرآن شریف میں ہے **وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ** اور **وما ھو بقول شاعر** حالانکہ قرآن کی بہت سی آیتیں نظم پر منطبق ہیں جیسے **فاصبحوا لایری الامساکنھم** یا جیسے **یرزقہ من حیث لا یحتسب** پھر اس کے کیا معنی؟ جواب یہ ہے کہ ایک تو انطباق ہے اور ایک تطبیق ہے۔ ممانعت اگر ہے تو تطبیق کی ہے نہ کہ انطباق کی۔ یعنی قصداً اوزان شعری پر منطبق کرنے کی ممانعت ہے اور ایک منطبق ہو جانا اس کی ممانعت نہیں ہے۔ اسی تفصیل پر **تغنی بالقرآن** کا حکم ہے، اگر قصد غنا کے ہو تو ممانعت ہے والا فلا یعنی اصل مقصود تو ادائے حروف، اس میں اگر تبعاً کوئی غنا کی صورت پیدا ہو جائے کچھ حرج نہیں قصد تغنی کے نہ ہونا چاہئے۔

کسی کافر سے اپنے کو مالاً اچھا نہ سمجھے

ملفوظ ۱۹۔ فرمایا کافر سے اپنے کو حالاً تو اچھا سمجھے مگر مالاً یہ خیال رکھے کہ ممکن ہے کہ اس کا خاتمہ اچھا اور میرا برا ہو۔ یہی کافی ہے کبر کے علاج کیلئے مولانا فرماتے ہیں۔

ہیچ کافر را بخواری منگرید　　کہ مسلمان بودش باشد امید

یہ نہیں کہ اس وقت اس کو اچھا سمجھے۔

عالم کیلئے اپنے کو جاہل سے چھوٹا سمجھنے کا طریقہ

ملفوظ ۲۰۔ فرمایا عالم، فاضل کیلئے اپنے کو جاہل سے چھوٹا سمجھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ خیال کرے کہ شاید اس کا کوئی عمل خلوص کی وجہ سے ایسا ہو کہ ہمارے علم و عمل سب سے بڑھا ہوا ہو اور میرا مواخذہ ہو جائے۔ یہ تو نہ سمجھے کہ وہ عالم ہے اور میں جاہل ہوں۔ عالم تو نہیں ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ عنداللہ کون مقبول ہے کون نہیں۔

اپنے کمال کے خیال سے فہم سلب ہو جاتی ہے

ملفوظ ۲۱۔ فرمایا کبھی بھولے سے بھی خیال نہ لاؤ کہ ہم میں کوئی کمال ہے، علم کا یا عمل کا یا عقل کا یا کسی بات کا، یہ ایسا منحوس خیال ہے کہ جب یہ خیال آتا ہے اس وقت سے قہر خدا نازل ہونے لگتا ہے اور اس کی فہم سلب ہو جاتی ہے۔ چوپٹ ہو جاتا ہے اور فرمایا اپنے کو سمجھدار سمجھنا یہ پیدا ہوتا ہے اپنے مربی کی خوش اخلاقی سے۔

بدگمانی غیر پر منع ہے

ملفوظ ۲۲۔ فرمایا بدگمانی غیر پر منع ہے اور جن سے تعلق تربیت کا ہو ان سے یہ کہنا کہ معلوم ہوتا ہے تم میں فلاں مرض ہے بدگمانی نہیں ہے یہ تو ایسا ہے جیسے طبیب مریض کو کہے معلوم ہوتا ہے تم نے بدپرہیزی کی۔ اس مریض کا یہ کہنا زیبا ہوگا؟ کہ دیکھو جی انہوں نے مجھ پر بدگمانی کی جس کی ممانعت قرآن میں ہے۔ ”ان بعض الظن اثم“ یہ مجھ سے بدگمانی کرتے ہیں بلکہ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ میاں سوچو! شاید تم نے بدپرہیزی کی۔ ایسے ہی پیر اپنے مرید کو کہتا ہے کہ سوچو شاید یہ خرابی تم میں ہے یہ مرض تم میں ہے۔ مولانا فرماتے ہیں

بد گمانی کردن و حرص آوری　　کفر باشد پیش خوان مہتری

اپنے کو مٹانے کا طریقہ

ملفوظ ۲۳۔ فرمایا اپنے کو مٹانے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر وقت اپنے عیوب پیش نظر رکھے۔

بیعت کرنے کے متعلق حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ اوران کے متعلقین کی اختلاف آراء

ملفوظ ۲۴۔ فرمایا بیعت کرنے میں حاجی صاحب کی رائے توسیع کی تھی اور حافظ ضامن صاحبؒ کی رائے تنگی کی تھی اور مولانا گنگوہی کی رائے پہلے تنگی کی تھی پھر بدل گئی تھی اور میرے سامنے فرمایا کہ تجربہ سے معلوم ہوا حاجی صاحبؒ کی رائے ٹھیک تھی اور میری حالت بھی پہلے سے بدل گئی ہے اب نرمی کرتا ہوں۔

حدود کے اندر رہنا چاہئے

ملفوظ ۲۵۔ فرمایا حدود کے اندر رہنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی اچھی تعلیم فرمائی۔ احبب حبیبک ھونا ماعسیٰ ان یکون بغیضک یوما ما وابغض بغیضک ھونا ماعسیٰ ان یکون حبیبک یوماً ما۔ اعتدال پر رہنا چاہئے۔ ہندو بھی اپنی گنجائش رکھتے ہیں اور مسلمان جدھر چلتے ہیں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔

عدم قناعت کی وجہ زیادتی حرص ہے

ملفوظ ۲۶۔ فرمایا جب میں دیوبند پڑھتا تھا تو یہ خیال تھا کہ پڑھنے سے فارغ ہونے کے بعد والد صاحب پر بار نہ ڈالیں گے۔ کہیں ملازمت کرلیں گے اور اس وقت جو ملازمت کا خیال آیا تھا یہ تھا کہ دس روپیہ کی ملازمت کرلیں گے گھر کے تو اناج موجود ہے اور بالائی خرچ دو آدمی کیلئے دس روپیہ کافی ہے۔ جب کانپور پچیس روپیہ کا ملازم ہوا اس کو بہت بڑا سمجھتا تھا اور اب دو سو روپیہ کی ملازمت کو بھی کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ لوگوں میں اب حرص زیادہ ہوگیا ہے۔ اگر کہو نہیں صاحب چیزیں گراں ہوگئیں تو کہاں تک زائد از زائد چوگنی۔ اصل میں حرص ہی زیادہ ہوگیا نیز کچھ تکلفات بھی بڑھ گیا خاص کر مسلمانوں میں ہندوؤں میں اب تک کچھ سادگی موجود ہے۔

کسی کے استفسار پر خفا نہ ہونا چاہئے

ملفوظ ۲۷۔ فرمایا ایک مولوی صاحب آئے تھے میں نے ان کو پہچانا نہیں میں نے ان سے کہا

آپ کو پہچانا نہیں وہ بڑے خفا ہوئے بس جی پھر قیامت میں اللہ تعالیٰ کہہ دیں گے کہ پہچانا نہیں۔ میں نے کہا توبہ کرو شرک اور کفر کے کلمات تو نہ بکو کہاں "عالم الغيب والشهادة" اور جس کے شان میں ہے "الا انه بكل شيء محيط" اور کہاں ہم کہ وما اوتيتم من العلم الا قليلا۔

لوگوں کی ایذاء رسائی سے اپنے کو باز رکھنا چاہئے

ملفوظ ۲۸۔ فرمایا میں بقسم کہتا ہوں کہ قلوب میں اس کا اہتمام نہیں کہ مجھ سے دوسرے کو اذیت نہ پہنچے یہی رات دن دیکھتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ قصد سے ایذاء رسانی کی بلکہ یہ کہتا ہوں کہ اس کا اہتمام نہیں کہ مجھ سے دوسرے کو اذیت نہ ہو۔ روزانہ اس کی تنبیہ کرتا ہوں مگر کوئی سنتا ہی نہیں

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو   از شایکتن شد اسرار جو

غیر مقاصد فی الدین اہتمام نہ کرنا چاہئے

ملفوظ ۲۹۔ فرمایا غیر مقاصد فی الدین کے اہتمام سے مقاصد فی الدین میں کوتاہی ہونے لگتی ہے۔ اس اہتمام میں رہتا ہے پھر مقاصد چھوٹ جاتے ہیں دوسری خرابی یہ کہ اس میں غلو ہو جاتا ہے پھر دوسرے کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں۔

خطوط میں صاف صاف عبارت لکھنی چاہئے

ملفوظ ۳۰۔ فرمایا مجھے بڑی تنگی ہوتی ہے۔ اس سے کہ خطوط کے اندر وہ باتیں پوچھی جائیں جو مجھے دوسرے سے پوچھنا پڑے اب دیکھئے ایک ایک چیز کو شبیر علی سے دریافت کرنا پڑا وہی ایک خط لے کر بیٹھا ہوں اگر یہ باتیں نہ پوچھی جاتی تو میں اتنی دیر میں کئی خطوط کا جواب لکھ لیتا۔

سب پہلوؤں کو سوچ کر کام کرنا چاہئے

ملفوظ ۳۱۔ فرمایا اکثر لوگ سب پہلوؤں کو نہیں سوچتے کہ اگر ایسا ہوگا تو کیا ہوگا بس سرسری نظر سے جو سمجھ میں آیا کر لیا۔

حضرت حکیم الامتؒ کے مزاج میں تیزی تھی سختی نہ تھی

ملفوظ ۳۲۔ فرمایا میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار آدمی کیف ما اتفق جمع کیا جائے ان

میں ایک بھی اتنا رحم دل نہ نکلے گا جتنا میں ہوں گا۔ مزاج میں تیزی ضرور ہے مگر سختی نہیں ہے۔ تیزی اور ہے، شدت اور ہے، حدت اور ہے لوگوں نے حدت اور شدت میں فرق نہیں کیا۔ مقاصد حسنہ میں ایک حدیث ہے کہ مومن کے مزاج میں تیزی ہوتی ہے بوجہ حمیت وغیرت دین کے اس حدیث کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ میرا مزاج حدیث کے موافق ہے۔

ہر دلعزیز ہونے کا خیال مخلوق پرستی ہے

ملفوظ ۴۳۔ فرمایا ہر دلعزیز کو بڑی پریشانی ہوتی ہوگی کیونکہ طبائع مختلف ہیں مذاق جدا ہے۔ سب کو کیسے راضی کریں مگر بعض لوگ بڑے پالیسی کے ہوتے ہیں۔ وہ سب کو راضی کر لیتے ہیں یہ لوگ بڑے ذہین ہوتے ہیں ہر وقت اس دھن میں رہتے ہوں گے کہ کیسے سب راضی رہیں۔ بڑی پریشانی ہوگی مگر میرے نزدیک تو یہ شرک ہے۔ مخلوق پرستی ہے۔

ہندوستان دارالحرب بھی ہے اور دارالامن بھی

ملفوظ ۴۴۔ فرمایا ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ مجھ سے ایک انگریز نے سوال کیا تھا میں نے کہا حرب کے معنی لڑائی کے ہیں۔ آپ اس سے متوحش نہ ہوں کہ یہ تو لڑائی کا گھر ہے ہر وقت لڑائی رہے گی۔ یہاں معنی لغوی مراد نہیں ہیں کیونکہ اس کے مقابلہ میں دارالاسلام ہے اور اس کے معنی عدم لڑائی کے نہیں ہے۔ اگر دارالحرب کے معنی لڑائی کے گھر لیا جائے تو اس کے مقابل دارالصلح یا عدم حرب آنا چاہئے نہ کہ دارالاسلام جب دارالاسلام کے مقابل ہے تو اس کے معنی ہیں دارالکفر۔ اب دیکھ لیجئے ہندوستان میں تسلط کن کا ہے۔ ظاہر بات ہے تسلط کفار کا ہے پھر دارالحرب کی دو قسم ہیں۔ ایک دارالامن جہاں کفار اور مسلمین میں آپس میں معاہدہ ہو، امن ہو اور ایک ہے دارالخوف جہاں کفار و مسلمین میں لڑائی بھڑائی رہتی ہو۔ ہندوستان...... دارالحرب ہے اور دارالامن بھی ہے۔

قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس الخ کی عجیب تحقیق

ملفوظ ۴۵۔ فرمایا انما المشرکون نجس اس کے معنی ہیں ان کے قلوب ناپاک

ہیں کیونکہ اگر کسی کافر کو خوب نہلا دیں پھر بھی یہ آیت صادق ہے اور کلمہ پڑھ لے تو نجس نہیں کہا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا نجاست ظاہری مراد نہیں بلکہ اعتقادی مراد ہے جیسے محاورات میں کہتے ہیں تم بڑے ناپاک ہو یعنی تمہارے عقائد خراب ہیں۔ دوسرے قرینہ یہ ہے کہ آگے **فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا**۔ اگر نجس العین ہے تو اس ایک سالہ کی قید کیسی، اس کے بعد فرمایا کہ ہندو سے کھانا لینا تو جائز ہے لیکن اگر ان سے نہ لیا جائے تو میں بڑا خوش ہوں سچی بات یہ ہے کہ ہماری قوم میں نہ دنیا کی لیاقت رہی نہ دین کی۔ اگر ان میں قابلیت ہو تو کیا خدا بخیل ہے۔ ان کو سلطنت نہ دیتا؟ جب ان میں قابلیت تھی اس وقت کسی کی آنکھ نہ اٹھتی تھی اور اب کچھ نہیں رہی۔

مثنوی شریف کا ایک شعر اور اس کا حل منجانب حاجی صاحبؒ

ملفوظ ۳۲۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آج تک دین کے اندر اتنی تحریفیں نہیں ہوئی تھی جوان تین سال کے اندر ہوئی فرمایا

ہرچہ گیرد علتی علت شود　　کفر گیرد کامل ملت شود

ہرچہ گیرد علتی علت منافقین نے کلمہ پڑھا تھا ان کیلئے علت ہو گیا کیونکہ قرآن میں ہے۔ **ان المنافقین فی الدرک الاسفل** اور کفر گیرد کامل ملت شود۔ اس کی شرح یہ فرمایا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے کفر کے کلمہ کہا تھا جب کفار نے کہا تھا کلمات کفریہ کہو نہیں تو قتل کردوں گا۔ انہوں نے کہہ دیا یہ سمجھا کہ دل میں تو ایمان ہے۔ اگر زبان سے مجبوری میں کہہ دیا تو کیا ہوا توبہ کرلیں گے زندہ رہیں گے تو اور عبادت کرلیں گے اور اب مارا گیا تو کچھ نہیں ہوا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ سے اطلاع کی فوراً یہ آیت نازل ہوئی۔ **الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان**' الآیۃ وہ قیامت تک کیلئے قانون بن گیا۔

معصیت کے ساتھ خلوص بھی جمع ہوسکتا ہے

ملفوظ ۳۷۔ عبدالحفیظ جونپوری کے واقعہ کے متعلق فرمایا۔ یہ داڑھی منڈا کر حاضر ہوا اور کہا

کہ حضرت میں نے اپنی حالت کی پوری فوٹو کھینچ دیا۔ میں طبیب کو دھوکہ دینا نہیں چاہتا اپنا حال ظاہر کردیا اب علاج کیجئے۔ فرمایا اس نے کیا معصیت مگر خلوص سے کیا تھا۔ اس پر فرمایا کہ معصیت اور خلوص کیسے جمع ہوسکتا ہے۔ فرمایا میں نے تو اولاً تو اس کے جواب قواعد سے دیا تھا کہ ان الحسنات یذھبن السیئات خلوص کے انوار معصیت کی ظلمات کو ڈھانپ لیتے ہیں پھر ایک حدیث ملی ابوداؤد شریف میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک دعویٰ تھا مدعی کے گواہ نہ تھے۔ مدعی علیہ نے جھوٹی قسم کھائی اس طرح کہ والذی لا الہ غیرہ ما فعلۃ کذا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا تو تو نے جھوٹ مگر تیری خلوص کی برکت سے خدا نے تیری مغفرت کردی لا الہ خلوص سے کہا اس لئے معاف ہوگیا اور ایک قصہ ہے پیر چنگی کا مثنوی میں وہاں بھی یہی اشکال ہے کہ معصیت کیسے سبب بن گیا قرب کا وہاں بھی ہم نے یہی جواب دیا کہ معصیت کے ساتھ خلوص تھا۔ وہ خلوص ذریعہ بنا قرب کا بعینہ یہی حال عبدالحفیظ جونپوری کا کہ فعل تو کیا معصیت کا مگر کیا خلوص سے وہ خلوص ذریعہ بنا طاعت کا۔

حضرت گنگوہیؒ کی فقاہت پر حضرت نانوتویؒ کا رشک

ملفوظ ۳۸۔ فرمایا مولانا قاسم صاحبؒ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اگر کوئی اس زمانہ میں قسم کھائے کہ میں فقیہ کو دیکھوں گا تو جب تک مولانا گنگوہی کو نہ دیکھے بار نہ ہوگا اور ایک دفعہ دونوں خلوت میں باتیں کر رہے تھے بعض خدام نے کان لگا رکھا تھا مولانا قاسم صاحبؒ نے فرمایا یار تمہاری ایک بات پر مجھے رشک ہے کہ تم فقیہ ہو۔ مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ آپ کے مجتہد ہونے پر تو مجھے رشک نہ آیا اور ہم نے دو چار مسئلہ سیکھ لئے تو آپ کو رشک آنے لگا۔ کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا مولانا گنگوہیؒ عرش پر بیٹھے ہوئے فتویٰ لکھ رہے اور مولوی شبیر علی نے بچپن میں ایک خواب دیکھا ایک بی بی حسین آئی انہوں نے پوچھا مولانا اشرف علی صاحب کے مکان یہاں ہیں میں نے کہا آؤ ہم بتلاتے ہیں۔ پھر شبیر علی نے پوچھا آپ کون ہیں کہا میں امام ابو حنیفہؒ کی بی بی ہوں۔ شبیر علی نے ان سے مسئلہ پوچھا انہوں نے جواب دیا پھر کچھ شبہات پیش کئے وہ کہنے لگی ابوحنیفہؒ پیچھے آرہے ہیں۔ ان سے پوچھنا اور ان کے ساتھ تمہارے مجمع کا ایک

بزرگ بھی ہے۔ دیکھا تو مولانا گنگوہیؒ امام صاحبؒ کے ساتھ ہیں۔ شبیر علی نے امام صاحبؒ سے پوچھا یہ کہاں ساتھ ہوئے فرمایا یہ تو ہمارے ہی ساتھ رہتے ہیں۔

حضرت مجددؒ کا ایک مقولہ

ملفوظ ۳۹۔ فرمایا حضرت مجدد صاحبؒ کا قول ہے کہ مومن مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے کو کافر فرنگ سے بدتر نہ سمجھے خشک علماء اس پر اعتراض کریں گے کیونکہ یہ حال امر ہے صاحب حال ہی سمجھ سکتا ہے۔ میں سمجھانے کو یوں کہہ دیتا ہوں کہ یوں سمجھے کہ ممکن ہے ہم سے مالاً افضل ہو جائے۔ (باقی حقیقت وہی سمجھتا ہے جس پر گزرتی ہے)

کافر اگر اسلام کا کوئی کام پسند کرے تو اسکو اس سے روکنا نہ چاہئے

ملفوظ ۴۰۔ فرمایا کانپور میں ایک ہندو گیارہویں دیتا تھا مجھ سے ایک آدمی نے پوچھا میں نے کہا اس کیلئے جائز ہے اس کی گیارہویں پر فاتحہ دلایا کرو۔ مسلمان کیلئے تو گناہ ہے اور اس کیلئے تو سنت ہے مجھے ایک شخص کی ایک بات بڑی پسند آئی اس نے کہا مولود شریف دیو بند اور تھانہ بھون میں بدعت ہے اور علی گڑھ کالج میں عبادت ہے۔ سچی بات کہی وہ اس بہانہ ہی سے حضور کے کچھ حالات تو سن لیں گے۔ وہ ہندو مرتے وقت کہنے لگا مجھے زمزم کا پانی پلاؤ اور پانی سے انکار کرتا تھا۔ مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ زمزم کا پانی اس کو دیں یا نہ میں نے کہا میاں دو کوئی قانون تو نہیں کہ چھونا جائز نہیں عجیب نہیں کہ وہ مرتے وقت مسلمان ہو کر مرا ہو۔ حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک بنیا تھا اس کو حضرت مولانا قاسم صاحبؒ نے خواب میں دیکھا جنت میں پھر رہا ہے۔ پوچھا لالہ جی یہاں کیسے آئے ہو۔ کہا جی مرتے وقت کلمہ پڑھ لیا تھا۔ اللہ میاں نے قبول کر لیا اور بخش دیا میں نے کہا اچھا چھوٹا تمام زمانہ تو بیاج لیتا رہا اور آخر دم میں کچھ پڑھ کر رہائی حاصل کر لی۔ دنیا میں بھی سود لیا اور آخرت میں بھی سود لیا۔ (نفع)

اپنی شان گھٹنے کی فکر (مصلحین اور مدرسین)

ملفوظ ۴۱۔ فرمایا مولویوں کو فکر زیادہ اس بات کی ہوتی ہے کہ ہماری نہ گھٹے۔ بس ابلیسی میراث ہے۔ اس نے بھی اپنے فعل کی لیپ پوت کی خدا نے اس کو جواب نہ دیا۔

جواب تو تھا مگر قابل جواب دینے کے نہیں سمجھا بس فرمایا' فاخرج منها. مذموما مخذولا۔ اس سے معلوم ہوا جو جھک جھک کرے اس کو نکال دینا چاہیے۔ معلم کا کام بتلانا ہے مناظرہ کرنا مصلحین کا کام نہیں ہے وہ مدرسین کا کام ہے۔

صحبت کے منافع

ملفوظ ۴۲۔ فرمایا صحبت کے منافع آداب صحبت پر موقوف ہے کیونکہ دارومدار منافع کا بشاشت قلب پر ہے اور جب انقباض ہوگا بالکل نفع نہ ہوگا اور یہ بے ادبی اور تکلیف وہی کچھ سوچ کی کمی سے اور کچھ فہم کی کمی سے ہوتی ہے اور کریں کیا ساری دنیا اس مرض میں مبتلا ہے۔

کسی کو اپنے قول و فعل سے اذیت نہ پہنچے

ملفوظ ۴۳۔ فرمایا اس کا بہت اہتمام ہونا چاہیئے کہ کسی کے قلب کو اپنے قول و فعل سے کسی قسم کی نگرانی اور اذیت نہ پہنچے۔ یہ آدھا سلوک ہے اس میں محض دنیوی منافع نہیں بلکہ برکات ہوتے ہیں خلق اللہ کو نفع پہنچانا بڑی نفع کی چیز ہے لیکن اگر نفع نہ پہنچ سکے تو کم از کم تکلیف تو نہ دے۔

مبتدی سالک کو تعلق مع الخلق سم قاتل ہے

ملفوظ ۴۴۔ ارشاد فرمایا منتہی کیلئے نفع رسانی اچھی چیز ہے مگر مبتدی کیلئے سم قاتل ہے کیونکہ اس میں بھی تعلق مع الخلق ہے اور مبتدی کو بالکل تعلق نہ ہونا چاہیئے نہ کسی کی بھلائی کا نہ برائی کا۔

ہندو سے بھی سلوک اچھا کرنا چاہیئے

ملفوظ ۴۵۔ فرمایا میں ہندو سے ذرا نرمی برتتا ہوں تاکہ وہ اسلام سے مانوس ہوں یہ نہ ہو تو کم از کم متوحش تو نہ ہو مسلمانوں کو متعصب نہ کہے۔

دشمن کو بھی تکلیف نہ پہنچانا چاہیئے

ملفوظ ۴۶۔ فرمایا منشی رفیق احمد سے قطع تعلق کرنے کے قبل سے مسودہ جات مجالس خیر میں خرید لئے تاکہ ان کا ضرر نہ ہو۔ میں تو کسی کو ضرر نہیں پہنچاتا' حتی کہ دشمنوں کو بھی ایک منٹ کیلئے ضرر دہی پسند نہیں کرتا۔

مرشد کیلئے مشتبہ کام نہ کرنا چاہئے

ملفوظ ۴۷۔ ارشاد فرمایا مولوی شبیر علی کے نام سے کوئی رقعہ میرے خط میں آئے تو میں واپس کر دیتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ اگر ان کے خط میں میرے پاس رقعہ آئے تو رکھ لوں گا باقی میں نہیں دوں گا۔ بات یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے دینے سے اثر پڑے گا اور میں کسی پر اثر ڈالنا نہیں چاہتا۔ بڑی بڑی فرمائش آتی ہیں مگر میں واپس کر دیتا ہوں۔ کیونکہ پارسل میں اگر کوئی بات ان کے خلاف مرضی ہو تو لتاڑ پڑے گی مجھ پر اس پر بھی لوگ کہتے ہیں شبیر علی کا طرف دار ہوں۔

بزرگوں کے طریقے پر چلنے کی صورت

ملفوظ ۴۸۔ فرمایا بزرگوں کے طریق پر چلنے کے معنی یہ ہیں کہ طریق سلوک میں موافقت ہو امور انتظامیہ میں موافقت ضروری نہیں یہ تو تبدل زمان' تبدل طبائع سے بدل جاتا ہے۔

سب کے ساتھ مساوات

ملفوظ ۴۹۔ فرمایا سب کے ساتھ مساوات کا معنی یہ ہے کہ ان کے آپس میں جو امور (حقوق) ہیں اس میں ہر ایک مساوی رکھے۔ مثلاً دو مرید یا دو شاگرد کی آپس میں لڑائی ہو گئی اور ان میں سے ایک تو پیر کے مقرب ہے اور ایک سے اس کی کسی سے حرکت ناشائستہ سے کشیدگی ہو گئی تو انصاف کے وقت دونوں کو ایک نظر سے دیکھے یہ ہے تساوی' باب تعلیم و تلقین میں مساوی رکھے۔ باقی اپنے اور ان کے درمیان میں تساوی کی ضرورت نہیں کسی بے تکلفی زیادہ ہے دل کھلا ہوا ہے (اس سے ایک طرح برتاؤ ہے) کسی سے تکلف ہے۔ (اس سے اور سلوک ہے)

مرشد کیلئے مرید کو عتاب

ملفوظ ۵۰۔ فرمایا عتاب کے وقت میں اپنے سے باہر نہیں ہوتا۔ نعوذ باللہ کسی سے کوئی کینہ تھوڑا ہی ہے۔ ارشاد فرمایا حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں چھ مہینہ رہا ان میں کل ایک دن بے چین ہو کر بعد ظہر چلا گیا تھا۔ یہ وقت حضور کی خلوت کا تھا اور جاتے ہی کہہ دیا

آنے کی یہ وجہ ہے کہ ان کے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ حضرت نے فرمایا خلوت از یار نہ از اغیار۔ ورنہ اور کبھی ایسا نہیں گیا حالانکہ مجھ کو سب باتوں کی اجازت تھی لیکن میں سب کے برابر رہتا تھا۔ ایسے نہ ہو کہ کوئی حاجی صاحب پر بدگمان نہ ہو جائے کہ یہ ان کے عزیز ہے ان کے قصبہ کے ہے اس لئے زیادہ خیال کرتے ہیں مجھ سے بھی حسد کرنے لگے میں نے تو ہمیشہ گمنامی ہی کو پسند کیا مجھ سے جن کو بے تکلفی ہے ان کو چاہئے کہ خود غیر اوقات میں نہ آئیں اس سے ان کو دھوکہ ہو جاتا ہے جب ان کو اجازت ہے تو ہمیں بھی ہوگی اور اس سے مجھ کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ (واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک شخص بے وقت پنکھا جھلنے چلا گیا تھا اور حضرت کسی کام میں مصروف تھے اور ان سے بے تکلفی تھی نہیں۔ یوں تکلیف ہوئی۔

بزرگوں کی خدمت

ملفوظ ۵۱۔ فرمایا میں نے کبھی کسی بزرگ کی (ایسی یعنی پنکھا جھلنا' جوتا اٹھانا' لوٹا بھرنا' پاؤں دابنا وغیرہ جیسی) خدمت نہیں کی نہ معلوم ان کی طبیعت کی کوئی بات خلاف ہو جائے پھر سب کیا کرایا برباد گیا۔

خدمت کی مثال مثل صلوٰۃ نفل کے ہے اگر نہ پڑھو باز پرس نہیں اور اگر پڑھو اور کوئی مکروہ فعل نماز میں ہو جائے تو عتاب کے مستحق اسی طرح خدمت تبرع ہے اگر شرائط کے ساتھ ہو سکے اور جو تکلیف پہنچائے تو وہ تبرع تو گیا گزرا اور الٹا گرفت ہوتی ہے۔

کسی کے پیچھے چھپ کے بیٹھنا

ملفوظ ۵۲۔ فرمایا چھپ کے بیٹھنا برا ہے ممکن ہے کوئی بات اس سے چھپانا مقصود ہو سامنے بیٹھنا چاہئے۔ میرا معمول تھا جب حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا سلام کر کے دو چار باتیں کر کے بیٹھتا تھا۔ سلام پر اکتفاء نہ کرتا تھا تاکہ انہیں معلوم تو ہو جائے اگر کوئی بات مجھ سے پوشیدہ کرنا ہو تو اب کر سکتے ہیں۔

طعام ولیمہ کی حقیقت

ملفوظ ۵۳۔ فرمایا ولیمہ خوشی کے کھانا ہے برادری کے نہیں ہے یہ تو بے تکلف دوستوں

کیلئے ہے اگر برادری میں کوئی ایسا بے تکلف ہو اس کو بلانا بھی مضائقہ نہیں ورنہ برادری والے کو کھلانا تو رسم ہو جائے گا لیکن اگر کھلا دے تو بہت سی گالیوں سے بچ جائے گا۔

(بہاء الدین املی کا شعر ہے)

نان وحلوا چیست اوجان پدر　　متقی خودرا نمودن بہر زر
عاشق بدنام کو پروائے ننگ ونام کیا　　اور جو خود نا کام ہو اس کو کسی سے کام کیا
خود گلہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سن غیروں کی بات　　ہے وہی کہنے کو وہ بھی جو ہم ہی کہنے کو ہیں

امیر امراء کی خوشامد

ملفوظ ۵۴۔ فرمایا ایک دفعہ کسی نے مدرسہ کے سامنے بڑے حروف سے خوشخط لکھا امداد العلوم میں نے بہت لتاڑا اور اس کو اتروا دیا۔ کیا ہمیں مدرسے سے کوئی روپیہ کمانا ہے ایک دفعہ کلکٹر قصبہ میں آیا تھا وہ مدرسہ میں بھی آنا چاہا میں نے کہہ دیا۔ دو ایک کرسی لا کے رکھ دو۔ آئے تو نہ تعظیم کیجیو اور نہ نخرے کیجیو اور میں رام پور یا جلال آباد چلا گیا اور دعا کی کہ وہ نہ آئے خدا کی قدرت وہ دروازہ تک آیا وہاں کھڑے ہو کر کچھ دیر سوچ کر الٹے پاؤں چلا گیا۔ (یہ مقبولیت دعا کی شان ہے) خدا نے انہیں حاکم بنایا ہے ہم ذلیل نہیں کرتے' کیا خدا کے ساتھ مقابلہ کریں اور نہ خوشامد کرتا ہوں۔ اپنے بزرگوں کے یہی طرز دیکھا ایک دفعہ سہارنپور کا کلکٹر مولانا رفیع الدین صاحب کے پاس آیا انہوں نے نرمی سے مدرسہ کے سب قواعد سمجھا دیا اور کوئی مدد ان سے نہ چاہی۔

تبرکات کے شرعی احکام

ملفوظ ۵۵۔ فرمایا خانہ کعبہ کا غلام بیچنا جائز نہیں۔ یہ بیع رشوت ہے اس میں تملیک جاری نہیں ہوتی اگر کسی نے تملیک کی نیت سے بنائے بھی پھر بھی مالک نہیں ہوتا کیونکہ جس آمدنی سے وہ بنتا ہے وہ خود وقف کا ہے ہاں یوں تقسیم کرنا اس کے متعلق فرمایا واقف اول نے جب یہ سمجھا کہ ہر سال نیا غلاف چڑھے گا تو یہ بھی سمجھا کہ پرانے سب تو جمع رہیں گے تو اس کی تقسیم کی بھی نیت کی ہوگی۔ پس اگر وہاں سے کوئی قطعہ ملے وہ ایک دوسرے کو ھدیہ دے سکتا ہے بیچ نہیں سکتا۔ البتہ جس شخص کے پاس ہے اس کے حق تولیہ کو منزع کرنے کی دوسرے کو حق نہیں اگر واقف نے استبدال کی شرط رکھی ہو تو یہ جائز ہے کہ اس غلاف کو بیچ کر

دوسرے میں لگا لے۔ یہی حال اور مسجدوں کا ہے اس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تبرک مل جائے اس میں سب مسلمان برابر ہیں مگر یہ جائز نہیں کہ اس سے چرا لے۔ کیونکہ جس کے پاس ہے وہ متولی ہے لوگوں کو اور ایک غلطی ہے وہ یہ کہ بزرگوں کے تبرکات میں میراث جاری نہیں کرتے جس کو جو ہاتھ آیا اڑا لیا۔ مثلاً ہم کو ایک ٹوپی حضرت سے ملی اب میرے مرنے کے بعد اس میں میراث جاری ہوگا۔

ایک واقعہ سن کر حیرت ہوئی کہ ایک عالم صاحب ابھی وفات پائے ان کی کچھ کتابیں ہیں۔ انہوں نے یہ وصیت کی کہ میری اولاد میں سے جو عالم ہو وہ اس کا مالک ہے۔ اولاد کیلئے تو وصیت جائز نہیں ایک شخص نے پوچھا کہ وقف اول نے اگر یہ سوچا کہ آگے لوگ اس کو بیچیں گے تو اس صورت میں بھی بیع جائز ہوگا یا نہیں۔ سوچ کر فرمایا: نہیں کیونکہ وقت کے لوازم میں سے ہے عدم بیع الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمہ اور اس کے لوازم سے ہے لا یباع اور اس کو پاخانہ پیشاب میں لے جانا جائز ہے اگر کوئی کلمہ وغیرہ لکھا ہوا نہ ہو۔ ہے تو تبرک اور ادب کی چیز مگر اتنا نہیں جتنا قرآن کا ہے۔ ایک نے پوچھا کہ اگر معلوم ہو کہ لوگ ہر سال لے جائیں گے تو وقف صحیح ہے یا نہیں فرمایا ہر مسجد کے لوٹا اٹھا اٹھا کر لے جائیں تو کیا وقف جائز نہیں؟

طلب علو مطلقاً مذموم

ملفوظ ۵۶ ۔ فرمایا تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا حق تعالیٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے طلب علو مطلقاً مذموم ہے گو فساد نہ ہو اور جہاں فساد ہو وہاں تو بالکل منع ہے اور جہاں غلو ہو اور اس کے ساتھ علو بلکہ دین سے خلو بھی ہو وہ مذموم کیسے نہ ہوگا۔ (غالباً کسی خاص شخص کے متعلق تھا)

بالغ آدمی کے ختنہ کا حکم

ملفوظ ۵۷ ۔ ارشاد فرمایا ختنہ بالغ کے متعلق حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کی رائے کرنے کی ہے انہوں نے قیاس کیا تداوی پر کہ وہاں کشف عورت جائز ہے حالانکہ تداوی مباح ہے اور ختنہ سنت ہے تو وہاں بھی جائز ہے۔ مگر مجھے اس میں ایک شبہ ہے۔ (وہ یہ کہ گو فی نفسہ مباح ہے مگر جو کرتا ہے وہ ضروری سمجھ کر علاج کرتا ہے)۔

عورتوں کا ڈھیلا استعمال کرنا

ملفوظ ۵۸۔ ارشاد فرمایا عورتوں کو بڑے استنجا میں ڈھیلا لینا اچھا ہے کیونکہ اس میں تقلیل نجاست ہے اور چھوٹے استنجا میں بھی جائز ہے۔ مگر اس میں ایک بات قابل غور ہے وہ یہ کہ مردوں کے مبال تو چھوٹا ہے اور عورتوں کی زیادہ جگہ ہے اس میں اندیشہ ہے کہ کوئی حصہ اس چیز کا اندر چلا جائے اور ڈھیلا سخت بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اگر اس کا کوئی حصہ اندر چلا جائے تو تکلیف ہوگی۔

داڑھی منڈانے والے کا قصہ

ملفوظ ۵۹۔ ارشاد فرمایا ایک شخص گنگوہ میں ملے داڑھی منڈائے ہوئے کپڑا رنگائے ہوئے اس سے قبل بھی ایک الہ آباد میں ملے تھے۔ الہ آباد میں میرا بیان ہوا۔ بیان کے بعد ایک پیڑے لے کر آئے کہ پیارے منہ کھول میں نے کہا کیوں کہنے لگا ارے پیارے کھول۔ پیارے نے کھول دیا۔ وہ پیڑے منہ میں ڈال دیئے۔ میں نے پوچھا آپ یہ بتلایئے کہ آپ کون ہیں زار زار رونے لگے میں نے کہا رونے کی پہر رو لیجئے۔ وہ تو اختیار میں ہے مجھے یہ بتلایئے کہ آپ کون ہیں۔ کہا اس نالائق کو بندہ امداد اللہ کہتے ہیں میں نے سمجھا کہ حضرت کے معتقد ہیں پھر ایک دفعہ میں گنگوہ گیا اتفاق سے وہ بھی وہاں تھے۔ حضرت گنگوہی کے ہاں اسی وضع سے حاضر ہوئے تھے۔ حضرت مولانا نے ڈانٹ کے نکال دیا تھا۔ میرے پاس کہلا بھیجا کہ تم سے ملنے کو جی چاہتا ہے یا تم آجاؤ یا ہمیں آنے کی اجازت دو۔ میں نے کہا اگر گنگوہ نہ ہوتا تو میں خود ہی حاضر ہوتا۔ حضرت مولاناؒ نے تو ڈانٹ کے نکال دیا اور میں آپ کے پاس آؤں یہ خلاف ادب ہے۔ خیر میرا احسان ہے کہ آپ کو حاضری کی اجازت دیتا ہوں۔ وہ آئے اور بہت سے پھول لا کے کہنے لگے جنگل گیا تھا۔ ایک شخص نے دیئے ان میں سے آدھا تو پیارے کیلئے لایا اور آدھا دوسرے پیارے کے مزار پر چڑھا آیا۔ یعنی شیخ قطب العالم گنگوہی کے مزار پر۔ میں نے کہا آپ نے بہت بڑی گستاخی کی۔ میں نے کہا آپ کو یقین ہے کہ شیخ جنتی ہے۔ کہنے لگے کہ ہاں یقینی ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جنت کے شمائم وخوشبو کے مقابلہ میں دنیا کی خوشبو کوئی چیز نہیں اور یہ بھی آپ کو یقین ہے کہ شیخ کو ادراک ہوتا ہے تو آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ آپ کے پاس اس فعل

سے شیخ کو کس قدر کدورت ہوئی ہوگی۔ اس کے تو ایسی مثال ہوئی کہ ایک شخص سو روپیہ تولہ کا عطر لگانے والا ہے اس کے اوپر چار آنے تولہ کا عطر چھڑک دیں وہ بھی میلا کچیلا۔ کہا صاحب اب سے ایسے کام ہرگز نہ کروں گا۔ توبہ کرتا ہوں کہ کسی مزار پر پھول نہ چڑھاؤں گا۔ پھر میں نے کہا آپ حضرت حاجی صاحبؒ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جو بات محبوب کو پسند ہو وہی کرے۔ محبوب کی سی وضع بنائے کیا حضرت حاجی صاحبؒ داڑھی منڈاتے تھے؟ کیا صوم وصلوٰۃ کے پابند نہ تھے اس روز سے عہد کیا کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کروں گا۔ پھر الہ آباد میں ملے بڑی لمبی داڑھی والے جب مصافحہ کر کے چلے گئے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ عبدالکریم ہے تو فتویٰ سے کام نہ چلا فقیرانہ باتوں سے کام چلا۔

طریقت کا اول قدم

ملفوظ ۶۰۔ فرمایا اس طریق کا اول قدم فنا ہے اپنی رائے کو ارادے کو سب کو فنا کردے اپنے کو بالکل ہیچ سمجھے حضرت علیؓ کا قول ہے لو کان الدین بالرائے اسفل الخف اولیٰ من اعلاہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب ننگے پیر پھرتے تھے اس لئے اندر کی جانب غبار زیادہ لگتا تھا اس لئے حدیث شیخ استاد سے پڑھنا چاہئے۔

فرمایا حیرت ہے اسلام جو حفاظت کی چیز اس کو تو ذبح کرے اور گائے جو ذبح کی چیز اس کو محفوظ رکھیں اسلام کو گائے پر فدا کر دیا۔

طریق توبہ

ملفوظ ۶۱۔ فرمایا کسی کو ستانا اس کے معاف کرنے سے معافی تو ہوگئی مگر اس حقوق العباد میں ایک حق اللہ بھی تو ہے مثلاً خدا نے فرمایا لاتظلمو تو اس کیلئے توبہ کرو۔ دوسری توبہ سر کا سر اعلانیہ کا اعلانیہ ہونا چاہئے اگر سب کے سامنے برا بھلا کہے تو سب کے سامنے توبہ کرے۔

شیخ پر اعتراض کرنا

ملفوظ ۶۲۔ فرمایا پیر کے ساتھ مسائل شرعیہ میں اختلاف تو جائز ہے اور اعتراض حرام ہے اور مسائل سلوک میں اتباع واجب ہے مثلاً کبر ہے اسکے علاج میں شیخ کہتا ہے نمازیوں کی جوتی سیدھی کرو۔ وہ کہے اسکی ضرورت کیا ہے۔ تو ہو چکی اصلاح۔ یہاں تو بلا چوں وچرا جو شیخ کہے کر گزرے۔

ملفوظات حکیم الامت - جلد ۱۵-۴

شیخ کو برا بھلا کہنا

ملفوظ ۶۳۔ فرمایا اگر کسی نے شیخ کو برا بھلا کہا اور اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ پیر کو میں بقسم کہتا ہوں کہ عادت اللہ یوں جاری ہے۔ اس سے ہرگز نفع نہیں ہوتا۔ اگر اسے خبر نہیں تو اللہ میاں کو تو خبر ہے۔ پرنالے کو خبر نہیں کہ پانی کہاں سے آتا ہے مگر خدا کو خبر تو ہے۔

علم کی تعریف

ملفوظ ۶۴۔ فرمایا علم وہی ہے جس سے خدا کا قرب حاصل ہو۔

ایک علمی نکتہ

ملفوظ ۶۵۔ فرمایا شیخ اکبر نے کہا **یقال ھو انت ولا یقال انت ھو**۔ اس کی مراد میں نے یہ سمجھا کہ موضوع متبوع ہونا چاہئے اور محمول تابع۔ یعنی اتحاد کیلئے مقتضاء تو یہ تھا کہ جانبین سے حمل ہو۔ جیسے **الانسان حیوان ناطق والحیوان الناطق انسان** مگر اور مقدر کے لحاظ کیا جائے کہ موضوع متبوع ہوتا ہے اور محمول تابع اس اعتبار سے لا یقال انت ھو کہ انت متبوع ہو اور ھو تابع ہو۔

قرآن کریم کی آیت پر ایک اشکال اور اس کا جواب

ملفوظ ۶۶۔ فرمایا سید احمد نے کہا اور پھر ڈپٹی نذیر احمد نے اس کے اتباع کیا یہ دعویٰ کیا کہ ایک عورت سے زیادہ نکاح کرنا جائز نہیں اور دلیل یہ پیش کی **فان خفتم ان لاتعدلوا فواحدۃ**۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر عدل نہ ہو سکے تو ایک سے زائد نکاح کرنا جائز نہیں ایک مقدمہ ہوا دوسرا مقدمہ یہ ہے وہ دوسری جگہ ہے **ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم**۔ اس سے معلوم ہوا عدل کی قدرت ہی نہیں ایک تو موٹا جواب ہے کہ اللہ میاں کو اتنے ہیر پھیر کی ضرورت ہی کیا تھی صاف کہہ دیتے کہ ایک سے زائد نکاح جائز نہیں دوسرا یہ کہ چودہ سو برس تک کسی نے اس آیہ کو نہ سمجھا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہ سمجھا آپ ہی نے سمجھا یہ تو موٹی بات تھی۔ باقی حقیقت دلیل کی یہ ہے کہ ایک تو ہے عدل فی المعاملہ اور ایک ہے **عدل فی المحبۃ** تو **فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ** میں جو ممانعت ہے وہ یہ کہ اگر عدل فی المعاملہ نہ

ہو سکے۔ تو ایک سے زائد نکاح نہ کرو اور دوسری آیت میں جو ہے۔ **ولن تستطیعوا ان تعدلوا** الآیہ وہاں مراد عدل فی المحبۃ ہے۔ جب یہ اس کی قدرت میں ہے نہیں تو اس پر دوسرا مقدمہ ملاتا ہوں۔ **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا** کہ عدل فی المحبۃ کے حکم ہی نہیں وہ غیر اختیاری ہے۔ جب میل ہوگا ایک جانب ہوگا تو فرماتے ہیں **فلا تمیلوا کل المیل** یعنی محبت کی وجہ سے بعض المیل کی تو اجازت ہے جو کہ عدل فی المعاملہ کو مانع نہیں باقی کل المیل نہ ہو جس سے عدل فی المعاملہ بھی نہ ہو سکے۔ آگے فرماتے ہیں **فتذروھا کالمعلقۃ ھا** ضمیر محال عنہا کی طرف راجع ہے کہ اس کو بالکل معلقہ چھوڑ دو یہ **فتذروھا کالمعلقۃ** صریح قرینہ ہے اس بات کی کہ کل المیل کی ممانعت ہے بعض المیل کی اجازت ہے۔

کسی کی بے عنوانی پر اسے مرید نہ کرنا

ملفوظ ۶۷۔ فرمایا ایک شخص کرنال کے یہاں آئے تھے۔ میں لوٹا بھر کے سہ دری میں آیا وہ اس سے پاجامہ دھونے لگے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ پانی کس نے رکھا کہا معلوم نہیں میں نے کہا پھر تصرف کیسے کرنے لگے کہا میں یوں سمجھا یوں سمجھا انڈی بنڈی ہانکنے لگے۔ میں نے کہا جاؤ تمہارے دال یہاں نہیں گلنے کا۔ معلوم ہوتا ہے تمہارے مزاج میں احتیاط نہیں ہے۔ تمہیں میں مرید نہیں کروں گا۔ چاہے سال بھر پڑے رہو۔ ایسوں کو کیا مرید کروں جس کو حلال حرام کی بھی پرواہ نہیں وہ چلے گئے اس کے بعد فرمایا یہ طالب اچھا ہوا چلے گئے خس کم جہاں پاک۔

ایک واقعہ

ملفوظ ۶۸۔ دو بنگالی طالب علم اکیاب کے آئے تھے۔ بیعت کے واسطے پرچہ ڈالا اس میں لکھا تھا بعد ظہر میرے ہاتھ میں دینا ایک نے تو سامنے رکھ دیا وہ ہوا سے اڑنے لگا۔ اس پر میں نے ڈانٹا آخر مخالفت کیوں کی خواہ چھوٹی ہو تم کو چھوٹی بڑی کیا واسطہ تم کو تو حکم ماننا چاہیئے اور دوسرے نے تو پرچہ ہاتھ میں دے دیا مگر بیعت کے وقت خطبہ پڑھنے لگا میں نے پوچھا یہ کیا کہا ہمارے یہاں دستور ہے۔ خواہ ہو مگر یہاں تو نہیں دیکھا۔ تمہیں پوچھنا چاہیئے اپنی رائے کو دخل کیوں دیا۔ پھر دونوں نے پرچہ ڈالا میں نے معاف کر دیا اور لکھا وہی کل والا جواب پھر ہے وہ دونوں چلے گئے اگر طالب ہوتے کیوں جاتے اگر اس کے

مطلب انکار بھی سمجھا تھا اولاً تو یہ مطلب تھا نہیں کیونکہ وہ اعتراض لکھا ہوا تو نہ تھا اور اگر یہی سمجھے تھے تو معافی مانگنے میں سمجھا دیتا کہ یہ مطلب نہیں ہے۔ ایسوں کے جانا ہی اچھا ہے ایسے کم فہموں کو مرید کر کے تمام عمر کی مصیبت جھیلنا ہے۔

عورتوں کو بذریعہ خط مرید ہونا

ملفوظ ۶۹۔ ارشاد فرمایا عورتوں کو خط کے بذریعہ سے بیعت ہو جانا کافی ہے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس میں طرح طرح کی تکالیف ہوتی ہیں۔ بے پردگی الگ ہوتی ہے اور نمازیں قضا ہو جاتی ہیں الگ اگر کچھ نہیں ہے تو یہ تو ہے کہ بے حیائی بڑھتی ہے۔ ہمارے یہاں عورتوں کے آنے کی کچھ شرطیں ہیں ایک تو محرم ساتھ ہو اور الگ مکان کرایہ پر لے۔ جب تک ان کے محرم ساتھ ہو اس وقت تک رہنے کی اجازت ہے یہ بظاہر ہے تو سخت مگر مصلحتیں ہیں۔ ہائے ہائے بعض جگہ تو یہ دستور ہے کہ کوئی ساتھ ہوتا نہیں اور عورتوں کو ٹھہرا لیتے ہیں میں تو یہاں تک کرتا ہوں بے اجازت شوہر کے بیعت نہیں کرتا۔ ایک تو یہ وجہ ہے کہ عبادت نفل ہے بلا اجازت شوہر کے جائز نہیں اور دوسرے مصلحت بھی ہے وہ یہ کہ شوہر تو کسی کے معتقد اور بی بی اور اس کے اس سے آپس میں بڑی بے لطفی رہتی ہے۔

ارشاد فرمایا ہے ایک دفعہ تیترو سے گاڑی بھر کے عورتیں بیعت ہونے آئیں۔ میں نے کہا دال چاول لو اپنے ہاتھ سے پکاؤ اور کھاؤ اور میں نے کسی کو مرید نہ کیا۔ آپس میں کہنے لگی گنگوہ والا مولوی بڑا اچھا تھا۔ ترت مرید کر لیتا۔ میں نے کہا ان کے اچھے ہونے اور میرے برے ہونے میں شک نہیں مگر مرید نہیں کروں گا۔ میں نے سفر کی یہ مصلحت سوچا کہ اگر ان کو مرید کر لیا تو روز یہی قصہ رہے گا عورتیں روز آیا کرینگی۔ جب یہ واپس گئیں ایک شخص کے ذریعہ سے معلوم ہوا ان کے شوہروں نے بڑی دل لگی کی کہا دیکھو ہم نے پہلے ہی سے کہا تھا وہ مرید کریں گے نہیں آئیں تو تھیں اطلاع کر کے مگر بے اجازت ایسے بے باک تھیں۔

ایک مفید بات

ملفوظ ۷۰۔ ارشاد فرمایا شیوخ اور علماء ہر بات کا جواب دیتے ہیں اس کی دو وجہ ہیں ایک تو خود ان کو بھی ذوق ہیں۔ دوسرے کبر۔ اگر جواب نہ دوں تو بٹہ لگ جائیگا۔ (کہ کچھ آتا نہیں)

مسائل فقہ کی تحقیق

ملفوظ ۷۱۔ ارشاد فرمایا جیسے سالک کو مسائل فقہ کی تحقیق شیخ سے مضر ہے ایسے ہی مسائل باطنیہ کے بھی صرف اتنا ان کا کام ہے۔ اگر کوئی حالت پیش آئی اس کی اطلاع کر دیں۔ کوئی فن سیکھنے نہیں آئے جب کامل ہو جائے گا خود ہی معلوم ہونے لگیں گے۔

بیعت ہونے کیلئے شیخ کا مشہور ہونا

ملفوظ ۷۲۔ ارشاد فرمایا یہ بھی ایک خبط ہے جس کی چار جانب میں شہرت ہو اس سے تعلیم حاصل کرے۔ شہرت کا تو یہی معنی ہے کہ جہلا میں مشہور ہے گویا اپنے کو ایسے شخص کی طرف منتسب کرنا چاہتے ہیں جو اپنے زعم میں بڑا ہو بلکہ لوگوں کے نزدیک بھی بڑا ہوتا کہ یہ معلوم ہو کہ میں فلاں شخص سے تعلق رکھتا ہوں۔

شرائط بیعت

ملفوظ ۷۳۔ ارشاد فرمایا دو چیز چیزیں یعنی بیعت اور مرید ہونے کی جو شرط لگائی اس میں بڑا امتحان ہے اگر بیعت پر اکتفا کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے کی تعلیم پر صبر ہے اور اگر تعلیم چاہتے ہیں تو معلوم ہوا رسم پرست نہیں ہے اور جو دونوں کو جمع کرنا چاہتا ہے معلوم ہوتا ہے رسم پرست ہے۔

ارشاد فرمایا ایک شخص نے شرائط بیعت میں ایک شرط سے مستثنیٰ ہونا چاہا۔ فرمایا اولاً تو انہیں کیا حق تھا استثناء کا اس کا تو یہ معنی ہے کہ تم نے جو عام قاعدہ بنایا وہ غلط ہے۔ استثناء کرنا چاہئے تھا یہ شیخ پر لغو حرکت کا دعویٰ ہے اور ثانیاً انہیں کوئی حق نہیں۔ اگر شیخ کا وجدان کہے تو کسی کو مستثنیٰ کرے۔

علم قرأت کے متعلق ایک عجیب تحقیق

ملفوظ ۷۴۔ ارشاد فرمایا سورہ روم میں ہے **من بعد ضعف** یہ حفص کی قرأت ہے عاصمؒ سے۔ عاصمؒ کے دو راوی ہیں ایک حفصؒ ایک شعبہؒ۔ حفصؒ کی قرأت ہندوستان میں رائج ہے اور عاصمؒ کی قرأت بالفتح ہے۔ تو یہ حفصؒ بالضمہ کہاں سے نقل کرتے ہیں۔ یعنی عاصمؒ سے کوئی روایت بھی ضمہ کی نہیں ہے۔ بعض جگہ دو دو روایت ہوتی ہیں۔ یہاں وہ بھی

نہیں۔ یہ اشکال مدت سے پیدا ہوا تھا۔ قاری محی الاسلام پانی پتی سے کہہ آیا تھا۔ انہوں نے تلاش کر کے جواب لکھا کہ ''**غیث النفع**'' میں ہے کہ یہ قرأت حفصؒ نے اور شیخ سے کیا ہے یہ حفصؒ عن عاصمؒ نہیں بلکہ حفصؒ عن غیر عاصمؒ ہے اور اس کی سند نقل کر دی ایک حدیث مرفوع لکھ دی اس میں ایک راوی ضعیف ہے مگر حفص پر ایک اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ عاصم کی قرأت متواتر ہے یا نہ اگر متواتر ہے پھر آپ حدیث مرفوع کیوں نقل کرتے ہیں اور دوسری قرأت کیوں لیتے ہیں اگر کہیں تائیداً تو ہم پوچھتے ہیں کہ حدیث مرفوع تواتر سے تو بڑھا ہوا نہیں ہے۔ عاصم کی قرأت متواتر ہونا مسلم ہے قراء کا کہ ساتوں قرأتیں متواتر ہیں اگر اس کو نہ مانا جائے تو قرآن پر شبہ آتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حفصؒ کی رائے اگر تواتر سے ثابت ہے تو تواتر ہے۔ ورنہ حدیث تو یہ خلط قراۃ ہے اور یہ قراء کے نزدیک جائز نہیں مگر میں اس مسئلہ میں ان کے متفق نہیں میرے نزدیک اس میں تفصیل ہونی چاہئے۔ وہ یہ کہ اگر خلط سے معنی فاسد ہو تو ناجائز ورنہ جائز ہے مثلاً کسی نے سارا قرآن حفصؒ کی روایت سے پڑھا اور **مالک یوم الدین** دوسری قرأت سے پڑھا اس میں حرج کیا ہے یہ جائز ہے۔ اس میں معنی نہیں بگڑے اور ایک یہ کہ معنی بگڑ جائے جیسے **فتلقی ادم من ربه کلمات** یہ حفصؒ کی قرأت ہے اور ایک قرأت ہے۔ **فتلقی ادم من ربه** کلمات تو اب ان دونوں قرأۃ میں اگر کوئی خلط کرے مثلاً یہ پڑھے **فتلقی آدم من ربه کلمات** کہ آدم کے بھی ضمہ اور کلمات کے بھی ضمہ یا **فتلقی آدم من ربه کلمات** کہ آدم کے میم کا فتحہ اور کلمات کے نصب تو یہ جائز نہیں جیسے تلفیق جائز نہیں۔ توضیح میں خوب واضح کر کے لکھا مثلاً وضو کر کے کسی عورت کو چھو لیا اور وضو نہ کیا کہ ہم نے امام اعظمؒ کے مذہب پر عمل کیا۔ اس میں تلفیق ہے اور اگر یہ کرے کہ ایک حادثہ میں ایک کے مذہب پر عمل کیا اور دوسرے حادثہ میں دوسرے کے مذہب پر تو اس کو جائز لکھا۔ تو جیسا تلفیق میں تفصیل ہے۔ خلط میں بھی تفصیل ہونی چاہئے۔ اس وقت اس سے بحث نہیں کہ تقلیداً کرنا نہ کرنا کیسا ہے وہ الگ مستقل مسئلہ ہے۔

گو اسلم طریقہ عوام کے نفع کیلئے یہی ہے کہ اگر معنی بھی نہ بگڑے تب بھی خلط نہ کرے نہ معلوم آگے کو کیا کرے مگر یہاں گفتگو مسئلہ کی تحقیق میں ہو رہی۔

حضرت حکیم الامتؒ کی حضرت گنگوہیؒ سے درخواست

ملفوظ ۷۵۔ ارشاد فرمایا حضرت مولانا گنگوہیؒ سے اتنی محبت تھی جس کو عشق کا درجہ کہا جائے اور چند مسئلے میں اختلاف رہا۔ بعض مسائل تو ایسے ہیں خواہ کسی جانب اختیار کرے خروج عن المذہب نہیں ہوتا اور بعض مسائل ایسے ہیں جس سے خروج لازم آتا ہے۔ اس میں بھی اختلاف رہا۔ چند روز فاتحہ خلف الامام پڑھتا تھا اور مولانا کو اطلاع کردی میں اپنے بزرگوں کو دھوکہ نہیں دیتا تھا۔ تلبیس بری چیز ہے میں نے حضرت مولاناؒ کو اس کی اطلاع بھی کردی۔ پھر حدیثوں میں غور کرنے سے رائے بدل گئی اس کی بھی اطلاع کردی اس پر بھی کوئی سرور ظاہر نہیں فرمایا۔ تو یہ کم حوصلگی کی بات ہے کہ کسی کو مجبور کیا جائے۔ آزاد ہے اپنی رائے پر بینک کے مسئلہ میں بھی مولانا سے اختلاف رہا میں ناجائز کہتا تھا مولانا جائز کہتے تھے ایک دفعہ مولوی یحییٰ صاحبؒ نے کہا اس کو کیوں نہیں کہتے اپنے باپ کے دس ہزار روپیہ بینک میں ہے اس سے نفع اٹھائے۔ دیکھئے جواب دیتے ہیں کس لطیف عنوان سے اس اختلاف کو ظاہر فرمایا کہ اگر کوئی تقویٰ اختیار کرنا چاہے تو کیا میں اس کو منع کروں۔ باوجود اس اختلاف کے اس قدر محبت تھی کہ میں کبھی کبھی گنگوہ میں وعظ کہا کرتا مگر چھپ کے کہ مولانا کو معلوم نہ ہو۔ مگر معلوم ہوجاتا تھا ایک دفعہ ایک مسجد میں وعظ کہہ رہا تھا کچھ دیر ہوگئی۔ لوگ مولانا کے پاس آتے تھے آپ فرماتے تھے یہاں کیا رکھا ہے ایک حقانی عالم کا وعظ ہو رہا ہے وہاں جاؤ بیٹھنے نہیں دیتے تھے۔ اپنے بزرگوں کے تو یہ طرز تھا اب لوگ چاہتے ہیں اس کو بدل دوں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ بقول مومن

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مؤمن   آخری عمر میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

ایک واقعہ

ملفوظ ۷۶۔ ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کا خط آیا کہ میں ایک چمار پر عاشق ہوگیا میں چاہتا ہوں کہ اس کا عشق میرے دل سے نکل جائے اور وہ ترستا رہے۔ یا تو میرا یہ کام کردو نہیں تو میں آریہ ہوتا ہوں ایک آریہ پنڈت نے کہا وہ یہ کام کردے گا۔ اب اگر ڈانٹوں تو عجب نہیں کہ آریہ ہوجائے اور اگر کچھ بھی (خفگی) ظاہر نہ کروں تو بے غیرتی ہے۔ الحمدللہ اللہ نے جواب دل میں ڈال دیا میں نے لکھا اگر یہ مضمون خط میں نہ ہوتا تو میں تم سے بات بھی نہ

کرتا اور تم نے جو لکھا آریہ بننے سے اس بلاء سے نجات ملے گی آریہ بننے سے جو بلا نازل ہوگی اس کی کیا صورت کرو گے آریہ بن کر ناریہ ہو جاؤ گے یہ اس لئے لکھا کہ اس کم بخت نے بھی لکھا میں جانتا ہوں کہ اسلام مذہب حق ہے۔ فرمایا اور اللہ کے نزدیک تو کافر ہو ہی چکا ہے جب عزم کیا کہ فلاں دن سے کافر ہو جاؤں گا۔ بس اس وقت سے کافر ہو جاتا ہے۔

حضرت حکیم الامت فصیح اللسان تھے

ملفوظ ۷۷۔ ارشاد فرمایا لکھنو ر **فاہ المسلمین** ایک بار وعظ کہا انہوں نے ایک بات کی بہت تعریف کی کہ ان کی زبان بہت فصیح ہے۔ لکھنو میں بھی نہیں میں نے کبھی اس کا اہتمام نہیں کیا البتہ مولانا یعقوب صاحبؒ کی خدمت میں رہا ان کی زبان بہت فصیح ہے۔

علم حقیقت میں کیا ہے؟

ملفوظ ۷۸۔ ارشاد فرمایا جو علم و فضل کا اثر ہے وہ علم ہے **وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما** ورنہ یہ سارے الفاظ میں علم نہیں دیکھئے مولانا قاسم صاحبؒ جو فرماتے تھے کہ حاجی صاحبؒ کے علم کی وجہ سے معتقد ہوا کیا وہ بڑے عالم تھے۔ بس ایک نور تھا۔ حقیقت شناسی اسی سے ہوتی ہے کیا ٹھکانہ ہے حقیقت شناسی کا۔ یہاں لوگ رہتے تھے رات کو ذکر کرتے تھے اور صبح حاجی صاحب کی خدمت میں بیان کرتے تھے مگر مولانا قاسم صاحبؒ کچھ بیان نہ کرتے تھے۔ القصہ حاجی صاحبؒ نے فرمایا مبارک ہو آپ کو فیضان نبوت ہونیوالا ہے حالانکہ اس وقت مولانا کی کوئی شہرت نہ تھی تصانیف نہ تھی اب تو اس خدمت کو دیکھ کر لوگ تمیز کر سکتے ہیں۔ یہ فراست ہے حضرت کی!۔

مذاق چشتی اور نقشبندی

ملفوظ ۷۹۔ فرمایا چشتیوں میں ذلت، مسکنت رونا پیٹنا ہے اور نقشبندیوں میں عجب ہے۔ تیزی اور بات ہے وہ بھی ہوتا ہے صفائی سے وہ اپنے تئیں کو بھی وقار کی وجہ سے ظاہر نہیں کرتے۔

ایک عورت کا خط

ملفوظ ۸۰۔ ارشاد فرمایا ایک بی بی کا خط آیا اس میں بڑی پیرانی کو لکھا کہ بیماری مثل بیرنگ

خط کے ہے یعنی بیرنگ خط کا لینا تو برا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے اندر نوٹ ہوں دس ہزار کے تو کھول کر خوشی ہوتی ہے اسی طرح بیماری بری معلوم ہوتی ہے اور اس کے اندر انوار و برکات مضمر ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ کیسی فہم ہے یہ عمل ہی کی برکت ہے کوئی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہے۔

مدار کمال

ملفوظ ۸۱۔ فرمایا کہتے تھے اگر نبوت ختم نہ ہوتی گاندھی نبی ہوتا۔ ایک صاحب یہاں تک فرماتے تھے کہ گاندھی نے جو کام کیا کسی نبی نے نہ کیا۔ میں نے کہا **اذا مدح الفاسق اهتزله العرش**۔ علماء کو چاہئے تھا روکتے اگر اثر نہ ہوتا ان کو چھوڑ دیتے۔ مفسدہ کی وجہ سے مستحبات تو چھوڑے جاتے ہیں اور کفریات کی وجہ سے ان کو نہ چھوڑا جائے۔ کہتے ہیں کہ وہ تارک الدنیا ہے۔ کہاں تک تارک ہے اتنی بڑی جاہ ہے اور دنیا کیا چیز ہوتی اور اگر لنگوٹی باندھنا کمال ہے تو بدو پہلے لنگوٹی باندھ کر حج کو آتے تھے وہاں حکم ہے۔ **خذوا زینتکم عند کل مسجد**۔ حدیث میں آیا ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے یعنی حضرت ابوبکرؓ بھی نہ ہوتے۔ معلوم ہوتا ہے ان میں کوئی بات ہے جو اور کسی میں نہیں ہے۔ معلوم ہوا اصاف بزرگی بھی کام نہیں دیتی تو جو بات حضرت ابوبکرؓ کو بلکہ سارے صحابہؓ کو حاصل نہ ہوتی وہ گاندھی کو ہوتی ایک شخص نے مسئلہ دریافت کیا کہ ایک دفعہ میں نے ایک غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھی اس نے آخری رکعت میں سورہ دہر کے بعد قل ھواللہ پڑھی اس سے کچھ خرابی تو نہیں ہوئی؟ فرمایا نہیں پھر فرمایا یہ بخاری شریف کی حدیث سے لی ایک صحابی ہر رکعت میں سورہ اخلاص پڑھتے فرمایا۔ **ان حبک ادخلک الجنة** حضرت مولانا گنگوہیؒ نے اچھی بات کہی کہ ان کی عادت کو تو دیکھا اور جملہ صحابہؓ کے انکار کو نہ دیکھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو جیسا ان کی عادت کو جاری رکھا ایسا ان کے انکار پر انکار نہ فرمایا تو اب مسئلہ نکل آیا کہ فی نفسہ تو جائز ہے مگر التزام مکروہ ہے۔

کبھی شیطان بھی بھلا دیتا ہے

ملفوظ ۸۲۔ ارشاد فرمایا شیطان بھی بھلا دیتا ہے۔ کبھی سہو نماز میں شیطان بھی کرا دیتا ہے۔ **وما انسانیه الا الشیطان**۔

مولانا گنگوہیؒ کی استقامت

ملفوظ ۸۳۔ ارشاد فرمایا مولانا گنگوہیؒ کی استقامت کا کیا ٹھکانہ ہے ایک بار مدرسہ دیوبند سے شہر کے لوگ بہت مخالف تھے خط لکھا گیا کہا اگر ان میں سے ایک ممبر بڑھا دیا جائے تو حرج کیا ہے کثرت تو اس جانب ہی کی رہے گی ان کی ایک ضد پوری ہو جائے گی۔ آپ نے جواب لکھا کہ اگر اب مدرسہ جاتا رہا۔ تو ہم لوگوں سے پرسش ہوگی تم نے نااہل کو ممبر کیوں بنایا۔ مدرسہ جائے یا رہے اس کے کچھ پرواہ نہیں کوئی مدرسہ مقصود نہیں مقصود تو رضائے الٰہی ہے وہ جس صورت سے حاصل ہو اختیار کیا جائے اور اب تو (علماء) ذرا عوام کی دھمکی سے دب جاتے ہیں۔

مال جبکہ نعمت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہیں دیا گیا

ملفوظ ۸۴۔ ارشاد فرمایا ایک شخص نے کہا مال نعمت ہے اور محبوب کو سب نعمتیں دی جاتی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محبوب ہیں ان کو یہ نعمتیں کیوں نہ دی گئیں۔ جواب یہ ہے کہ مال فی نفسہ مقصود ہے یا کسی وصف کے اعتبار سے اگر فی نفسہ ہے تو جو پھانسی پر ہے اور ہے لاکھ پتی۔ اس کو خوشی ہونی چاہئے۔ حالانکہ الٹا اور حسرت زیادہ ہوتی ہے۔ تو معلوم ہوا وصف کے اعتبار سے وہ وصف کیا کرے۔ پھر میں نے کہا کہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو رفیع ہے ان کے غلامان غلام کے حال جا کر دیکھو نہ ان کے پاس مال ہے نہ حشم خدم نہ جائیداد مگر وہ راحت ان کو حاصل ہے جو سلاطین کو نہیں۔

ریا کی حقیقت

ملفوظ ۸۵۔ ایک شخص نے کہا جب قرآن شریف یا اور کوئی کار خیر کرتا ہوں تو یوں ہی لاپرواہی سے کرتا ہوں اور جب آپ کو دیکھتا ہوں تو سنوار کر فرمایا کہ اگر اس نیت سے کیا جائے کہ ایک کے پیارا ہے میری اچھی حالت کو دیکھ کر وہ خوش ہوگا اور ان کی خوشی مقدمہ ہے خدا کی خوشی کا۔ تو اچھا ہے اور اگر یہ نیت ہو کہ اچھی طرح سے کروں۔ تا کہ ان کی نگاہ میں قدر ہو مجھے عابد سمجھیں تو یہ ریاء ہے۔

شبہ پر ھدیہ واپس کر دینا

ملفوظ ۸۶۔ ایک شخص نے ایک سو بیس روپیہ اپنے متعلقین سے لے کر بھیجا تھا وہ

ریلوے کا افسر تھا واپس کر دیا صرف اس شبہ سے کہ یہ ذی اثر ہے ان کے دباؤ سے دیا ہوگا اور لکھا کہ وہ خود دے دیں تم واپس کر دو فرمایا جو آنے والی چیز ہے وہ آتی ہی ہے۔

دنیا داروں سے برتاؤ

ملفوظ ۸۷۔ ارشاد فرمایا دنیا داروں کو بالخصوص امراء کو لگے لپٹے گرے پڑے تو نہ رہے باقی اگر وہ لپٹے تو بد خلقی نہ کرے۔

اسلام کیلئے صرف اعتقاد کافی نہیں

ملفوظ ۸۸۔ فرمایا اسلام کیلئے صرف اعتقاد کافی نہیں انقیاد اور اطاعت ہونی چاہئے۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم۔ ابوطالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت معتقد تھے مگر مسلمان نہیں۔ حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یہ ہونا چاہئے جب اعتقاد ہے تو انا مسلم کیوں نہیں کہتا یہی تو کفر ہے۔

عنوان کا بڑا اثر ہوتا ہے

ملفوظ ۸۹۔ فرمایا عنوان کا بڑا اثر ہوتا ہے ایک بادشاہ نے خواب دیکھا تھا کہ اس کے سارے دانت گر گئے ایک معبر سے تعبیر پوچھی اس نے کہا آپ کے سارے خاندان والے آپ کے سامنے مر جائیں گے۔ خفا ہوا اور اس کو جیل میں بھیج دیا دوسرے معبر سے پوچھا۔ تعبیر تو یہی تھی مگر اس نے عنوان بدل دیا کہا حضور کی عمر سارے خاندان سے زیادہ ہوگی۔ اس کو انعام اور خلعت ملی خود بادشاہ نے کہا مطلب تو ایک ہی ہے مگر اس کے عنوان سے دل دکھا اور اس کے عنوان سے جی خوش ہوا۔

لذات مباحہ کو ترک کرنا بزرگی کی علامت نہیں

ملفوظ ۹۰۔ فرمایا آج کل بزرگی اس کا نام ہے کہ لا یاکل ولا یشرب ولا یتکلم ولا ینام ولا یلبس وغیرہ وغیرہ اور چوبیس گھنٹہ بولے تو یہ چوبیس منٹ بھی نہ بولے۔ لوگ تو سیر بھر کھائیں اور یہ کھائے چھٹانک۔ ایک شخص یہاں آیا تھا اس نے تعجب سے کہا کہ حضرت حاجیؒ سے نسبت ظاہر کرتے ہیں اور ٹھنڈا پانی پیتے ہیں۔ میں نے کہا خیر ان کو حاجی

صاحبؒ کے مقولہ معلوم نہ تھا۔ ورنہ ان پر بھی اعتراض کرتے حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میاں اشرف علی پانی پیو خوب ٹھنڈا کر کے پینا تا کہ ہر بن موئے سے شکر نکلے اور اگر گرم پانی پیو گے تو زبان سے تو الحمدللہ کہو گے مگر قلب نہیں کہے گا اور یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پسند تھا۔ ایک مقام پر آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پانی رات کو مشک میں رہا ہو وہ لاؤ۔ ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا کہ یہ بڑے نفیس کپڑے پہنتے ہیں اور میں اس کو اوفق بالسنۃ سمجھتا ہوں۔ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ کے یہاں نوار کے پلنگ پائیں رنگیں نقشیں رہتی تھی۔ دری چادر تکیہ لگا ہوا رہتا تھا۔ یہاں پر ایک شخص رئیس تھے باون یا ترپن گاؤں کے مالک تھے۔ ایک شخص کہتا تھا وہ کیا رئیس ہے۔ رئیس تو حاجی صاحبؒ ہیں (ان کے یہاں کے سامان کو دیکھو اور ان کے یہاں کے تو معلوم ہو جائے گا کون رئیس ہے) حضرت مولانا گنگوہیؒ کے یہاں فرشیں قالین کئی کئی گھڑتیں لگے رہتے تھے۔ لوگوں کے نزدیک بزرگی اس کا نام ہے کہ کچھ پہنے بھی نہیں بس ایک لنگوٹ باندھے رہے۔ اگر وہ پانچ روپیہ گز کے پہنے تو یہ پانچ پیسے گز کے پہنے ہر طرح سے عوام سے امتیاز ہو ورنہ یہ بزرگ ہی کیا ہوئے۔ ان انتم الا بشر مثلنا۔ دیکھئے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے شان ظاہری بھی عوام سے ممتاز نہ ہوتے تھے پھر ہم کیسے انبیاء خود فرماتے تھے۔ ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ کہ اتنا فرق ہے کہ خدا ہم پر وحی نازل فرماتے ہیں تم پر نہیں نازل ہوتی۔

غصہ کا علاج

ملفوظ ۹۱۔ فرمایا میں جو کسی پر عتاب کرتا ہوں اور سامنے سے اٹھا دیتا ہوں لوگ تو سختی سمجھتے ہوں گے مجھے بھی عار آتی ہے۔ مگر غصہ فرو ہونے کیلئے ایسا کرتا ہوں کتابوں میں لکھا ہے کہ مغضوب علیہ کو سامنے سے اٹھائے نیز اس میں ایک حکمت بھی ہے وہ یہ کہ اس جرم کو خفیف نہ سمجھیں گے خیر تو یہ حکمت ہے مگر اصل وہی ہے غصہ فرو کرنے کیلئے کرتا ہوں مجھے دیکھ دیکھ کر اشتعال ہوتا ہے کہ اس نے مجھے تکلیف دی۔

نرمی سے اصلاح نہیں ہوتی

ملفوظ ۹۲۔ فرمایا تجربہ سے معلوم ہوا نرمی سے اصلاح ہوتی نہیں اس لئے سختی برتتا ہوں کوئی

مجھے سمجھا دیں میں اس طریق کو بدل دوں گا اور تجربہ کر کے دیکھ لوں گا اگر مفید ہوا اختیار کر لوں گا۔

نکاح ثانی کی قیودات

ملفوظ ۹۳۔ فرمایا عورتیں کہتی ہیں تم نے نکاح ثانی کر کے راستہ کھول دیا میں نے کہا میں نے تو بند کر دیا ایک شخص نکاح کرنے کو تھا میں نے پوچھا تمہارے کتنے گھر ہیں کہا ایک میں نے کہا تو مت کرو۔ تین گھر ہونا چاہئے ایک ایک کا ایک ایک اور جب یہ روٹھ جائے اپنے گھر جا بیٹھے لوگوں کو شوق ہے نکاح ثانی کرنے کا اس میں بڑی تکلیفیں ہیں۔

فرمایا نکاح ثانی کے مسائل اگر کوئی پوچھے تو مجھے پوچھے میں اس میں بڑا ماہر ہوں اول اول تو بڑی تکلیف ہوئی سوچ سوچ کر قانون مقرر کیا اب آسان ہو گیا۔ لطیفہ ارشاد فرمایا جس روز سے نکاح ثانی کیا کھانا اچھا ملتا ہے۔ ہر ایک کوشش کرتی ہے اچھا کھانا کھلانے کا تاکہ مجھ سے خوش ہو اب ایک روز ایک گھر میں ایک روز ایک گھر میں کھاتے ہیں اسی میں راحت ہے اسی میں آسانی ہے۔

طلاق کا اختیار مرد کو حاصل ہونے کی مصلحت

ملفوظ ۹۴۔ ارشاد فرمایا اخبار میں آیا ہے کہ انگریزوں کے یہاں پاس ہوا عورت طلاق کی مالک ہے۔ فرمایا کتنا برا قانون ہے۔ کبھی مرد کی نفرت ہوتی ہے اب بغیر موت کے جدا نہیں کر سکتا۔ اب کیا کرے گا کسی طرح سے اس کو مارے گا زہر دے کر۔ اسلام کے کتنا پاکیزہ قانون ہے مرد کے قبضہ میں ہے۔ کوئی ناپسندیدگی ہوئی تو الگ کر دو۔

طریق سے مناسبت

ملفوظ ۹۵۔ فرمایا فہیم آدمی کیلئے چار پانچ ماہ یا حسب استعداد کم و بیش سے طریق سے مناسبت ہو جاتی ہے اور کم فہیم کو سالہا سال میں مناسبت نہیں ہوتی ہے۔

عالم غیر صوفی

ملفوظ ۹۶۔ فرمایا عالم غیر صوفی۔ جاہل صوفی سے اچھا ہے پھر فرمایا یہ تو میں نے ایک ظاہری عنوان کہا ورنہ عالم تو صوفی ہی ہوتا ہے۔

ایک شخص کے بارے میں فرمایا معلوم ہوتا ہے محنت نہیں کرتے اب چاہا ذکر و شغل کر کے بزرگ بن جاؤ یہ نفس کی شرارت ہے۔ اگر کسی طالب علم کی کتابیں قریب ختم ہو جائے کوئی بزرگ نہیں جانتا اور یہاں چند روز رہیں تو اس وقعت اور بزرگی ہوتی ہے دعوتیں ہوتی رہتی ہیں اور وہاں اگر پورا عالم بھی ہو جائے کوئی نہیں پوچھتا کر و اور کھاؤ۔

حضرت گنگوہیؒ کی محبت کا اثر

ملفوظ ۹۷۔ فرمایا ہمارے مجمع میں یہ بات مشہور تھی کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کو جس سے محبت ہو جاتی اس کا انتقال ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتے کہ اپنے خاص بندے کا تعلق کسی اور سے ہو اگر طبعی طور پر ہو جاتی تھی تو اس کی خاصیت یہ تھی کہ وہ بچتا نہ تھا۔

ایک عوامی اعتقاد

ملفوظ ۹۸۔ فرمایا عوام اللہ تعالیٰ کو بزرگوں کے تابع سمجھتے ہیں جو یہ کہہ دیں گے وہی اللہ تعالیٰ کر دیں گے۔

فہم اور عبادت ایک چیز نہیں

ملفوظ ۹۹۔ فرمایا فہم اور چیز ہے عبادت اور چیز ہے بعض لوگ عابد ہوتے ہیں تہجد گزار مگر فہم نہیں ہوتا۔

بات کرنے کا ادب

ملفوظ ۱۰۰۔ ارشاد فرمایا جو کوئی کہتا ہے "جیسے آپ کی مرضی" اس سے بات کرنے کو جی نہیں چاہتا اس سے مجھ کو بہت تکلیف ہوتی ہے لوگ اس کو ادب سمجھتے ہیں گویا میرا کام ہے میرے اوپر بار کیوں ڈالا جائے۔ بلکہ ادب یہ ہے کہ اپنی رائے ظاہر کر کے کہہ دے میری رائے یہ ہے باقی جیسے آپ کی مرضی ہو۔

عقل کا ہیضہ اور عقل کا قحط

ملفوظ ۱۰۱۔ فرمایا یہ تو مجھے ہیضہ ہوا عقل کا' یا لوگوں کو قحط ہوا عقل کا اور دونوں مرض ہے برا' ہیضہ بھی برا اور قحط بھی برا۔

مرتے وقت ایمان چھینا نہیں جاتا

ملفوظ ۱۰۲۔ فرمایا لوگ کہتے ہیں مرتے وقت ایمان چھن جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ امام غزالیؒ نے لکھا مرتے وقت کوئی کافر نہیں ہوتا اگر پہلے سے کافر ہو تو اس وقت اس کا کفر ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا اس وقت تو خدا کی بڑی رحمت ہوتی ہے ایمان چھینتا کیسا؟

مرتے وقت توبہ

ملفوظ ۱۰۳۔ فرمایا اس کے بھروسہ پر نہ رہے کہ مرتے وقت توبہ کرلوں گا کیا معلوم اس وقت کیا حال ہوگا دیکھ لیجئے اس شخص کے حال لوہاری کے ایک آدمی کو پھانسی ہوئی تھی۔ دوسرے نے اس سے کہا کلمہ پڑھ لے کہا کیا ہوگا۔ ساری عمر تو کلمہ پڑھنے سے گزر گئی۔ کیا ہو اب اس سے کیا ہوگا۔ دوسرے کو بھی پھانسی ہوئی تھی اس نے پہلے حجامت بنایا، غسل کیا، نماز پڑھی توبہ کیا اور کہا جمعہ کے بعد میرے جنازہ کی نماز پڑھی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

چند سوالات اور ان کے جوابات

ملفوظ ۱۰۴۔ ایک شخص نے لکھا اس نیت سے عبادت کو ظاہر کرنا تاکہ دوسروں کو رغبت ہو جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا قانونی جواب تو یہ تھا کہ جائز ہے مگر میں نے لکھا وہ کون ہے؟ اس کا پورا حال لکھو تاکہ معلوم ہو کوئی اور خرابی تو نہ پیدا ہو۔ یہ حضرت خود ہی چوری کرنا چاہتے ہیں۔ کلیات سے کام لینا چاہتے ہیں۔ کلیات کو کلھیہ میں بھردو اور لکھا مناجات مقبول خوش الحانی سے پڑھنا چاہتا ہوں؟ میں نے لکھا اپنے لئے یا دوسروں کو سنانے کیلئے اور لکھا درود شریف کتنا پڑھنا چاہئے اس کی کوئی حد ہے؟ میں نے کہا تم کتنا پڑھ سکتے ہو ضروریات سے فارغ ہوکر؟ صاحب فن بننا چاہتے ہیں؟ لکھا بد تہذیبی پر غصہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے لکھا وہ کام کیا ہے اور غصہ کرنے والا کون ہے اور کتنا؟ اور لکھا اگر احقر کسی مرض میں دوا نہ کرے دوائے حقیقی پر توکل کرے تو جائز ہے یا نہ؟ میں نے لکھا کسی خاص مرض میں یا ہر مرض میں؟ کیا اگر دنبل ہو جائے اس کی دوا نہ کروگے آپریشن نہ کروگے؟ یا ڈھیلا سر پر گرے اور زخمی ہو جائے کیڑے پڑ جائیں تو اس میں بھی توکل کروگے؟ دیکھیں ان کا کیسا توکل ہے۔ لکھا میری بی بی ہماری والدہ کو (لطیفہ بی بی تو اپنی ہے اور والدہ کئی کی ہے) تکلیف

دیتی ہے اس کو سزا دوں؟ میں نے لکھا کیا کیا سزا دے سکتے ہو اور کس کی خطا ہے پرانی بڑھسین۔ بڑے بے رحم قصائین ہوتی ہے شیطان کی خالہ۔

غیبت زنا سے اشد ہونے کی وجہ

ملفوظ ۱۰۵۔ فرمایا **الغیبۃ اشد من الزنا** کی ایک وجہ حضرت سعدیؒ نے یہ بھی فرمائی کہ غیبت پیدا ہوتی ہے کبر سے اور زنا پیدا ہوتا ہے شہوت سے اور شہوت کا گناہ خفیف ہے کبر کے گناہ سے۔ حضرتؒ ان لفظوں سے تعبیر فرماتے تھے کہ غیبت گناہ جاہی ہے اور زنا گناہ باہی ہے۔

قربانی کی کھال سادات کو دینا

ملفوظ ۱۰۶۔ فرمایا سادات کو قربانی کی کھال دینا جائز ہے جیسے گوشت اغنیاء کو بھی دینا جائز ہے۔ مگر کھال بیچنے کے بعد دینا جائز نہیں ہے۔ اب تصدق واجب ہے اور صدقہ واجبہ سادات کو دینا جائز نہیں۔

حاملان شریعت کی تحقیق

ملفوظ ۱۰۷۔ فرمایا ایک بزرگ بیماری میں وضو کرتے تھے احتیاطاً جیسے بزرگوں کی عادت ہوتی ہے حتی الامکان عزیمت کو نہیں چھوڑتے حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ ان کے یہاں گئے فرمایا مولانا آپ تو اس کو بزرگی سمجھتے ہوں گے دل کو ٹٹول کے دیکھئے اس میں ایک چور ہے دل کے اندر وہ تیمم کو طہارت غیر کامل سمجھتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں **مایرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم** آپ کا یہ خیال ہے۔ انہوں نے توبہ کی۔ فرمایا میں نے ان بزرگ کا نام نہیں لیا کیونکہ شریعت کی تحقیر جائز نہیں اسی طرح حاملان شریعت کی تحقیر پسند نہیں۔

طالب علمی طریقت میں مضر ہے

ملفوظ ۱۰۸۔ فرمایا جو رد و قدح نہ کرے اس کے اندر فہم ہوگا۔ میں وعدہ کرتا ہوں بلکہ خدا کے بھروسہ سے دعویٰ کرتا ہوں اسی واسطے طالب علمی وجہ مضر ہے۔ طریقت میں پھر فرمایا فہم ہوتا ہے مناسبت بین القلبین سے اور سوال جواب سے انقباض ہوتا ہے۔ فہم نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے مولوی انعام اللہ کانپوری کو پڑھنے سے منع کی وہ حضرت سے پڑھتے تھے۔ فرمایا جو وہی کہے مان لے راز یہ ہے کہ اس نے اقرار کیا کہ تم پر اعتماد ہے اور قیل وقال اعتماد کے خلاف ہے۔

عتاب زیادہ تعلق کی علامت ہے

ملفوظ ١٠٩۔ فرمایا عتاب زیادہ تعلق کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس وقت یہ نہ سمجھا جائے کہ قطع تعلق ہے۔ اس وقت بھی شفقت ہوتی ہے۔ لہجے میں تیزی ہوتی ہے اور مجھ سے جو تغیر زیادہ آتا ہے اس کی وجہ یہ کہ اس فصل کی حقیقت سمجھتا ہوں۔ دوسرا سمجھتا ہے ذرا سی بات ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص تو پچاس برس سے ننگا پھرتا ہے اس کے پاؤں میں اگر چھیرا بھی لگے کچھ نہیں اور ایک وہ ہے کہ نرم جوتا پہنتا ہے وہ بھی دہلی کی سلیم شاہی اس کو اگر ایک سوئی چبھے تو کئی روز پڑا رہے تو یہ اپنا اپنا ادراک ہے۔

ہم نے کیا گناہ کیا ایسا نہ کہنا چاہئے

ملفوظ ١١٠۔ فرمایا بعض بعض محاورہ ہے جیسے نہ معلوم ہم نے کیا گناہ کیا گناہ ہوا۔ یہ میرے اوپر جیسا بندوق لگتا ہے۔ تعجب تو اس کا ہونا چاہئے کہ بچ کیسے گئے ہر وقت گناہ ہوتا ہے مواخذہ ہر وقت ہونا چاہئے گناہ ہر وقت ہوتا ہے۔

فرمایا اگر کسی باطل کے تصرف کا اندیشہ ہو تو اپنے معتقد کا پورا تصور کر کے بیٹھ جائے بالکل اثر نہ ہوگا میں نے کئی اشخاص کو بتلایا نفع ہوا۔

اپنے کو کتا اور خنزیر سے بدتر سمجھنا

ملفوظ ١١١۔ فرمایا اپنے کو کتا اور خنزیر سے بدتر سمجھنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم خطرے میں ہیں۔ ہمارے سوء خاتمہ کا ڈر ہے اور نہ معلوم کفر پر خاتمہ ہو یا ایمان پر اور کتے اور سور پر یہ نہیں وہ کافر نہیں گو مومن بھی نہیں۔

کسی کو حقیر سمجھنا

ملفوظ ١١٢۔ فرمایا کسی کو حقیر سمجھنا جائز نہیں البتہ متکبر کو جائز ہے۔ وہ بھی قالاً نہ حالاً کیونکہ ممکن ہے اس کے کبر کو خدا زائل کر دے۔ خلاصہ یہ کہ کسی کو حقیر نہ سمجھے نہ معلوم کس کا خاتمہ کیا ہوگا۔

بے علم کسی کا بھی حق ادا نہیں کیا جا سکتا

ملفوظ ١١٣۔ فرمایا ایک شخص نے کہا بی بی کا حق وہ ادا کر سکتا ہے جس کے دل میں خوف

خدا ہو اور خوف خدا ہوتا ہے علم سے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء تو خلاصہ یہ ہوا کہ جس کے اندر علم ہو وہی آرام سے رکھ سکتا ہے اور حقوق ادا کرسکتا ہے اور بی بی تو کیا بغیر علم کسی کا بھی حق ادا نہیں ہوسکتا۔

حضرت تھانویؒ کا ایک معمول

ملفوظ ۱۱۴۔ فرمایا جب کسی دوست سے کوئی شکایت سنتا ہوں اول تو راوی کی تکذیب کرتا ہوں اور جو متواتر روایتیں آنے لگے اور احتمال کا درجہ پیدا ہونے لگے تو اس سے پوچھ لیتا ہوں کہ تم نے ایسے کہا؟ گو یہ آج کل کی تہذیب کیخلاف ہے۔ اگر اس نے راوی کے خلاف بیان کیا تو اس کی تصدیق کر لیتا ہوں اور راوی کی بھی تکذیب نہیں کرتا تو غلط فہمی پر محمول کرتا ہوں گو بعض راوی کے بارے میں یہ گمان بھی نہیں ہوتا۔

لم دریافت کرنے کا منشاء کبر ہے

ملفوظ ۱۱۵۔ فرمایا ایک شخص نے کہا حلت بیضہ طیور کی کیا دلیل ہے۔ میں نے لکھا اور خود طیور کی حلت کی کیا دلیل ہے الگ الگ لکھو پھر میں پوچھوں گا ہرن کی حلت کی کیا دلیل ہے اور نیل گائے کی حلت کس سے ثابت تاکہ معلوم ہو سوال کی حقیقت۔ منشاء اس کا کبر ہے ہر شخص بڑا بننا چاہتا ہے۔ انقیاد سے عار آتی ہے اول اپنے معاصرین کی اتباع سے عار آتی ہے پھر سلف کی یہاں تک کہ شدہ شدہ انبیاء علیہم السلام کی اتباع سے عار آنے لگتی ہے۔

ایک شخص نے لکھا یہاں دستور ہے لوگ مرتے وقت توبہ کراتے ہیں اور علماء سے کراتے ہیں مجھے بھی بلاتے ہیں تو کیا توبہ کرا دیا کروں؟ میں نے کہا ضرور مگر ہاتھ میں ہاتھ نہ ملاؤ کیونکہ یہ کیسے کہوں کہ توبہ نہ کراؤ اور اگر ہاتھ ملانے کی اجازت دوں تو کہیں کہ ہم فلاں کے خلیفہ ہیں۔

عزیزوں سے بیعت کے معاملہ میں احتیاط

ملفوظ ۱۱۶۔ فرمایا قاضی امیر احمد مرحوم نے یہاں کے مولوی شیخ محمد صاحب سے بیعت ہونے کی درخواست کی فرمایا کہ بھائی تم تو اپنے عزیزوں سے ہو تم سے کیا انکار ہے مگر اپنے خاندان والوں سے بیعت ہونا مناسب نہیں کیونکہ ممکن ہے تمہاری ہمارے رشتہ داروں سے

لڑائی ہو جائے اور تم کو میری وجہ سے دبنا پڑے دیکھئے یہ ہے بزرگی چاہتے تھے کہ اس کی آزادی میں خلل نہ پڑے اور اب تو یہ حالت ہے کہ اگر کوئی عزیز آئے جلدی سے کر لینے کو تیار ہے سمجھتے ہیں کہ اس سے وہ قابو میں آئے گا دبا رہے گا۔

ھدیہ کا ادب

ملفوظ ۱۱۷۔ ایک صاحب نے ایک شخص کے ساتھ دور کابلی ہدیہ میں بھیجا حضرت نے نہیں لیا انکار کیا فرمایا کسی کے ہاتھ کوئی چیز نہ بھیجنا چاہئے۔ کسی کی لی جاتی ہے کسی کی نہیں اور اصل گر یہ ہے کہ جیسے منعم کے اثر پڑتا ہے ایسا ہی واسطہ کے بھی اثر پڑتا ہے۔

آداب شیخ

ملفوظ ۱۱۸۔ فرمایا اگر دفعۃً کوئی آ جائے اور بات ہے اور جب اجازت لینے کا سلسلہ شروع ہو گیا تو بلا اجازت نہ آنا چاہئے۔ چاہئے تو دفعۃً بھی نہ آئے اس میں جانبین کو لطف رہتا ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔ دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے ذی رتبہ کون ہوگا اور پھر اللہ تعالیٰ کی اجازت بلکہ حکم ہے پھر بھی حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جا کر کہتے ہیں۔ **ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا** کیا اب مجھے اجازت ہے ساتھ رہنے کا دیکھئے موسیٰ علیہ السلام اتنے بڑے اولوا العزم نبی اور خضر علیہ السلام جن کی نبوت میں بھی کلام ہے ان سے اجازت لیتے ہیں یہ کتنا ادب شیخ کا ہے جب وہ شیخ ہے تو اس کی اتباع کرنا چاہئے اور دیکھئے انہوں نے شرط کیا لگائی کہ جو کچھ میں کروں بولنا مت یہ نبی کیلئے سب سے بڑی شرط ہے مگر مان گئے اور پھر جب غلطی ہوئی تو یہ نہ کہنا کہ ایسی ہی ہونی چاہئے بلکہ میں بھول گیا غلطی ہوئی۔ یہاں تک تیسری بار کہہ دیا اگر پھر ہوا تو ساتھ نہیں رہوں گا۔ یہ شبہ نہ ہو کہ اجازت کیوں لی جب اللہ میاں نے کہہ دیا۔ نہیں اللہ میاں کا بھی مطلب یہی ہے کہ جاؤ اور ان سے اجازت لے کر ہی رہو۔ کیا کیا ادب ہے شیخ کا۔ دیکھئے اگر کوئی علامہ ہے فلسفی بھی ہے ہر فن کے اندر کمال رکھتا ہے اور ایک بڑھئی کے پاس نجاری سیکھنے گیا تو اس وقت گردن جھکا ہی دے گا۔ کیونکہ اس فن میں تو وہ شیخ ہے۔ حضرت ابو حنیفہؒ کے شیخ ہے عاصمؒ قرأت میں جب وہ بوڑھے ہو گئے تو امام کے پاس

جاتے تھے اور کہتے تھے۔ یا ابا حنیفہ قد جئتنا صغیرا وقد جئنا کبیرا اور مودب بیٹھتے تھے۔ شاگرد سے بھی وہی ادب جو شیخ سے کرنا چاہئے کیونکہ اس فن میں وہ شیخ ہیں۔ میں ایک صاحب سے فارسی پڑھتا تھا اور وہ مجھ سے عربی پڑھتے تھے۔ جب میں فارسی پڑھتا تھا ادب کرتا تھا اور جب وہ عربی پڑھتے تھے مجھ سے ادب کرتے تھے۔

عشق کی حقیقت

ملفوظ ۱۱۹۔ فرمایا ایک شخص نے لکھا ہے مجھے زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو جائے میں نے لکھا یہ دولت مجھے بھی نصیب نہیں ہوئی اور اس کو سمجھتے ہیں لوگ عشق، میں عشق کی حقیقت بتلاتا ہوں، حضرت حاجی صاحب سے ایک شخص نے درخواست کی کہ میں مدینہ جا رہا ہوں مجھے کوئی وظیفہ بتلا دیں کہ زیارت نصیب ہو۔ فرمایا بھائی تم بڑے ہمت والے ہو۔ بڑی ہمت ہے تمہاری میں تو اپنے کو اس کے اہل نہیں سمجھتا کہ زیارت گنبد خضراء ہو جائے اس کا گر یہ ہے کہ عشق کا ادنیٰ ثمرہ ہے فنا اور فنا کا ادنیٰ ثمرہ ترک دعویٰ ترک کمال۔ کسی شاعر نے اسی کو کہا ہے۔

مرا از زلف تو موئے پسند ست
ہوس را راہ مدح بوئے پسند است

حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ جاہ عند الخلق تو مذموم ہے ہی جاہ عند الخالق کی تمنا بھی بری ہے کوئی یہ نہ کہے کہ نیک کاروں کا جاہ عند اللہ ہونا قرآن میں ثابت ہے جواب یہ ہے کہ ثبوت سے انکار نہیں میں طلب جاہ کو کہہ رہا ہوں یہ تو متن ہے۔ اس کی شرح ایک مثال سے سمجھئے وہ یہ کہ کوئی عاشق ہو بالکل کالا بدنما بدصورت بدخلق غرض ہر طرح سے گھٹیا ہے کوئی ایسا بدصورت دنیا میں ہے اور معشوق ہو حسین جمیل جس کے برابر دنیا میں کوئی حسین نہ ہو اب یہ عاشق بے چارہ عاملوں سے تعویذ کراوے کہ کوئی عمل ایسا بتلاؤ کہ یہ شخص مجھ پر عاشق ہو جائے تو ہر شخص اس کو ناپسند کرے گا اب دیکھو اللہ تعالیٰ کے حسن اور کمالات اور ہماری نالائقی یہاں تو اگر یہ بھی کہہ دیں کہ مجھ کو تم سے محبت ہے تو گر جائے گا ہم میں محب ہونے کی قابلیت ہی کہاں جو محبوب ہونے کی تمنا کریں۔

صوفیہ کرام کا ایک مقولہ

ملفوظ ۱۲۰۔ فرمایا صوفیہ نے لکھا ہے اگر تم سے کوئی سوال کرے کہ تم کو خدا سے محبت

ہے تو اس کا جواب ہی نہ دیں بڑا بے ہودہ سوال ہے کیونکہ اگر انکار کر لے تو کفر اور اگر کہے کہ ہے تو دعویٰ بڑا مشکل ہے ایک طرف کنواں ایک طرف کھائی۔

طبیب کو تہذیب کا لحاظ رکھنا چاہئے

ملفوظ ۱۲۱۔ فرمایا ہماری معاشرت بالکل خراب' ایک دفعہ بڑے گھر میں سے مظفر نگر علاج کرانے لے گیا وہاں مس آیا کرتی تھی۔ وہاں کے ایک حکیم صاحب سینکڑوں کے علاج کرتے ہیں۔ مرجع الخلائق آپ بھرے مردوں میں پوچھتے ہیں کیا بیماری ہے میں نے کہا دنبل کہا کس جگہ' میں نے کہا قربان ہو آپ کی تہذیب کی اور جو ایسی جگہ ہو کہ بتلانا مناسب نہیں ایسا سوال بھرے مردوں میں کرتے ہیں۔ گلستان میں ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوالفرح یہ تو پوچھتے تھے کہ دنبل کیسا ہے یہ نہیں پوچھا کہ کہاں ہے حالانکہ وہ شیخ تھے یہ شاگرد میں تو آپ کا شاگرد بھی نہیں بلکہ وہ تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

اگر کوئی ساتھ چلنا چاہے تو اجازت لے لے

ملفوظ ۱۲۲۔ فرمایا ہمارے بھائیوں کے اندر اخلاق نہیں انگریز ہندوؤں سے بہت اچھا ہے ان کے اخلاق کی تو تعریف نہیں کرتا ہاں ان کی کوتاہی پر رنج ہے۔ البتہ جو عمل ہیں وہ بڑے پابندی کرتے ہیں ایک دفعہ یہاں کے ایک شخص ریل پر ملازم تھا۔ پانی پڑھوانے آیا۔ میں نے کہا کل صبح فلاں جگہ ملوں گا۔ وہاں آنا صبح کو منزل پڑھتے ہوئے نکلا وہ تو اسی جگہ کھڑا اور میں بھول گیا۔ دوسری طرف نکل گیا۔ پھر وہ انتظار کر کے لوگوں سے پوچھتا ہوا جا ملا۔ میں نے بہت معذرت کی پانی پڑھ دیا۔ اب میں نے سمجھا کہ اگر یہ ساتھ رہا تو منزل نہ پڑھا جائے گا۔ مگر اس کی تہذیب دیکھئے۔ پڑھوا کر آگے کو نکلا اور تیز چلا گیا جس طرف میرا جانا تھا۔ اسی طرف اس کا بھی' مگر وہ آگے چلا گیا یہ گو عرفاً خلاف ادب ہے۔ مگر شرعاً و عقلاً بالکل عین تہذیب ہے اگر میرے ساتھ کوئی ہوتا ہے تو کام نہیں ہوتا۔ بعض بعض دفعہ آدھ آدھ سپارہ دہرانا پڑتا ہے اس لئے اگر کوئی ساتھ ہوتا ہے تو کھڑا ہو کر کہہ دیتا ہوں یا تو تم آگے نکل جاؤ یا میں چلا جاؤں تم کھڑے رہو۔ پہلے تو اس کی دلیل عام معلوم تھی۔ المسلم من سلم

المسلمون من لسانہ ویدہ مگر اب خاص نص بھی مل گئی۔ روح المعانی میں ہے ایک بزرگ نے لکھا ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا ۔ اس سے نکالا کہ اگر کوئی ساتھ ہونا چاہے تو اجازت لے لے۔

ہر سوال کا جواب نہ دینا چاہئے

ملفوظ ۱۲۳۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے سوال کیا کہ منکر نکیر دو شخص معین ہیں یا نوع؟ فرمایا سوال کی غایت معلوم ہونی چاہئے۔ جب تک غرض معلوم نہ ہو جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر اس پر کوئی اشکال ہو تب تو جواب دوں گا۔ کچھ نہیں لوگ فضولیات میں مشغول ہیں کوئی کام نہیں کل کو پوچھتا کہ منکر نکیر دونوں کے قد برابر ہے یا ایک چھوٹا ایک بڑا۔ حضرات صحابہ نے ایسا سوال کبھی نہیں کیا۔ کیا انکو علم کا شوق نہیں تھا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ عوام اگر بلا ٹکٹ سفر کریں جب کہ بعض نے فتویٰ دے رکھا کہ جائز ہے تو ان سے مواخذہ ہوگا یا نہیں فرمایا اگر شبہ ہو تو مواخذہ ہوگا اور پھر فرمایا لوگ کہتے ہیں انگریز کا مال لینا جائز ہے اس نے ہم سے ظلماً بہت روپیہ لیا جواب یہ ہے کہ اول تو سب لائن انگریز کے نہیں اکثر تو کمپنی کے ہیں پھر اور ایک بات ہے کہ حساب رہنا چاہئے کہ ہم سے اتنا لیا۔ اتنا ہی لو اور بعض کہتے ہیں کہ ہمارے عزیزوں سے لیا۔ تو ان کو حق ہے لینے کا تم کون ہو۔ اگر کہو ان کی طرف سے اجازت ہے تو اس کے جواب یہ ہے اگر اس کا حق ہے تو لیوے تو وہ اور پھر تم کو ہبہ کرے۔ تم لینے والے کون ہو اور سب سے اخیر بات یہ ہے کہ بعض مناجات قبیح لغیرہ ہے۔ اگر مباح بھی ہو تو آخر رفتہ رفتہ منجر ہوگا حرام کی طرف اور جیسے حرام لعینہ سے بچنا واجب حرام لغیرہ سے بھی بچنا واجب ہے۔

علم حاصل کرنے کی نیت

ملفوظ ۱۲۴۔ فرمایا خدا کی قسم اگر فکر ہو اور عمل کی نیت سے پڑھے تو یہی کتابیں کافی ہیں بلکہ اس سے تھوڑی۔ نہیں تو جامع فنون ہو پھر بھی کچھ نہیں۔

ادائے مہر کے متعلق ایک سوال

ملفوظ ۱۲۵۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ بی بی کو مہر دینے میں صرف نیت کافی ہے یا

تصریح کی بھی ضرورت ہے۔ فرمایا قواعد سے معلوم ہوتا ہے تصریح کی ضرورت نہ ہے کیونکہ زوجہ کو تبرعاً بھی تو دیتا ہے۔ باقی جزئیہ دیکھنا چاہیئے۔ ہاں اگر کسی کے عین حق واپس کردے تو اس میں تصریح کی ضرورت نہیں اس میں بھی بعض ائمہ کے خلاف ہے مثلاً مال مغصوب ہے اگر اسی کو دکھلا دیا تو ادا ہوجائے گا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں ادا نہ ہوگا کیونکہ اگر اپنا جانتا تو شاید کم کھاتا امام صاحبؒ فرماتے ہیں انسان کا ذکر ہے بہائم کا ذکر نہیں۔

اصلاح کیلئے محض ذکر کافی نہیں

ملفوظ ۱۲۶۔ فرمایا ایک مولوی صاحب کا خط آیا کہ کوئی ذکر بتلایئے کہ میری اصلاح ہوجائے میں نے لکھا کہ ذکر سے اصلاح نہیں ہوتی تدبیر سے ہوتی ہے۔

خرچ کا حساب رکھنا ضروری ہے

فرمایا حساب رکھنا ضروری ہے خواہ دینے والا کتنا ہی معتبر سمجھے مولوی شبیر علی میرے پاس پڑھتے تھے۔ ان کے خرچ کا حساب بھائی کے پاس لکھ کے بھیجتا تھا ایک دفعہ بھائی نے شکایت کی کیا ہم کو ایسا غیر سمجھتے ہو میں نے لکھا نہیں بھائی ہم تو لکھیں گے خواہ تم نہ دیکھو پھر ایک دفعہ بریلی میں دیکھا میز پر رکھا ہوا بہت خوش ہوا کہ دیکھتے بھی ہیں مدرسہ میں کوئی حساب لینے والا نہیں۔ دیکھا یا بھی نہیں جاتا مگر پائی پائی کا حساب ہے دیکھو اگر ایک دفعہ سو روپیہ تم نے بھیجا اور ہم کو کتابیں خریدنے کی ضرورت ہو پچاس کے تو کتابیں لے لی اور پچاس دو ماہ میں خرچ کردیا تو شبہ ہوگا کہ چار ماہ کے خرچ دو ماہ میں کیسے اڑ گیا۔ تو ہم وسوسہ کیوں آنے دیں اس لئے حساب لکھ لیتا ہوں۔

مسلمان کی تباہی طمع سے آئی

ملفوظ ۱۲۸۔ فرمایا ایک شخص کا مقولہ پسند آیا بڑے تجربہ کی بات ہے کہا کہ مسلمان خوف سے مغلوب نہیں ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو ایسی شجاعت دی ہے کہ خوف سے دبتے نہیں طمع سے دب جاتے ہیں کہنے لگے بڑی بھاری قوم مسلمانوں کی ایک ترک دوسرا کابل ان کی تباہی جب کبھی آئی طمع ہی کی بدولت آئی۔

ارشاد فرمایا کہ ہم میں اور کوئی صفت نہیں سوائے اس کے کہ آپس میں لڑیں ایک دوسرے کو ضرر پہنچائیں اس میں تو دنیا میں ہمارے برابر کوئی نہیں اور یہی راز ہے ضعف کا۔

ناقص العقل اور ناکس العقل

ملفوظ ۱۲۹۔ فرمایا عورتیں ناقص العقل بھی اور ناکس العقل بھی۔

چونا اور چنا (تار کا اعتبار)

ملفوظ ۱۳۰۔ ہندی خط کا تذکرہ تھا۔ فرمایا بڑے انڈی بنڈی ہے۔ ایک لفظ کئی طرح پڑھا جاتا ہے چونہ کو چنا پڑھ لو چینی پڑھ لو۔

مشہور قصہ ہے ایک شخص نے ایک قاضی کے پاس خط لکھوایا اس میں القاب لکھوایا قاضی القضاۃ رفیع الدرجات قاضی قطب الدین صاحب لکھوانے کے بعد پڑھوایا تو آپ پڑھتے ہیں کا جی کو جات (یعنی بے ذات) رافجی کی جات کا جی کتا بے دین۔ اسی طرح انگریزی کا تار کچھ کا کچھ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ڈھاکہ گیا نواب صاحب نے بیان القرآن منگانا چاہا میں نے مولوی عبداللہ کے نام تار کرایا۔ یہاں پڑھا گیا کہ لوہا کے کنواں بھیج دو۔ انہوں نے بھیجا تو نہیں خط لکھا لوہا کے کنواں سے کیا کرو گے اور یہاں ایک لطیفہ ہوا ایک دوست لکھنو کے نزع کا وقت آیا پھر تار آیا ڈاک منشی سے پڑھوایا۔ کہا جلدی آؤ۔ اس وقت سہارنپور کے جلسہ تھا وہاں پڑھوایا تو معلوم ہوا کہ اب مت آؤ ورثاء نے تار کیا تھا کیونکہ ان کے انتقال ہو چکا تھا۔ رویت ہلال میں تار کے عدم اعتبار کے متعلق بہت سے جنٹل مینوں نے سہارنپور میں کہا کہ اس سے بہت بہوار ہوتا ہے۔ اس میں کیوں معتبر نہیں میں نے پوچھا کہ قتل کی شہادت اگر کوئی تار سے دے تو معتبر ہے یا نہیں کہنے لگے نہیں وہ سمجھ گئے۔ پھر کہا جیسے آج اس مسئلہ کو سمجھا کبھی نہیں سمجھا تھا۔ میں نے کہا ہاں جب چٹے چمڑے والوں کے قانون کہا جب سمجھے۔

خطبہ عربی زبان میں ہونے کی حکمتیں

ملفوظ ۱۳۱۔ علی گڑھ سے خط آیا تھا کہ خطبہ اردو میں ہونا چاہئے کیونکہ مقصود خطبہ سے نصیحت ہے اور وہ بے اردو لوگ سمجھتے نہیں۔ میں نے کہا میاں جگہ جگہ قرآن میں ہے۔ ان

هو الا ذکریٰ للعلمین جب قرآن نصیحت کی چیز ہے تو اس کی رائے دو کہ قرآن بھی اردو میں پڑھیں ایک دوسری غلطی آپ کی یہ ہے کہ قرآن میں ہے۔ ایک ذکر ہے اور ایک تذکیر ہے تذکیر کے معنی نصیحت کرنا اور ذکر کے معنی یاد کرنا اور ذکریٰ کے معنی بھی تذکیر کے ہے پس جو تذکیر کیلئے ہے یعنی قرآن اس کو عربی میں پڑھتے ہو اور خطبہ اردو وہ تو نصیحت کرنے کیلئے ہے نہیں، وہاں مقصود یاد الٰہی ہے علاوہ ازیں ان کے گرو سرسید نے کہا، ناقل مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی ہیں۔ کسی نے لکھا تھا نماز میں قرآن اردو میں پڑھنا چاہئے سرسید نے رد کیا کہ نماز سے خدا کی عظمت ظاہر مقصود ہے اور عظمت جیسے عربی الفاظ سے ہوتی ہے کیونکہ اسکے الفاظ متین ہیں ایسے کسی اور زبان میں ہوتا نہیں تیسرے صحابہ کے زمانہ میں فارس وغیرہ فتح ہوئے اور صحابہ بعض فارسی بھی جانتے تھے کسی نے سوائے عربی کے اور کسی زبان میں خطبہ نہیں پڑھا۔

معقولات پڑھنے کے فوائد

ملفوظ ۱۳۲۔ فرمایا اخیر زمانہ میں جن حضرات سے دین کو نفع ہوا۔ وہ معقول ہی کے بدولت ہوا انہوں نے معقول کو منقول کر کے دکھلا دیا تا کہ اغنیاء کے سمجھ میں آ جائے۔ مولانا یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں جس طرح مطالعہ بخاری کو موجب اجر سمجھتا ہوں اسی طرح میر زاہد امور عامہ کو کیونکہ مقصود ان کا اچھا تھا۔

ہمارے اکابر کسی کی اہانت نہ فرماتے

ملفوظ ۱۳۳۔ فرمایا اگر مخالفین جواب لینا چاہیں تو ایسے شخص کو متعین کریں جو مخلص ہو فہیم ہو۔ میرا اس پر اطمینان ہو کہ یہ مخلص ہے اس کو سوال سمجھا دیں اس کو جواب دوں گا اور اگر کوئی بات ماننے کی ہو مان لوں گا۔ تازہ قصہ ہے حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے مولوی یحیٰ! احمد رضا خان کی کتابیں یوں ہی ڈال دی جاتی ہیں۔ لاؤ ذرا سناؤ تو شاید کوئی بات قابل اتباع ہو تو مان لو۔ انہوں نے کہا حضرت اس میں تو گالیاں ہیں فرمایا دور کی گالیاں تھوڑا ہی لگتی ہیں۔

حضرت اب تو ایک مصیبت یہ ہو گئی کہ اگر مخالفین کی کوئی بات مان لی تو اپنے مجمع کے لوگ برا بھلا کہتے ہیں۔ بزرگان تو کفار سے بھی اگر کوئی حق بات معلوم ہو جاتی مان لیتے

تھے۔ فرمایا میں تو مولوی عبدالماجد کو لکھا تھا کہ مجھے بھی اس صفت کی وجہ سے کہ مسلمانوں کا خیر خواہ تھا (غالباً مولانا محمد علی جوہر سے) محبت تھی۔ کیا اس سے اس کی رائے کا متبع ہو گیا۔ بھلے مانس نے اس کو چھاپ دیا۔ کیرانہ میں اس کا چرچا ہوا مولوی حبیب صاحب نے جواب دیا کہ یہی رائے سرسید کے متعلق ہمارے بزرگوں کی تھی مگر تھا اھل باطل مجھے تعصب تو ہوتا نہیں گو کر سکتا ہوں۔ میں کہا کرتا ہوں۔ گو کھانا کسی کو نہ آئے مگر کوئی کھاتا بھی ہے؟ میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ اگر محمد علی آئے اکرام کروں گا مگر بولوں گا نہیں اور یہ تو اگر گاندھی بھی آئے تو اس کے ساتھ بھی کروں گا۔ ایک نجومی کانگریس آیا تھا کئی روز رہا مہمان داری کی اس کو مولوی عبدالحلیم کانپوری نے بھیج دیا تھا۔

اہانت اور اعانت

ملفوظ ۱۳۴۔ میں کسی کی اہانت نہیں کرتا سوائے اصلاح خواہاں کے مگر یہاں پر بھی اہانت نہیں ہے اعانت ہے اسی سے اصلاح ہوتی ہے۔

راستہ کے آداب

ملفوظ ۱۳۵۔ ارشاد فرمایا راستہ میں اگر کوئی میرے ساتھ ہو تو اپنے ساتھی کی رعایت کو جی چاہتا ہے اضطرارانہ تکبر ہے نہ ترفع: میں ایک دفعہ گھر سے آرہا تھا ایک شخص میرے ساتھ ہو گئے میں نے راستہ کا اچھا حصہ ان کیلئے چھوڑ دیا میں ایک طرف ہو گیا۔ میرا پاؤں گڑھے میں پڑ گیا۔ سب کپڑا خراب ہو گیا۔ پھر یہاں آ کر دھویا۔ یہ وہی حضرت رام پور کے تھے جو روک ٹوک کو پسند نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اصلاح کے تعلق چھوڑنے پر راضی ہو گئے پھر تو مخدوم مکرم لکھتا تھا۔ میری ایک عادت یہ ہے کہ پیچھے کوئی ہو گرانی ہوتی ہے۔ پھر دیکھا امام ابو یوسف صاحبؒ کے وصایا میں سے ایک یہ وصیت دیکھی کہ اگر پیچھے سے کوئی پکارے تو بولو مت۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تم کو جانور سمجھتا ہے جانوروں کو پیچھے سے بلایا جاتا ہے پہلے گرانی ہوتی تھی اب یہ تشویش جاتی رہی اب سمجھ میں آیا کہ سلام کرنے سے معلوم تو ہو گیا کون ہے۔ نیز سلام سے معلوم ہوا کہ دشمن نہیں ہے۔

چھوٹے کو خواہ دل سے بڑا سمجھے مگر برتاؤ چھوٹے کا کرے

ملفوظ ۱۳۶۔ ارشاد فرمایا حضرت امام شافعیؒ مہمان ہوئے حضرت امام مالکؒ کے جب کھانا لگایا گیا۔ خادم امام شافعیؒ کے سامنے ہاتھ دھلانے گیا امام مالکؒ نے فرمایا میرے ہاتھ دھلاؤ۔ اس کے بعد کھانا امام شافعی کے سامنے رکھنا چاہا امام مالک صاحبؒ نے فرمایا میرے سامنے رکھو۔ اس کی توجیہ جو میرے مذاق کے موافق ہے وہ یہ ہے ممکن ہے کوئی اور بات ہو۔ ہاتھ دھلانا اور کھانا سامنے رکھنا مقدمات ہیں۔ اکل کے اور میزبان خود شروع کرے تو مہمان کا دل کھل جاتا ہے۔ انقباض جاتا رہتا ہے۔ حضرت امام مالکؒ اتنے اہتمام کرتے ہیں ہر بات میں کہ میرے سامنے رکھو۔ فرمایا چھوٹے کو خواہ دل سے بڑا سمجھیں مگر برتاؤ چھوٹے کا کرے ورنہ اس کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ امام شافعی صاحبؒ تو حضرت امام مالکؒ کے شاگرد بنے گئے تھے۔

مہمان کو چاہئے کہ میزبان کی رعایت کرے

ملفوظ ۱۳۷۔ امام کے اس سفر میں دیکھا کسی بدوی کے مہمان ہوئے۔ وہ ٹیلہ پر چڑھ کر کہا ''ھلموا'' سب بدوی جمع ہو گئے اور اپنا اپنا کھانا لاکر ایک بڑے حوض میں ڈالتے تھے اور کہنی تک ہاتھ ڈال کر کھانا شروع کیا۔ امام شافعیؒ نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ مہمان کو چاہئے میزبان کی رعایت کرے اس کے حقوق علماء نے لکھا ہے مثلاً میزبان جہاں بٹھلا دے وہیں بیٹھے۔ اس میں ایک احتمال یہ ہے اگر اس جگہ نہ بیٹھا دوسری طرف پشت کی تو عورتوں کے پردہ داری ہو۔ اس طرف عورتیں ہوں ایک شخص کی عادت تھی مہمان آنے سے بڑے خاطر مدارات کرتا تھا۔ اخیر میں کہتا تھا ہمارے یہاں پھر نہ آنا ورنہ بری طرح خبر لوں گا۔ ایک شخص نے آزمایا تین دن تک رہا بڑے خاطر داری کی جاتے وقت کہا۔ بہت خوش کیا۔ پھر آنا۔ کہا میں تو ممتحن ہوں۔ راز کیا ہے بتلاؤ کہا۔ راز کچھ نہیں ہم تو اکرام کرتے ہیں وہ کہتا ہے جی نہیں اس سے دل برا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مہمان کو کسی چیز کی فرمائش نہ کرے۔ خواہ بہت سہل اور ہین ہو۔ مثلاً یہ کہنا کہ چٹنی ہے یا نہ اس سے تشویش ہوتی ہے ہاں اگر پرہیز ہو۔ جاتے ہی کہہ دے کہ میں فلاں چیز نہیں کھاتا۔

میں نے ایک شخص کی دعوت کی ثقہ' دیندار سمجھ کر جب دسترخوان پر بیٹھے نخرے شروع کئے کہ میں مرچ تو نہیں کھاتا اور میرا سب کھانا مرچ کا تھا بڑا غصہ آیا۔ پھر گھی شکر لایا۔ اس سے ان کا جی خوش نہ ہوا۔ میرے عزیزوں میں ایک شخص بیمار تھے ان کے یہاں سے بے مرچ سالن لایا۔ تو اس کی بھی رعایت ضروری ہے کہ پرہیز بیان کردے۔ میں نے کہا یہ حضرت کی وصیت کے خلاف کرنے کا نتیجہ ہے پھر میں نے کسی کی دعوت نہ کی۔

حضرت نے ایک روز وصیت فرمائی تھی کہ میاں اشرف علی کسی کی دعوت نہ کرنا جس روز حضرت نے وصیت کی تھی اس روز میری دعوت تھی حضرت کے یہاں۔ بہت سی باتیں کی اس میں ایک یہ بھی کہ دعوت کسی کو نہ کرنا۔ میرے دل میں خطرہ ہوا کہ میری تو دعوت کی اور منع فرمادی فرمایا یہ خیال نہ کرنا کہ میری دعوت کیوں کی۔ تم تو گھر کے ہو۔ دعوت تو وہ ہے جو وقت سے بے وقت ہو۔ معمول سے غیر معمول ہو جائے۔ نہ میزبان کسی کام کا رہے نہ مہمان۔ پھر شیخ اصغر علی تین قسم کی دعوت بیان کیا اور ایک زائد۔ جاتے وقت کو پوچھتا بھی نہیں۔ حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کی دعوت کی تھی ایک طالب علم نے۔ فرمایا کھاؤں گا مگر ایک شرط ہے جو تم کھاتے ہو وہی کھاؤں گا اپنی مقررہ روٹی لے آئے اور کھالئے۔

معراج کے متعلق ایک غلط قصہ

ملفوظ ۱۳۸۔ مصرع مشہور ہوا کہ فلک پر دھوم تھی احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں۔ ایک عالم فاضل نے کہا تھا۔ یہ جھوٹ ہے حدیث بخاری کے خلاف ہے اس میں ہے۔ استفتح جبرئیل قیل من معک۔ ان کو خبر ہی نہ تھی دھوم کہاں۔

مولوی رحمت اللہ صاحب کا حضرت حاجی صاحبؒ کو انکار کرنا

ملفوظ ۱۳۹۔ مولوی رحمت اللہ صاحب بہت خشک تھے حاجی صاحب امام العارفین کے بھی منکر تھے پہلے منکرانہ گفتگو ہوتی تھی۔ ایک دفعہ کہا تم تو اپنے کو جنید بغدادی سمجھتے ہو حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا تم اپنے کو بو علی سینا سمجھتے ہو اور اس کا نہ تمہارے پاس کوئی دلیل ہے نہ میرے پاس اور ایک دفعہ کہا تسبیح کیا ہوتا ہے فرمایا پھر سارے مساجد گرا کر مدارس بنا دو اور جوش

میں فرمایا تسبیح کے یہ اثر ہے کہ تم جیسے سینکڑوں میرے قدموں پر گرے اور مجھ جیسا کوئی بھی تمہارے پاس گیا؟ پھر حاجی صاحبؒ کو ندامت ہوئی کہ ایک عالم کا مقابلہ کیا۔ حاجی صاحبؒ کی ندامت کے اثر سے مولوی رحمت اللہ صاحب ساری رات بے چین رہے۔ نیند نہ آئی صبح کو آ کر معافی مانگی۔ حاجی صاحبؒ نے فرمایا چونکہ عالم تھے اس لئے ہدایت کی۔ فضیلت انہی کو نصیب ہوئی۔ دیکھئے اس بات کو کس طرح نبھایا اور کوئی ہوتا کہتا دیکھا ہماری بزرگی؟ پھر جب حضرت کے معتقد ہو گئے قسطنطنیہ لے جانا چاہا اس پر حاجی صاحبؒ کا جواب تین لطیف علم ما سبق ذکر ہا۔

حضرت حکیم الامتؒ کی فنائیت

ملفوظ ۱۴۰۔ ارشاد فرمایا جس وقت اپنی فکر ہوتی ہے کسی کام کی فکر نہیں ہوتی ہے سوائے اس کام کے جو اس کی بتلائی ہوئی جس کیلئے فکر ہے۔ معتقد بنانے کی فکر لغو ہے۔ مجھے اپنی فکر سے فرصت نہیں پھر دوسروں کی کیا فکر؟ اپنی خبر نہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے جب سلطنت چھوڑی وزیر سمجھانے گیا اور کہا کیا فکر ہے؟ فرمایا مجھے ایک فکر ہے اگر اس کا انتظام کرو تو پھر سلطنت کے انتظام اپنے اوپر لے لوں گا۔ اس نے کہا فرمایئے جان و دل سے کوشش کروں گا۔ انہوں نے کہا فریق فی الجنة وفریق فی السعیر هذه لهذه ولا ابالی الخ قطع تعلق کے بعد راحت ہو جاتی ہے۔ نہ فکر ہوتا ہے نہ انتظار ہوتا ہے کہ تدارک کرے یا اگر کرنے کا وعدہ کرے تو یہ خیال نہیں رہتا کہ کب کرے گا دل کو ہمیشہ خالی رکھتا ہوں۔ قطع تعلق کے بعد ایسے ہوتا ہے جیسے عام مسلمانوں سے تعلق ہوتا ہے۔ جو کوئی کچھ کرے اطلاع کر دے دھوکہ نہ دے۔ پنجاب کے حاجی فلاں کے بھتیجے کو ان کے خاطر سے مرید کرایا تھا۔ اس نے کہا چچا آپ کے کہنے سے مرید تو ہو گیا مگر مجھے عقیدہ پنجاب کے فلاں بزرگ سے ہے۔ میں نے کہا خوشی سے بشرطیکہ متبع سنت ہو اور تمہارے اس اظہار کا قدر کرتا ہوں اور دل سے قدر ہے۔ کوئی خلاف شریعت تو کیا نہیں اگر اس پر بھی ناراض ہو تو یہ دلیل فساد فطرت کی ہے۔

تصوف کے کچھ لطیف مسئلے

ملفوظ ۱۴۱۔ ارشاد فرمایا غلطی کے اعلان کا ایک فائدہ یہ ہے کہ پھر یہ غلطی نہیں ہوتی ہے۔ معالجہ ہے اور بڑی گرانی ہوتی ہے رہا یہ کہ کسی نے کی بھی ہے تو حضرت بزرگان تو

بڑے مجاہدہ کراتے ہیں۔ کسی بزرگ کے ایک مرید کو نفع نہ ہوتا تھا۔ بزرگ نے فراست سے پہچان لیا ان سے کہا یہ اخروٹ کا ٹوکرا لے جاؤ۔ فلاں محلہ میں جہاں ان کے معتقدین زیادہ تھے اور اعلان کرو فی دھول ایک اخروٹ اور یہ ٹوکرا ختم ہو آنا۔ اس وقت اس نے کہا اللہ اکبر۔ آگے حضرت شیخ فرید کا مقولہ ہے۔ اے شخص یہ کلمہ اگر کافر صد سالہ کہتا مسلمان ہو جاتا۔ مگر تو کافر ہو گیا کیونکہ وہ اللہ کی بڑائی کے اعتقاد سے کہتا اور تو نے اپنی بڑائی کیلئے کہا دوسرا قصہ شرک فی الطریق کا بیان فرمایا۔ پہلے بزرگان خلاف شرع امور کرتے تھے تاکہ حب جاہ نہ ہو جائے ظاہر میں خلاف شرع ہوتا تھا۔ واقع میں موافق ہوتا تھا حضرت بایزید بسطامیؒ کا واقعہ ہے غالبًا کچھ بیان فرما رہے تھے۔ مجمع ہوا حتیٰ کہ شاہزادہ تک آ گئے کچھ تغیر ہوا کہ ''انی انا اللہ'' بادشاہ اور بہت سے لوگ چلے گئے آگے چل کر کسی کا مال غصب کر لیا۔ رمضان کا روزہ تھا افطار کر لیا۔ جب اس سے بھی لوگ نہ گئے ایک حسین لڑکی کا بوسہ لیا۔ سب چلے گئے خواص نے پوچھا وجہ کیا ہے فرمایا مجھے تغیر ہوا تھا۔ اس کا علاج کیا۔ روزہ کا افطار اس لئے کیا کہ سفر یا مرض تھا اور مال خاص جانثار ایک مرید کا تھا۔

او صدیقکم آیا ہے اور یہ بنی جاریہ تھی ذرا بے حیائی تھی۔ شرعاً ناجائز نہ تھا۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ کی حکایت دیکھی مریدین کے یہاں دعوتیں ہو رہی تھیں اس سے تغیر پایا۔ حمام شاہی میں گئے وہاں کوئی جانثار نہ تھا۔ شاہزادہ نہا رہے تھے۔ کپڑا اٹھایا شاہزادہ کا تاکہ چور سمجھے ایسا ہی ہوا مار' پیٹا پھر نفس سے خطاب کیا کھاؤ دعوت۔

ہر پیشہ والے کو اپنے ہم پیشہ کی وضع اور لباس ہونا چاہئے

ملفوظ ۱۴۲۔ مولوی شفیع صاحب نے کہا شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہر پیشہ والا کو اپنے ہم پیشہ کی وضع اور لباس ہونا چاہئے۔ صوفی کو صوفیہ کے لباس' عالم کو علماء کے لباس وھکذا فرمایا قواعد کے موافق ہے۔

خانہ کعبہ کی عجیب شان

ملفوظ ۱۴۳۔ فرمایا خانہ کعبہ کی پر ایک خاص تجلی ہے جو عوام کو بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ ایک مولوی صاحب یعنی نعیم مولوی کو دیکھا کہ خانہ کعبہ تاک رہے مجھ سے پوچھا کہ اگر کوئی

اس کو خدا سمجھئے تو کوئی خرج تو نہیں؟ میں نے کہا اختیار اور ارادے سے نہ چاہئے اور بلا ارادہ معذور ہے ان کی حالت کی رعایت سے انقباض کی حالت جاتی رہتی ہے۔

ہمارے اکابرین کی بے مثل تواضع

ملفوظ ۱۴۴۔ فرمایا تقریر دل پذیر پوری نہیں ہوئی ایک ولایتی مولوی صاحب نے حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ سے فرمایا کہ اس کی تکمیل ہو جاتی تو اچھا ہوتا آپ حضرات میں سے کوئی پورا کر دے فرمایا دوشالہ میں ٹاٹ کے پیوند لگ نہیں سکتا آپ نے غور نہیں کیا۔

حضرت مولانا قاسم صاحبؒ کی شکایت حضرت حاجی صاحبؒ اور شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے پاس کی گئی مدینہ طیبہ میں ان کی اتنی تواضع تھی کہ گویا علم کے خلاف ہے۔ شان علم کے مناسب نہیں شاہ صاحب نے روایت کے موافق فرمایا ہاں بھائی اتنی تواضع جس سے علم کی ذلت ہو نہ چاہئے اور حضرت حاجی صاحبؒ سے جب کہا گیا فرمایا کیا تواضع ہے کچھ بھی نہیں اپنے کو مٹانا چاہئے خاک میں ملانا چاہئے ابھی تک کچھ بھی نہیں ہوا۔ حضرت مولانا سے جب شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے فرمان سنایا گھبرا گئے مشائخ کے ادب تھا جب راوی نے دیکھا زیادہ پریشان ہے کہا حضرت اور بھی ہے پھر حاجی صاحبؒ کے ارشاد نقل کیا خوش ہوئے۔

برتاؤ میں ہر شخص کی شان کا لحاظ کرنا

ملفوظ ۱۴۵۔ فرمایا ہر شخص کی حالت کا ایک خاص اثر ہوتا ہے اس کے موافق برتاؤ ہوتا ہے۔ ایک وجدانی امر ہے جس کی وجہ بیان میں نہیں آسکتی۔ بعض داڑھ منڈوں سے عقلی نفرت ہے طبعی نہیں اور بعض سے طبعی نفرت ہے اور بعض داڑھی والوں سے نفرت ہوتی ہے۔ مجموعی حالت کا ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ پس فمن ثقلت موازینہ الخ اور خفت الخ ہے کئی سال تک اہتمام کیا کہ ظاہری برتاؤ ایک سا رکھوں مگر تکلیف ہوئی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی حالت میں غور کیا تو برتاؤ میں فرق پایا۔ شیخین کے ساتھ خصوصیت مجمع میں ہوتا تھا۔ اس وقت سے چھوڑ دیا۔

بصدق وورع کوش وصدق وصفا ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

ہم کون جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہے اب خواہ کوئی خوش ہو یا بداعتقاد ہو۔ پرواہ نہیں اور معتقدین کو چاہئے یہ خیال رکھیں کہ شاید کوئی بات خصوصیت کی ہوگی اس میں اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو جتنا راحت پہنچانے کا خیال کرتا ہے اس کا احساس بھی تو وجدان کو ہوتا ہے تو ادھر سے بھی اتنی تسامح اور درگزر ہوتی ہے۔

ایک صاحب نے چالاکی کی تھی حضرت مولانا نے پکڑ کر لیا فرمایا اگر مجھ سے اخفا کیا جائے میرے پاس کیا ذرائع ہیں اطلاع کی۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ نے پکڑوا دیا یہ خیانت ودھوکہ ہے اس سے رنج نہیں ہوتا ہے۔ پھر اگر خدمت سے عذر کر دیا کیا بیجا۔ یہ کتنے ایذا پہنچائیں نام ونشان نہیں اور میں ذرا تیز لہجہ کروں تو بدنام۔ اگر مجھے خبر نہیں خدا کو تو خبر ہے۔ مجھے دوسرا احتمال تھا ایک واقعہ سے دوسرا واقعہ معلوم ہوگیا۔ یہ خدا کی رحمت ہے اس کیلئے بھی اور میرے لئے۔

امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کا ایک عجیب واقعہ

ملفوظ ۱۴۶۔ فرمایا امام محمدؒ اور امام شافعیؒ نے ایک نمازی کو دیکھ کر ایک نے کہا لوہار ہے۔ اور ایک نے کہا بڑھئی پوچھنے سے معلوم ہوا دونوں پیشہ کرتا تھا۔ ایک پیشہ اب کرتا ہے کہاں تک فراست ہے۔ حکیم غلام مصطفیٰ صاحب نبض پکڑ کر بتلا دیتے ہیں نمازی ہے یا بے نمازی۔ یعنی بے دیکھے عورتوں کو اور سنا کہتے ہیں نمازی کی ہر چیز میں نور ہوتا ہے اس کا اثر نبض میں ہوتا ہے۔

ضروریات دین میں تاویل کرنا

ملفوظ ۱۴۷۔ فرمایا ضروریات دین وہ ہے جو عوام خواص سب جانیں ان کے دین ہونا۔ مثلاً نماز، حشر، صوم، صلوۃ، ان کا مؤول کافر ہے۔ قادیانی کفر سے نہیں بچ سکتا۔ تاویل ضروریات دین میں دافع کفر نہیں غیر ضروریات میں دافع کفر ہے۔ مثلاً انکار فلک بتاویل کواکب **کل ما علاک فھو سماء**۔

اللہ کے افعال کو بندے کے افعال پر قیاس کرنا

ملفوظ ۱۴۸۔ فرمایا مصائب سے خودکشی کرتے ہیں کہ عیش سے بھی خودکشی کرتے ہیں۔ ہر وقت ترقی کے خواہاں ہیں۔ آخر اس کی حد ہے جب کوئی نہ رہی پھر خودکشی کرتے ہیں۔ بخلاف

مومن کے وہ ہر وقت آرام سے ہیں۔ اگر دوزخ میں بھی جائے تو بھی آرام ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ **اماتھم اماتۃ** اور نیز جو تکلیف زائل ہونے والی ہے اس میں اتنی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ پھر اگر شیخ اکبر کے کشف کو بھی ملا لیا جائے کہ دوزخ میں مومنین پر نوم طاری ہوگی اس میں عجیب عجیب خوابیں دیکھیں گے کہ جنت میں ہیں۔ کبھی سیر و تفریح پھر یہ نوم کئی کئی سو برس کی ہوگی جب جاگیں گے تو عذاب میں دیکھیں گے۔ تو مومنین کے اوپر بڑے وقفات ہوں گے دوزخ میں حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے۔ مومنین پر ایک حالت طاہری ہوگی جنت دوزخ کا پتہ نہیں ملے گا مگر یہ ایک لحہ ہوگا۔ مولانا فرماتے تھے شیخ کی نظر یہاں تک پہنچی غلط سمجھ گئے میں نے نصوص کی شرح میں لکھ دیا۔ سہارنپور کے ایک مولوی صاحب کہتے تھے اللہ کی رحمت سے بہت بعید ہے کہ ہمیشہ کفار کو دوزخ میں رکھیں۔ میں نے کہا تمہارے افعال پر خدا کے افعال کو قیاس کرتے ہو؟ اپنی رحمت میں انفعال دیکھتے ہیں اس وجہ سے خدا کی رحمت کو اس پر قیاس کرتے ہیں۔ خدا انفعال سے پاک ہے۔ ایک صاحب نے کہا کفار کو غیر متناہی سزا کیوں؟ فرمایا کہ اس کم بخت کو اگر غیر متناہی حیات بھی ملتی تو کفر ہی کرتا اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو یوں ہی سمجھ لو کہ خدا کے افعال کی حکمت ہم کیا سمجھ سکتے ہیں جب کہ ہمارے افعال کی حکمت ہمارے نوکر نہیں سمجھ سکتے ہیں اور صاحب جب محبت ہو جائے سارے امراض جاتے رہتے ہیں۔

مرحبا ای عشق خوش سودائے ما
ای طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوانخوت و ناموس ما
اے افلاطون و جالینوس ما

اور اس سے اوپر

ہر کہ را جامہ ز عشق چاک شد
از کہ حرص وغیب کلی پاک شد

اور محبت پیدا ہوتی ہے اہل محبت کی صحبت سے

عشق آں شعلہ کو چوں بر فروخت
ہر چہ خبر معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند
در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت

ملفوظات حکیم الامت- جلد ۱۵-۶

رفت شرکت سوز کی صفت ہے۔ بمعنی عظیم اوران سب اشکالات کی جڑ ہے۔ علم وہ حل ہوا نہیں اور نہ ہوسکتا ہے۔ حیدرآباد سے اس مضمون کی ایک کتاب آئی تھی۔ میں نے لکھا ہمارے بزرگوں کی ممانعت ہے غور وخوض سے محیط است علم ملک بر بسیط قیاس تو بروے نگردد محیط

چہ شبہا نشستم در سیر گم که دہشت گرفت درسینم کہ قم

حضرت شیخ سعدیؒ کام کرنے والے آدمی ہیں اپنا مراقبہ بتلاتے ہیں۔

بڑے بڑے القاب لگانا چھوٹے ہونے کی دلیل ہے

ملفوظ ۱۴۹۔ فرمایا بڑے بڑے القاب لگانا دلیل چھوٹے ہونےکی ہے کہ اسکو کچھ آتا نہیں۔ متاخرین کیلئے بڑے القاب ہیں مگر متقدمین کیلئے نہیں کہتے ہیں۔ ”ابوحنیفہؒ نے یوں کہا“ ایک غیرمقلد نے ایک شخص سے کہا تمہارا مذہب کیا ہے۔ وہ بڑے تیز تھے کہا امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب پر ہوں۔ وہ بڑے جھلائے کہا جھلاتے کیوں دیکھئے بخاری شریف میں ہے۔ ”اللھم صل علی ال ابی اوفی“ میں نے تو حدیث پر عمل کیا۔ یہ تو فقہاء نے لکھ دیا کہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر کیساتھ کہا جاتا ہے۔ تو دیکھئے ہم کو منکر معلوم ہوتا ہے۔ ابوحنیفہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا۔ دیکھئے سب سے بڑا اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مگر وہاں مفرد کا صیغہ ہے کرتا ہے مارتا ہے۔ سوائے حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کے وہ جمع کے صیغے لاتے تھے وہاں ہی سے میں نے سیکھا۔

کشف وکرامت مدار کمال نہیں ہے

ملفوظ ۱۵۰۔ فرمایا اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی کہ ایماندار ہوں۔ کشف کرامت ہے کیا چیز۔ سنا ہے بزرگوں کو حیض الرجال کہا جیسے حیض کو عورت چھپاتی ہے۔ یہ بھی کرامت کو چھپاتے ہیں۔

رمضان کا مشغلہ

ملفوظ ۱۵۱۔ فرمایا کہ رمضان میں جی نہیں چاہتا ہے کہ فقیری کی باتیں ہوں۔ بلکہ وہ چیزیں ہوں جو خالص اور بین ہوں دین کی یہ اس پر فرمایا کہ ایک شخص رمضان میں آیا تھا۔ بیعت ہونے کیلئے۔

ایک عبرتناک واقعہ

ملفوظ ۱۵۲۔ فرمایا نکات رنگین ہوتے ہیں اور علوم سادہ سادہ۔ اب یہ کہ یہ علوم ہیں یہ

نکات اس کا سمجھنا بھی عالم ہی کا کام ہے۔ ایک مولوی صاحب ریل میں تھے۔ اس میں مولانا احمد حسن صاحب امروہی بھی تھے۔ چند نوجوان شریر لڑکے ایک اسٹیشن پر سوار ہوئے۔ مولوی صاحب کے سامان ایک طرف کر کے اپنا سامان پھیلا دیا۔ مولوی صاحب نے آکر پوچھا یہ کس نے کیا؟ لڑکوں نے کہا ہم نے کیا۔ مولوی صاحب نے کہا تمہیں کیا حق تھا۔ لڑکے نادم ہوئے چاہا بدلہ لینا مولوی صاحب سے مسئلہ پوچھنا شروع کیا وہ جواب دیتے رہے پوچھا کہ اگر اس جگہ ہو کہ چھ مہینے کے دن رات ہو نماز کیسے پڑھے؟ مولوی صاحب نے پوچھا کیا وہاں جاؤ گے۔ جواب تو ٹھیک دیا۔ لڑکوں نے قہقہہ لگایا مولوی صاحب کو لاجواب کر دیا۔ اس میں ایک انگریزی خواں نوجوان ثقہ آدمی بھی شریک ہوئے۔ اس کی شرکت سے مولانا کو گرانی ہوئی۔ لڑکے تو اتر گئے اس کے بعد مولانا اسکے پاس گئے۔ باتیں شروع کی کہاں جاؤ گے؟ کیا شغل ہے؟ کہا ملازمت' پوچھا کتنے گھنٹہ کا کام کرتے ہو۔ کہا چھ گھنٹہ۔ فرمایا اگر ایسی جگہ گورنمنٹ بھیج دیں جہاں چھ مہینہ کی دن رات ہے تو وہاں تنخواہ کا حساب کیسے ہوگا۔ کہا گھنٹہ کے حساب سے۔ فرمایا تم کو شرم نہیں آتی ہے قوانین گورنمنٹ کی تو اتنی وقعت کی کہ احتمالات آئندہ کے حکم خود ہی نکال رکھا اور شریعت کی اتنی وقعت بھی نہیں۔ اس نے کہا میں نے دل سے نہیں کہا تھا یوں ہی شریک ہو گیا تھا۔ فرمایا کہ اگر تمہارے والدہ ماجدہ پر فحش کی تہمت لگی اور اس کا تمسخر ہو کیا شریک ہو جاؤ گے؟ بہت ہی بری طرح خبر لی اس نے ہاتھ جوڑ کر سر مولانا کے قدموں پر رکھ دیا۔ مولانا نے فرمایا اس سے گرانی تو ہوئی مگر اس لئے کہ اچھی طرح کبر ٹوٹے سر ہٹایا نہیں۔ صاحب وہ بھی ایماندار تھا وہ بھی نماز کی بدولت۔

قطب الارشاد اور قطب التکوین میں فرق

ملفوظ ۱۵۳۔ فرمایا قطب التکوین چونکہ مامور من اللہ ہوتا ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ میں قطب ہوں۔ بخلاف قطب الارشاد کے وہ مامور ہے نہیں اس لئے معلوم ہونا بھی ضروری نہیں۔

الہام گو حجت قطعی نہیں

ملفوظ ۱۵۴۔ فرمایا الہام کے خلاف کرنے سے ضرر دنیوی ہوتا ہے۔ گو دینی نہ ہو اس پر

فرمایا ایک بزرگ اور ایک بزرگ سے ملنے کیلئے جانا چاہتے تھے۔ الہام ہوا مت جاؤ نہ مانے دو قدم چلے تھے ٹھوکر لگی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ بعد میں معلوم ہوا وہ بدعتی تھے اگر ملنے جاتے فتنہ ہوتا۔ الہام ظنی ہوتا ہے۔ مشہور ہے شیخ اکبرؒ کہتے ہیں بعض کشف قطعی ہے۔ مجھے تو کہیں ملا نہیں ہاں فتوحات میں یہ ہے کہ بعض کشف تلبیس سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ شاید اس سے لوگوں کو شبہ ہوا جب تلبیس نہیں تو حجت کیوں نہ ہو۔ میں نے کہا صحت کیلئے حجت ہونا ضروری نہیں اور اس کی اچھی مثال ہے کہ اگر اکیلا ایک شخص عید کے چاند دیکھے تو صحیح تو ہے مگر روزہ رکھنا ہوگا۔

حضرت خضر علیہ السلام کے الہام کے بارے میں فرمایا کہ میرے نزدیک اچھی توجیہ یہ ہے کہ جیسے ہماری شریعت میں قطعی کی تخصیص قطعی سے ہونے کے بعد پھر ظنی سے ہوسکتی ہے۔ شاید شرائع سابقہ میں یہ ہو کہ حکم قطعی کی تخصیص ابتداء حکم ظنی سے جائز ہو الہام حکم ظنی ہے اور لاتقتلو انفسا زکیۃ یہ حکم کلی ہے۔

صاحب قبر سے فیض حاصل ہونا

ملفوظ ۱۵۵۔ فرمایا عادت یہ ہے کہ قبر سے فقط تقویت نسبت کا فیض ہوتا ہے مگر خرق عادت سے کل فیوض ہوسکتے ہیں۔ میاں جیؒ کے ملفوظ کی توجیہ میں فرمایا۔ غالباً ملفوظ یہ ہے کہ حاجی صاحب کو تسلی دینے کے وقت فرمایا کہ میری قبر سے بھی وہی فیض ملے گا جواب ملتا ہے۔

اختلاط امارد

ملفوظ ۱۵۶۔ فرمایا مولاناؒ نے بنے ہوئے صوفیوں کی حالت لکھی ہے۔ الخیاطت واللواطت والسلام۔ یہ میں نے شاہ جہاں پور دیکھا۔ سب صوفیوں کے ساتھ ایک حسین لڑکا ہے۔ یہ نالائق مضل بھی ہے اس سے عوام محققین سے بھی بدگمان ہوگئے۔ سمجھ گئے سب ایسے ہیں فیوض و برکات سے محروم ہیں یہ بڑی خرابی ہے۔

استفادہ کیلئے زندہ بزرگ کی صحبت

ملفوظ ۱۵۷۔ فرمایا فیوض قبور جائز تو ہے مگر انفع اور مرغوب نہیں۔ ان کے (صوفیہ کے)

مذاق یہ ہے ”گربہ زندہ شیر مردہ سے بہتر ہے“ یعنی زندہ پیر خواہ ناقص ہو فاسق تو نہ ہو مردہ پیر سے خواہ اکمل ہو بہتر ہے۔ راز یہ ہے کہ زندہ تو تعلیم کرتا ہے اور وہاں (قبر) سے تعلیم ہوتی نہیں بلکہ دوام بھی نہیں ہوتی ہے اور تعلیم سے ممکن ہے کہ اس مردہ پیر سے بڑا ہو جائے اور یہ کیفیت قبر تک رہتی ہے پھر چھین جاتی ہے تو اقوی اور ادوم زندہ کے پاس رہنا ہے۔

کن لوگوں کو ایصال ثواب زیادہ مفید ہے

ملفوظ ۱۵۸۔ ارشاد فرمایا عام لوگوں کو ثواب پہنچانے سے خواص کو ثواب پہنچانا اس نیت سے کہ خدا کے محبوب ہے ان کو نفع ہونے سے خدا راضی ہونگے بہتر ہے۔ ”**لا یاکل طعامک الا تقی**“ اس سے معلوم ہوتا ہے خواص کو نفع پہنچانا زیادہ مفید ہے عوام کو ثواب رسائی مفید ہے مگر اس نیت سے نہ کرے کہ ان کو نفع پہنچانے سے اللہ تعالیٰ زیادہ نفع پہنچائیں گے۔ یہ خلاف سنت ہے یہ مراد نہیں کہ مخالف ہے بلکہ زائد علی السنۃ ہے۔

”وسیلہ“ کیا ہے اور اس کا مستحق کون ہے؟

ملفوظ ۱۵۹۔ ان کو محتاج سمجھ کر ہدیہ نہ دینا چاہئے کہ اگر ہم خدمت نہ کرتے ہیں یوں رہتے بلکہ یوں کہے کہ ہم ممنون ہیں۔ جو قبول فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”**صلوا الله لی الوسیلة**“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وسیلہ ایک درجہ ہے ایک شخص کو ملے گا تم میرے لئے دعا کرو وہ درجہ ہمیں ملے بعض لوگوں نے کہا چونکہ نص قطعی سے ثابت نہیں کہ وہ درجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ملے گا لہٰذا اگر کوئی اپنے لئے مانگے کچھ حرج نہیں اور شیخ اکبرؒ نے کہا کہ اگر بے مانگے بھی ہمیں مل جائے تو ہم تو حضور ہی کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کیلئے درخواست دے چکے اب ہم کو لینا بے ادبی ہے۔ بے چارے صوفیہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اس کی ابتداء تو کم فہمی ہے پھر بغض ہو گیا۔ نہ فقراء سے بغض چاہئے نہ امراء سے۔ اس بلا میں بہت مدعی صوفی مبتلا ہیں مذاق لوگوں کی مختلف ہے۔ ”**فلیا کل فقیرا او غنیا**“ دونوں کی رعایت کی علی خواص نے لکھا اہل تحقیق امراء کی تعظیم اس نیت سے کرتے ہیں کہ یہ مظہر ہے صفت غنی کا اور میں ایک نکتہ سمجھا کہ فقیر بھی مظہر ہے۔ صفت غنی کا۔ ضد سے معرفت ہوئی ”**الاشیاء تعرف باضد**

ادھا‘‘ ایک تفسیر بھی ہے۔ ’’من عرف نفسہ فقد عرف ربہ‘‘ کی یعنی جب نفس کے نقائص نظر آئیں گے اس وقت کمالات خداوندی نظر آئیں گے۔

سلب نسبت کا حکم

ملفوظ ۱۶۰۔ فرمایا سلب نسبت کرنا حرام ہے کیونکہ ضرر دین ہے ہاں اگر ایسی چیز کو سلب کرنا جس سے اس کے دین کو نقصان ہو وہاں تو ثواب ہے۔ مثلاً شدت شوق ہے یا ناز بڑھ کر کسی کی تحقیر کرلے۔ نانا صاحب کو بہت قلق تھا۔ حافظ غلام مرتضٰی صاحب نے کیفیت سلب کرلی تھی کیونکہ بال بچوں کے حقوق میں کمی آنے لگی تھی۔ موت کے وقت حافظ صاحب نے توجہ کی پھر وہ نشاط ہو گیا۔ بڑا جوش خروش تھا۔ کہتے تھے میرے پاس دو شانیں ہیں جلالؔ و جمال کی سکون کے ساتھ موت ہوئی۔ یہ ایک حرارت ہے نشاط کی غرض اگر مفضی الی الشرارت نہ ہو تو جائز ورنہ حرام ہے۔

ولایت خاصہ کیلئے کیا لازم ہے

ملفوظ ۱۶۱۔ ارشاد فرمایا ولایت خاصہ کیلئے دو چیز لازم ہے کثرت ذکر اور دوام طاعت استفسار پر فرمایا دیکھئے ذکر کر کے دوام ہو نہیں سکتا۔ آخر سونا کھانا بھی ہے اور معصیت سے بچ سکتا ہے ہمیشہ جب معصیت ہو گی اس وقت ولایت خاصہ نہ رہے گی مگر بعد توبہ پھر لوٹ آئے گی اور کبھی بعد التوبہ کی حالت قبل المعصیۃ کی حالت سے بڑھ جاتی ہے جیسے تندرست کو زکام ہو گیا ایک گھنٹہ بعد جاتا رہا۔ پھر بھی عوام سے اچھا ہے اور مراد وہ گناہ ہے جو قصداً ہو اور اگر خطاء ہو معاف ہے خطا اور نسیان پر مواخذہ خلاف عقل نہیں کیونکہ ان کے مقدمات سب اختیاری ہیں مگر خدا کی رحمت ہے اتنی غفلت کو معاف کیا یہ مثنوی میں ہے مسائل پہلے سے معلوم ہو تو منطبق کرلے۔ یہ بہت زیادہ سمجھ کی دلیل ہے۔ باقی مسائل اس سے نکال نہیں سکتے۔ اس سے مسائل نکالنا جائز نہیں ہر شخص کو۔ خود مولانا فرماتے ہیں۔

معنی اندر شعر باضبط نیست چوں فلاں سنگ ست آنرا ضبط نیست

سوال پر فرمایا صغیرہ سے بھی نسبت زائل ہو سکتی ہے۔ ہو جاتی ہے۔

ہم بھی اہل حدیث ہیں

ملفوظ۱۶۲۔ فرمایا ہم عامل بالحدیث معنی ہیں جو امام ابوحنیفہؒ نے سمجھا اسی تفسیر پر عامل ہوں۔

اجتہادی غلطی کی سزا

ملفوظ۱۶۳۔ فرمایا اجتہادی غلطی کی سزا دنیا میں ممکن ہے گو آخرت میں نہ ہو جیسے میں نے کہا الہام کی مخالفت کی سزا کا قصہ بیان کیا تھا۔

سوال کیا گیا کہ اگر کسی نے معصیت نہ کی ہو اور کوئی بزرگ بددعا کرے تو اس پر نقصان پڑتا ہے فرمایا ممکن ہے یوں توافق ہو گیا اس پر یہ ہونے والا تھا ہو گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض جرائم ظاہر میں معلوم نہیں ہوتے ہیں مگر واقع میں بڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ کسی کتاب کی تلخیص کی ممکن ہے جو باقی رہ گیا ہو وہ زیادہ نافع ہو۔

تہجد کی نیت کیسی ہو

ملفوظ۱۶۴۔ تہجد کی نیت کے متعلق ایک شخص نے پوچھا فرمایا نیت میں نفل یا سنت دونوں جائز ہے مگر زیادہ بہتر ہے سنت کا لفظ' کیونکہ مواظبت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

وعظ سے نفور ہونے کی وجہ

ملفوظ۱۶۵۔ فرمایا وعظ سے جو نفور ہوا سوچنے سے معلوم ہوا کہ کام کی بات تو مختصر ہی ہے۔ مالہ وماعلیہ سے طویل ہو جاتا تھا۔ اب طبیعت فضولیات سے الگ رہنا چاہتی ہے خیر اس مرض سے بھی نجات ملی۔

کچھ علمی باتیں

ملفوظ۱۶۶۔ لئن قدر اللہ علی الحدیث معلوم ہوتا ہے کہ اس کو نفی قدرت تو معلوم ہے مگر اس کی حد معلوم نہ تھی۔ اس سے قبل فرمایا تھا یہ بہائم میں ادراک تو نہیں ہے اور مجانین حمقاء میں اسباب ادراک مختلف ہیں۔ **این اللہ۔ قالت فی السماء مقصود نفی الھہ** ارض ہے اور یہ طبعی بات ہے ہر شخص کو فوق ہی معلوم ہوتا ہے۔ اگر بے تکلف زمین کا خیال کرے رہتا نہیں نماز میں' دعا میں ہر حالت میں فوق ہی خیال ہوتا ہے۔

”فعلیہ بالصوم“ کی تحقیق

ملفوظ ۱۶۷۔ فرمایا ایک شخص نے شہوت کی شکایت کی ایک مولوی صاحب میرے پاس بیٹھے تھے انہوں نے مبادرت کی اس سے کہا روزہ رکھو اس نے کہا میں نے روزہ بھی رکھا کچھ نہ ہوا وہ چپ ہو گئے۔ میں نے کہا کثرت سے رکھو اور اول تو تجربہ ہے۔ دوسرا یہ کہ حدیث میں آیا ہے **فعلیه بالصوم علی لزوم** کیلئے ہے اور لزوم عملی دوام سے ہوتا ہے۔

فضیلت جوع

ملفوظ ۱۶۸۔ فرمایا جوکی جو فضیلت آئی ہے اس کی یہ مراد نہیں کہ کھانا سامنے آئے اور نہ کھائے بلکہ مراد یہ ہے۔ (غالباً کسی وعظ کے حاشیہ میں ہے) حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور ملا علی قاریؒ نے لکھا کہ مقدار میں کم نہ کرنا بلکہ فصل طویل کر دینا۔ مثلاً دو وقت کھاتا تھا۔ اب ایک وقت کر دیا اور دوسری توجیہ میرے خیال میں یہ ہے کہ اگر کھانا نہ ملے بھوکے رہیں جزع فزع نہ کرے یہ نہیں کہ کھانا ہوتے ہوئے بھوکے رہیں اور اصل فضیلت تو تشبہ بالملئکۃ سے ہوتا ہے ان کو نہ بھوک ہے نہ کسلی گرانی ہے زیادہ کھانے سے اور ایک راز ہے اصل چیز تشویش سے بچنا ہے بھوک سے تو تشویش ہوتی ہے اور زیادہ شبع سے بار بار کسل ہوتا ہے اس میں بھی تشویش ہے۔

ایک جنٹل مین کا واقعہ

ملفوظ ۱۲۹۔ ایک روز ایک جنٹل مین آیا۔ اسباب ایک جگہ رکھ کر حکیم ہاشم کی تلاش میں چلا گیا۔ حضرت نے پوچھا یہ کون آیا تھا کہاں ہے؟ عرض کیا گیا وہ باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں آ کر اسباب لے کر چل دیا۔ حضرت نے نہیں دیکھا تھا پوچھا کیا وہ آ گیا؟ عرض کیا گیا وہ تو چلا بھی گیا۔ فرمایا نہ سلام نہ کلام۔ فرمایا یہ امور ہیں تہذیب کے خلاف۔ دوسرے کو وحشت ہوئی۔ وحشت اذیت ہی کے فرد ہے نہ ملے کچھ نہ کہا۔

حضرت حاجی صاحبؒ کا فیصلہ

ملفوظ ۱۷۰۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا فقہائے ظاہرہ اور صوفیہ میں اگر اختلاف ہو تو

فیصلہ میرا یہ ہے کہ اگر وہ مسئلہ ظاہر کا اہل ظاہر کا اتباع کرنا چاہئے اور اگر باطن کا ہے تو اہل باطن کا۔

نوکری کیلئے وظیفہ

ملفوظ ۱۷۱۔ ارشاد فرمایا نوکری کیلئے ''یا لطیف'' بعد عشاء گیارہ سو مرتبہ اول آخر درود شریف، یہ بزرگوں سے پہنچا ہے باقی عامل تو ہوں نہیں، دلجوئی کیلئے کہہ دیا۔

رسوم بند کرنے کیلئے گھریلو وعظ

ملفوظ ۱۷۲۔ فرمایا یہاں رسوم بہت تھے۔ بہت وعظ ہوا لوگ اعتراض کرنے لگے مجھے خبر ہوگئی اس چرچہ کا، میں نے جامع مسجد میں بعد دعا کے وعظ کہا کہ میں وعظ چھوڑتا ہوں جب آپ لوگوں کو رنج ہے اس میں میرا کوئی نفع نہیں آپ ہی لوگوں کا نفع ہے اسراف اور گناہوں سے بچیں گے۔ لوگوں نے پاؤں پکڑ لئے معافی مانگی میں نے کہا اچھا ایک صورت ہے اب گھروں میں وعظ کہوں گا۔ ایسا ہی کثرت سے وعظ ہوئے۔ بڑا نفع ہوا اب کوئی رسم نہیں رہا۔

کثرت مہر کا نقصان

ملفوظ ۱۷۳۔ کسی نے سوال کیا کہ ایک عورت کا مہر ۲۵ پچیس لاکھ روپیہ کا تھا اب مرد نہ طلاق دیتا نہ گھر لاتا ہے۔ جواب ارشاد ہوا۔ عدالت سے استغاثہ کی صورت ہو تو جبراً طلاق دیا جائے اور اگر مرد کو مہر کا خوف اور عورت کو مہر معاف کرنے سے عدم طلاق کا خوف ہو تو جانبین کی رعایت کی یہ صورت ہے کہ مرد کہے اگر عورت نے مہر معاف کردی تو میری طرف سے طلاق ہے یا تو میں طلاق دیتا ہوں اس صورت میں عورت کے مہر معاف کرتے ہی طلاق ہو جائے گی۔

تعویذ کھول کر نہ دیکھنے کا راز

ملفوظ ۱۷۴۔ فرمایا تعویذ کھول کر دیکھنے سے اثر جانے کی وجہ قوت خیالی کا ضعیف ہو جانا ہے۔ خیال کو اس میں بڑا دخل ہے مصر کے ایک عالم نے کسی بزرگ سے درد کی ایک تعویذ لیا جب رکھا درد زائل ہوگیا۔ کئی دفعہ کے بعد کھول کے دیکھا کہ کام کی چیز ہے۔ دیکھنا چاہئے۔ اس میں بسم اللہ لکھا تھا۔ اعتقاد ضعیف ہوگیا۔ پھر بہت باندھا نفع نہ ہوا اور سیر میں ہے ہرقل نے حضرت عمرؓ سے ایک تعویذ مانگا۔ آپ نے بسم اللہ لکھ کر ٹوپی میں سی کر بھیجا۔ جب سر میں

رکھتا اچھا ہو جاتا۔ پھر کھول کر دیکھا بسم اللہ لکھا ہوا ہے۔ مگر سوء اعتقاد نہ ہوا ارکان دولت سے کہا کیسا پاکیزہ مذہب ہے جس کا ایک جزو کا یہ اثر ہے کل کا کیا اثر ہوگا۔ طب میں بھی خیال کا اثر ہے۔ طبیعت دافعہ ہے۔ جب اس میں قوت ہو جائے اچھا ہو جاتا ہے۔ نفیس میں ہے کسی بیمار کا محبوب سامنے آ گیا اچھا ہو گیا کیونکہ طبیعت قوی ہو گئی۔ دیوبند میں عبدالعزیز نام کے ایک طالب علم تھا مالی خولیا ہو گیا تھا۔ اس کو ایک دفعہ خیال ہو گیا کہ سر نہیں ہے حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ اس کے پاس گئے اور جوتا سے علاج شروع کیا۔ جوتا مارتے ہی وہ چلاتا ہے۔ مولانا فرماتے تھے بتلا سر ہے؟ کہا' ہے مولیٰ بخش اور جوتا علاج تھا۔ اطباء بھی بعض دواء کے اجزاء نہیں بتلاتے ہیں تاکہ ضعف اعتقاد نہ ہو میں کہتا ہوں کہ اگر طب جسمانی میں اور طب روحانی میں مجتہد نہ ہو تو اس کا علاج نہ کرنا چاہئے۔

توجہ کا مدار طلب پر ہے

ملفوظ ۱۷۵۔ فرمایا (شیخ کی) توجہ تو ہوتی ہے طلب سے کمالات سے توجہ نہیں ہوتی ہے طلب اگر ہو اور کمال ایک بھی نہ ہو زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ اس سے کہ کمالات تو ہو مگر طلب نہ ہو۔

حضرت گنگوہیؒ کے متعلقین کی شان

ملفوظ ۱۷۶۔ حضرت گنگوہیؒ کے متعلقین میں عجیب شان ہے گویا اول ہی ملاقات میں کامل کر دیتے ہیں۔ بڑے خلوص اور فہیم ہوتے ہیں بس ان کی شان میں وہی پڑھتا ہوں جو حضرت سلطان نظام الدینؒ نے گیسو دراز کے بارے میں کہا تھا۔

ہر کہ مرید گیسو دراز شد
نیست کہ او بزرگ شد یا پاک باز شد

گول مول بات بڑی تکلیف دہ ہے

ملفوظ ۱۷۷۔ فرمایا آج کل تو تمام حقوق تعظیم میں منحصر ہے یہ نہایت موذی ہے۔ الٹے پاؤں ہٹنا۔ آگے نہ چلنا' کھڑا ہو کر کہنا' میں کہتا ہوں کہ انسان کا طریقہ افہام ہے نہ کہ ابہام اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ گول مول بات بڑی تکلیف دہ ہے۔

ظاہر و باطن ایک دوسرے میں مؤثر ہے

ملفوظ ۱۷۸۔ فرمایا جیسے باطن مؤثر ظاہر میں ہے ظاہر بھی موثر باطن میں ہے۔ اگر بار بار مردہ بزرگ سے کہا جائے کہ دعا کیجئے اولاً تو یہ ثابت نہیں کہ اس کی فرمائش کی دعا وہ بزرگ کبھی کرتے ہیں۔ فضول اضاعت وقت ہے اور دوسری خرابی یہ ہے کہ ایسے بار بار کرنے سے فساد عقیدہ کی نوبت آجاتی ہے۔ جو عقیدہ عوام کا ہے وہی ہو جاتا ہے اور عوام کو بگڑ جانے کی خرابی اور ہے۔

مولانا مظہر صاحبؒ کی کرامت

ملفوظ ۱۷۹۔ فرمایا جناب مظہر صاحبؒ نے موسم گرمی میں پنکھا دیا کہ یہ لے جاؤ۔ انکار کیا مولانا نے بار بار اصرار کیا۔ خیر لے لیا گاڑی میں۔ آدمی بہت تھے۔ سب بلاتے ہیں میاں ادھر آؤ ادھر آؤ مجھے اس وقت خیال ہوا کہ مولانا کی کرامت ہے۔ آج کل پنکھا ہاتھ میں لے کر چلنا بھی تو عیب سمجھا جاتا ہے۔

اہل باطل کے ساتھ کلام کرنے سے حال بدل جاتا ہے

ملفوظ ۱۸۰۔ فرمایا اہل باطل کے ساتھ کلام کرنے سے کیفیت اور حال بدل جاتا ہے پہلے جیسا رسوخ نہیں رہتا۔ لہٰذا مناظرہ سے بہت بچنا چاہئے۔ حدیث میں ہے۔ دجال سے الگ رہنا چاہئے۔ پھر فدا حسین مولانا عبدالعزیز صاحب کے شاگرد جو مناظرہ کیلئے گئے تھے۔ ان کو گمراہ کرنا یہاں فرمایا۔ یہ بڑا مسخر تھا مگر مولانا اسماعیل صاحب سے ڈرتا تھا۔ مریدوں کے پوچھنے پر کہا ہم تو شاہزادہ ہیں وہ کوتوال ہے۔ وہ صاحب منصب ہے۔ شاہزادہ بھی رات کو بے روشنی نکلے پکڑ لے گا۔ اس وقت مزاحمت نہ چاہئے وہ بغاوت ہے گو بادشاہ یہاں سے جانے سے چھوڑ دے گا۔

ایک مجذوب کا عجیب واقعہ

ملفوظ ۱۸۱۔ اور ایک مجذوب کا قصہ اس نے مجھ سے کہا مولوی جی جب درود پڑھتا ہوں منہ میٹھا ہو جاتا ہے اور کہا یوں ہی نہیں کہتا۔ سچ مچ جیسے مٹھائی کھالی۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے کہا ان کا ایک کتا تھا۔ کسی مولوی صاحب نے کتا رکھنے سے منع کیا کتا سے

خطاب کر کے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتا پالنے سے منع کیا چلا جا۔ اسی وقت چلا گیا، پھر اس شہر میں بھی نہ دیکھا گیا خشیت کا بہت غلبہ تھا۔ ان کی بات سے سننے والوں کا دل پھٹا جاتا تھا۔ ان کے مرنے کے بعد مسکرانے کی حالت تھی اور بھی بعض اہل خشیت کو مرنے کے بعد دیکھا گیا کہ مسکرا رہا ہے۔ میری تائی بہت خائف تھی مرنے کے بعد سب کو معلوم ہوا کہ مسکرا رہی ہے اور حضرت نے بار بار فرمایا (ناقل غالباً مولوی عبدالکریم صاحب ہے) شاہ لطف رسول مرحوم کے قبر کے بارے میں کہ ایسا حسین قبر نہیں دیکھا گیا گویا سیمنٹ لگا ہوا ہے یوں سنا ہے کہ جب سہ دری بنی اور ہم لوگ گئے تھے شاہ صاحب نے اس وقت دعا کی کہ جو یہاں مدفون ہے اس کی مغفرت ہو اور سب سے پہلے میرا ہی دفن ہو (ایسا ہی ہوا) فرمایا اس قبرستان میں جی تو بہت لگا کرتا ہے۔

ہر وقت قبر یاد رہنے سے عبرت نہیں رہتی

ملفوظ ۱۸۲۔ ارشاد فرمایا قبر کن قاسی القلب ہوتا ہے ہر وقت کی ملابست سے ڈر رہتا نہیں۔ ''لاتجعلوا بیوتکم قبورا'' کی ایک محمل یہ بھی ہے ہر وقت قبر یاد رہنے سے عبرت نہیں ہوتی ہے۔

ایک عجیب نکتہ

ملفوظ ۱۸۳۔ الزانیة والزانی فاجلدوا ' والسارق والسارقة فاقطعوا تقدیم کے بہت عجیب نکتہ بیان فرمایا۔ سب سے بڑھ کر حضرت مولانا نے فرمایا مقام تقبیح کا ہے تو ایسی وجہ ہونی چاہئے جس سے تقبیح زیادہ ہو۔ تو سرقہ حاجت سے ہوتا ہے اور مرد قوی ہے اس پر کیا مار پڑی جو چوری کرتا ہے تو اس میں قباحت زیادہ ہے اس لئے سارق کو سارقہ پر مقدم کیا اور زنا میں حیا مانع ہے اور مرد سے عورت کو حیا زیادہ ہوتی ہے پس حیا کے زیادہ ہوتے ہوئے اس سے ایسا فعل ہونا زیادہ مستبعد ہے۔

وفادار ناقص اور بے وفا کامل کا فرق

ملفوظ ۱۸۴۔ فرمایا وفادار ناقص اچھا ہے بے وفا کامل سے یہ اس پر فرمایا کہ جب گنگوہ

میں دورہ شروع ہوا۔ تو اکثر لوگ حضرت مولانا گنگوہیؒ کی خدمت میں چلے گئے تھے میں نہیں گیا پہلے تو اساتذہ سے عشق ہوتا تھا۔ میرٹھ ایک حافظ جی سے پڑھتا تھا۔ کھانا باہر سے منگاتا تھا تاکہ حافظ جی کو زیادہ کھانے کو ملے حالانکہ مارتے پیٹتے تھے مگر محبت تھی۔

خلوص کے ساتھ چار پیسہ بھی ملے لے لے

ملفوظ ۱۸۵۔ فرمایا بہاولپور مجمع وعظ میں ایک شخص نے چار پیسہ دیا لے لیا۔ کیونکہ اس میں خلوص تھا اور یہ وعظ کا معاوضہ ہو نہیں سکتا۔

جانوروں کیلئے دعا کرنا کیسا ہے

ملفوظ ۱۸۶۔ فرمایا جانوروں کیلئے دعا کرنا مثلاً اللہ بہائم کو آرام سے رکھیو۔ یہ دعا مطلوب نہیں ناجائز تو ہے نہیں مگر جی کو لگتی نہیں ابتلاء عام کے بعد کچھ حرج نہیں اور خاص کسی کے جانوروں کے لئے دعا کرنا حقیقت میں صاحب جانور کیلئے دعا ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ کا ایک معمول

ملفوظ ۱۸۷۔ فرمایا احسان کا بہت اثر مجھ پر ہوتا ہے اگر کسی نے کوئی احسان کیا تو موقع پر احسان کرنا لازم سمجھتا ہوں۔ پس اگر قابل رعایت نہ ہو یعنی رعایت اس کیلئے مضر ہو تو اس لئے دوسروں سے حتی الامکان کام نہیں لیتا۔ یہ ان لوگوں سے جن سے تکلف ہے اور بے تکلف والوں سے یہ بات نہیں۔

کان پور کے ایک رئیس کا واقعہ

کانپور کے رئیس کا واقعہ جو حضرت معاویہؓ سے انقباض تھا وہ واقعہ بیان فرمایا۔ اس نے دلیل پیش کی حدیث میں ہے۔ من سب اصحابی فقد سبنی میں نے کہا یہ ایسا ہے جیسے کہتے ہیں میرے بیٹوں کو تو کانپور دیکھے آنکھ پھوڑ دوں گا۔ ظاہر ہے اس سے مراد غیر بیٹا ہے۔ ایسا ہی یہاں حدیث میں بھی غیر صحابی مراد ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے علماء ذہانت سے جیتتے ہیں میں نے کہا غباوت سے جیتوں۔ بڑے شرمندہ ہوئے پھر ان کی دلجوئی کیلئے طشتری لکھوا کے مانگتا تھا تاکہ انشراح ہو وہ عامل تھے۔ پھر تو بڑی محبت ہوگئی۔

صاف گوئی کی حکمت

ملفوظ ۱۸۹۔ فرمایا آج کل صاف بولنا صاف معاملہ عیوب میں شمار کیا جاتا ہے اس کا نام روکھا پن رکھا فرمایا گول بات سے مجھے تکلیف ہونے کیوجہ یہ ہے کہ تقاضا ہوتا ہے کہ کام کرنے کا اور کام ہوتا ہے حاجت معلوم ہونے سے اور علم صاف بیان سے ہوتا ہے محض قرائن پر اکتفاء کرنے سے ندامت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے گول مول بات کہی میں نے کہا آیئے بیعت ہو جایئے۔ انہوں نے کہا میرا مقصود بیعت نہیں ہے مجھے بڑی شرمندگی ہوئی کہتے ہوں گے لپٹتے ہیں۔ مولوی شبلی عبا قبا پہن کر ایک رئیس سے ملنے گئے اس نے ایک گنی رکھ دی انہوں نے کہا میں سائل نہیں ملنے کیلئے آیا۔ تو قرائن پر عمل کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔

حضرت تھانویؒ کا حدیث کی اجازت لینے کا واقعہ

ملفوظ ۱۹۰۔ فرمایا حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب کہیں سے آرہے تھے کانپور اسٹیشن پر گئے گھنٹہ کیلئے ٹھہرے۔ مجھے خبر ہوگئی زیارت کی۔ حدیث کی اجازت لی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی چہل حدیث سنائی بالکل سادہ لباس تھا دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی عالم نہیں۔

جاہ کو آلہ نفع بنانا

ملفوظ ۱۹۱۔ غیر مسلم کے احسان کا تحمل نہیں ہوتا ہے غیرت آتی ہے۔ ایک بنیا نے ایک بزرگ سے کہا تھا کہ دوسروں کیلئے تو یہ ہے آپ کیلئے یہ ہے آپ بزرگ ہیں۔ رونے لگے کہ بزرگی کی یہی دام اور مولانا احمد علی صاحب سے ایک دکاندار نے کہا آپ سے نفع نہیں لیتا۔ فرمایا چلو۔ یہاں سے نہ لینا چاہئے کیونکہ اگر جھوٹا ہے تو ہم کو بناتا ہے جھوٹا کے یہاں سے نہ لینا چاہئے اور اگر سچا ہے تو مسلمان کا نقصان نہ کرنا چاہئے۔ بازار میں تو نفع ہی کیلئے بیٹھا ہے کہاں تک نورانیت تھی عقل کی۔ کسی فلسفی کا دماغ یہاں تک نہیں پہنچ سکتا یہ حضرات عجیب تھے جاہ کو آلہ نفع نہ بنانا چاہئے۔

کیمیا کی وجہ تسمیہ

ملفوظ ۱۹۲۔ حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ نے کیمیا کے محبوب ہونے کی وجہ یہ فرمایا کہ دو چیزیں محبوب ہیں۔ جاہ اور مال اور ہر ایک بدون دوسرے کے خرچ کئے حاصل نہیں ہوتا۔ جاہ حاصل کرنا ہو تو

مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جب ہوتی ہے جاہ۔ اسی طرح مال بغیر جاہ خرچ کیے ملتا نہیں اور ان دونوں کا مجموعہ ہے کیمیا۔ اس میں ذلت نہیں ہوتی ہے۔ دو محبوب جمع ہوگئے اس لئے محبوب ہے۔

روپوشی کیلئے قریبی مکان یا جگہ زیادہ مناسب ہے

ملفوظ ۱۹۳۔ ایک دفعہ فرمایا اگر کسی دشمن سے چھپنا ہو قریب جا کر چھپ جائے قریب کوئی ڈھونڈتا نہیں اور کوئی حکیم بھی (قریب ہو) تو اس کے حکیم ہونے کی خبر نہیں ہوتی ہے اور ماخذ اس کا غار حرا فرمایا وہ قریب تھا۔ ایام غدر میں حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ تین دن تک روپوش تھے۔ کسی نے کہا مولانا خائف تھے یا نہ اگر نہیں تھے تو اس وقت کیوں چھپتے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین دن غار حرا میں پوشیدہ تھے۔ سبحان اللہ ایسی مصیبت کے وقت بھی تو ان دقائق پر نظر تھی۔

مکہ و مدینہ میں برکت کا سبب

ملفوظ ۱۹۴۔ ہندوستان میں اناج روپیہ میں زیادہ آتا ہے۔ بہ نسبت مکہ مکرمہ کے مگر برکت اس کم مقدار میں زیادہ ہے اور مدینہ شریف کی برکت کے واقعہ فرمایا کہ وہاں پر دیکھا کھانا جتنا کم پکایا پھر بھی بچتا تھا۔ کیوں نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کیلئے دعا فرمائی اور مکہ مکرمہ کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی پھر کم نہ کیا امتحان بے ادبی ہے۔

حضرت علیؓ سے کسی نے کہا کہ اگر وقت سے پہلے نہ مرو گے تو اس چھت سے گرو۔ فرمایا عقیدہ تو یہی ہے مگر خدا کا امتحان لینا بے ادبی ہے جیسے رسول کا امتحان لینا بے ادبی ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کا ایک عجیب فیصلہ

ملفوظ ۱۹۵۔ حضرت حاجی صاحبؒ کا فیصلہ ہے زندگی مکہ مکرمہ کی اچھی ہے اور موت مدینہ کی اچھی ہے اس کا مجمل بیان یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں تضاعف حسنات کا ہوتا ہے اور وہ حیات میں ہوتا ہے اور مدینہ میں شفاعت کی احادیث ہے۔ اسی فیصلہ پر احادیث چسپاں ہے۔ ''من حج ولم یزرنی فقد جفانی'' یہ چہل حدیث مفتی عنایت الٰہی خان صاحب کے ایک بچہ کا امتحان لیا۔ پہلی حدیث میں جب بشیر الدین غیر مقلد قنوجی نے کہا کہ بے ہودہ استدلال کرتے ہیں۔ ملامت تو جب ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے اور زیارت نہ کرتے پھر دوسری حدیث پڑھی اس میں ہے قبر کی زیارت مثل زیارت حی کے ہے

ایک مولوی صاحب نے کہا دیکھئے دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دے دیا۔ وہ بہت چپ ہوئے۔

آزادی کے متعلق ایک سوال اور جواب

ملفوظ ۱۹۶۔ فرمایا آج کل سوال کیا جاتا ہے کہ آزادی کی کوشش کیسی ہے میں تو اکثر جواب دیتا ہوں کہ تفصیل لکھو۔ مگر اس جواب کا عنوان یہ ہے کہ دیکھنا چاہئے آزادی کس چیز سے کراتے ہیں اگر خیر سے آزادی کراتے ہیں تو شر اگر شر سے آزادی کراتے ہیں تو خیر اور آگے خیر کی تعمیم ہے۔ اضافی شر سے۔ یہ متن جواب کا۔ یہ جواب آج صبح جنگل میں قرآن پڑھتا جارہا تھا سمجھ میں آیا۔

اذان اول سے حرمت بیع پر ایک اشکال اور اس کا جواب

ملفوظ ۱۹۷۔ اور ایک اشکال ہے اذان اول سے حرمت بیع کے ثبوت آیت سے تو نہیں پھر کیسے لکھتے ہیں کتابوں میں لقولہ تعالیٰ اذا نودی للصلوۃ الخ اگر کہا جائے عموم الفاظ کا اعتبار ہے۔ مورد کا لحاظ نہیں تو اس میں بہت پرانا شبہ ہے عموم میں یہ قید ہونا چاہئے کہ مراد متکلم سے متجاوز نہ ہو۔ جیسے لیس من البر الصیام فی السفر علماء اس کو عام نہیں لیتے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہر سفر نہیں بلکہ جہاں مشقت ہو میں ایک دفعہ مرادآباد گیا وہاں بیان ہوا اس میں اس بات کو بھی ذکر کیا بیان میں شاہ صاحب مفتی صاحب بھی تھے اس کے بعد شوکت باغ گیا۔ مولوی قدرت اللہ صاحب نے اس قاعدہ کے متعلق سوال کیا۔ شاہ صاحب نے کہا ابھی تم نے سنا نہیں اس قاعدہ کی تحقیق اس میں یہ قید ہے پھر تو اور کسی کی موافقت کی ضرورت نہیں اور اصولین نے لکھا کہ اصول فروع سے نکالا گیا تو جب اذان یہی (ثانی) تھی نزول کے وقت تو ذوق تو یہی ہے کہ ثانی مراد ہے لہٰذا اس سے استدلال کرنا حرمت بیع پہلی اذان سے ثابت ہے۔ اس آیت سے ٹھیک نہیں۔ پس جواب یہ ہے کہ استدلال دو قسم کے ہیں یعنی آیت سے استدلال کرتے، ایک تو بواسطہ اور ایک بلا واسطہ اور اذان اول میں دراصل قیاس کیا گیا۔ ثانی اذان پر بوجہ اشتراک علت کے یہ جواب جب سے سمجھ میں آیا بہت جی خوش ہوا۔

ذکر قلبی کی حقیقت

ملفوظ ۱۹۸۔ فرمایا ذکر قلبی کی حقیقت قلب کو متوجہ کرنا حق تعالیٰ کی طرف اب اس کے ایسے دوام کہ کوئی ساعت بھی خالی نہ ہو یہ تو ہوتا نہیں اور نہ کسی فعل اختیاری کا ایسا دوام ہو سکتا ہے اور دل دھڑکنا وہ تو خفقان ہے لوگ سمجھتے ہیں۔ دھڑکنے سے قلب جاری ہو گیا۔ یہ غیر اختیاری ہے اس سے قرب نہیں ہوتا ہے۔

حسنہ کی نیت دوام استحضار شرط نہیں

ملفوظ ۱۹۹۔ فرمایا جب کسی حسنہ کی نیت کر لے تو ابتدا میں جو قصد ہو گا وہی جاری رہے گا جب تک کہ اس کے مضاد جاری نہ ہو۔ مثلاً روزہ ہے ہر وقت استحضار صوم ضروری نہیں۔

امور عادیہ میں نیت

ملفوظ ۲۰۰۔ حقیقی طاعت ہر وقت ممکن نہیں ہے۔ کھاتا ہے، سوتا ہے، جاگتا ہے، موتا ہے ان کی نیت ٹھیک ہونے سے اجر ملے گا مگر حقیقی طاعت تو نہ ہو گی۔

انبیاء علیہم السلام کے نوم

ملفوظ ۲۰۱۔ فرمایا انبیاء علیہم السلام کے نوم ایسا جیسے ہماری نعاس، پس جیسے ہماری نعاس ناقض نہیں ایسے ان نوم قلبی یقظاں کے یہی معنی ہے۔ نوم میں ان کے قلب غافل نہیں ہوتا ہے ہمارے نوم میں تو قلب بھی غافل ہوتا ہے۔

اپنی بات کو بڑوں کی طرف منسوب کرنے کا فائدہ

ملفوظ ۲۰۲۔ فرمایا اپنی سمجھ میں بھی کوئی بات آئے تو اس کو بھی بڑوں کی طرف منسوب کرے ایک تو وقعت ہوتی ہے بات کی دوسری یہ کہ عجب نہ ہو جائے میں بہت ڈھونڈ کے تفسیر کے اندر نکالتا تھا کہ کسی نہ کسی کا قول مل جائے تو اچھا ہے۔ بلدہ طیبہ کی تفسیر مولوی حبیب الرحمٰن نے کی تھی اور اس کو کسی بزرگ کی طرف منسوب کیا مولوی عبید اللہ نے کہا بڑی اچھی تفسیر ہے فقط انتساب کی نقص ہے۔ مولوی حبیب الرحمٰن نے کہا یہی تو خوبی ہے جو دوسروں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ اپنے کمال کو خدا کی طرف منسوب فرماتے

ملفوظ ۲۰۳۔ فرمایا مجھے تو مستحضر رہتا ہے کہ سب خدا کی طرف سے ہے ایسی مثال ہے کہ اگر کوئی بچہ کے ہاتھ میں قلم دے اور خود پکڑ کر لکھوا دے اب بچہ اتراوے کہ ہم نے لکھا۔ ارے بیوقوف لکھا تو مگر دیکھ تیرا ہاتھ کس کے ہاتھ میں تھا۔ اگر وہ ہاتھ ہٹا لیتا تو تجھ سے کچھ نہ ہوتا۔

بعض عام اصول کی تغلیط

ملفوظ ۲۰۴۔ ارشاد فرمایا قریب کے قریب ہونا ضروری نہیں کہ قریب ہو یہ غلط ہے۔ ایسے تو مکہ اور کلکتہ قریب ہو جائے گا بعید کے بعید ہوتا ہے یہ تو ٹھیک ہے اس قسم کے قیاسات بڑے سے بڑا بڑا ہے چھوٹے سے چھوٹا چھوٹا ہے بعض تو صحیح ہے اور بعض غلط ہوتا ہے۔

غض بصر نفس پر بڑا گراں ہے

ملفوظ ۲۰۵۔ ارشاد فرمایا ورع جو ہے یعنی معصیت نہ کرنا مثلاً غض بصر یہ بہت گراں ہے نفس پر کسی کو پتہ تو چلتا ہی نہیں۔ (یہ کوئی نیک کام کیا)

فقہاء اور صوفیہ کے درمیان توازن

ملفوظ ۲۰۶۔ ارشاد فرمایا فقہاء کے بڑا درجہ ہے یہ احکام بتلاتے ہیں معانی کے خواص سمجھ لیتے ہیں یہ بڑا مشکل ہے اس میں صوفیہ سے بڑھے ہوئے ہیں احکام انہوں نے بتائیں۔ صوفیہ نے تو طریق تسہیل نکالی۔ البتہ جن چیزوں کی طرف فقہاء نے توجہ نہ کی ان میں ان کی طرف محتاج ہونا ہوگا۔

حضرت حکیم الامتؒ کا احیاء العلوم کے مطالعہ سے منع کرنے کی وجہ

ملفوظ ۲۰۷۔ ارشاد فرمایا۔ امام غزالیؒ پر ہیبت عمر بھر غالب رہی اس لئے احیاء العلوم دیکھنا منع کرتا ہوں خاص کر "کتاب الخوف" مومن ہونے میں شبہ ہوتا ہے بلکہ مومن رہنے میں بھی یاس کا درجہ ہو جاتا ہے۔

استاد کی عظمت کا بیان

ملفوظ ۲۰۸۔ ارشاد فرمایا پہلے بچہ کے باپ تنخواہ دیتا تھا۔ استاد کو پھر بھی عظمت تھی اساتذہ کی اب تنخواہ باپ تو دیتا نہیں مگر عظمت بھی نہیں ہے۔ میں نے سب سے پہلا وعظ میرٹھ میں ختم تراویح کے دن کہا تھا۔ مترجم قرآن مجید دیکھ کر **مثل الذین ینفقون اموالھم** الآیہ سے وعظ کیا۔ اس آیت کو اس لئے اختیار کیا کیونکہ حافظ جی سے محبت تھی تاکہ ان کو روپیہ زیادہ ملے چنانچہ بہت ملا اور ایک واقعہ ہے ایک شہر میں دونوں بھائی کھیل رہے تھے گھوڑا بنایا تھا حافظ جی کو دیکھ کر روح فنا ہوگئی۔ کچھ کیا کہا تو نہیں بس پکڑ کر دروازہ میں لے گئے۔ کہا بڑی بی دیکھ لو صاحبزادے۔ اس وقت تائی زندہ تھی فرمانے لگی جب تم اس عمر کے تھے ایسے تھے۔ **کذالک کنتم من قبل فمن اللہ علیکم** آپ ہنس کر چلے گئے۔

اہل اللہ کے ساتھ گستاخی قابل عفو نہیں

ملفوظ ۲۰۹۔ ارشاد فرمایا عادت اللہ کی یوں ہی ہے اپنے ساتھ گستاخی کو تو درگزر فرماتے ہیں مگر اپنے مقبول بندوں کے ساتھ گستاخی کرنے سے درگزر نہیں کرتے ہیں خود تو متاثر نہیں ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا قاسم صاحب قدس سرہ کا ایک مقولہ

ملفوظ ۲۱۰۔ ارشاد فرمایا مثنوی جامع ہے۔ حضرت مولانا قاسم صاحبؒ کا مقولہ یاد آیا۔ فرماتے تھے تین کتاب البیلی ہیں۔ قرآن مجید۔ بخاری شریف۔ مثنوی شریف۔

حضرت حکیم الامتؒ کا غیر مقلدوں کے دو عیب پر گرفت پھر ان کی طرف سے معافی مانگنی

ملفوظ ۲۱۱۔ ارشاد فرمایا قنوج میں غیر مقلدوں کی دعوت قبول کی تھی اس میں کہا تھا آپ لوگوں میں دو بات ہے بدگمانی اور بدزبانی پھر انہوں نے معافی مانگی توبہ کی۔

رخصت کے وقت بھی مصافحہ درست ہے

ملفوظ ۲۱۲۔ ارشاد فرمایا مصافحہ متمم تحیات ہے اور **ان من تمام تحیاتکم المصافحۃ**

اور جاتے وقت بھی تحیات ہے تو متمم بھی ہے اور ہمارے بزرگوں کے عمل در آمد رہا۔

ملفوظ ۲۱۳۔ **کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار** کی ایک عجیب توجیہ **کذالک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار** یہاں موقع تھا۔ **علی قلب کل متکبر جبار** کا پس بعض تو قلب کے قائل ہوئے اور کسی نے کل اجتماعی کہا، میں کہتا ہوں کہ کل افرادی بہتر ہے۔ متکبر جبار کے ایک مفہوم ہے اس کے افراد ہے۔ سب پر طبع ہوتا ہے۔ یہ توجیہ میری سمجھ میں آئی۔ یعنی جن قلوب پر صادق آتا ہے۔ **ھذا متکبر جبار** ان کے قلوب پر طبع کرتے ہیں۔ بالکل سیدھی بات ہے اور نکتہ یہ ہے کہ تعمیم طبع کا بالذات ہوگا اور دوسری توجیہ میں بالتبع ہوگا۔

مولانا یعقوب صاحب کا واقعہ

ملفوظ ۲۱۴۔ حضرت مولانا یعقوب صاحب کی تفسیر میں بڑی مہارت تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک جگہ تو شفاعۃ مقدم ہے اور ایک جگہ مؤخر ہے اس کی وجہ فرمایا کہ مخاطب بنی اسرائیل ہے اور سب سے زیادہ ناز ان کو شفاعت کا ہے۔ اسی لئے شروع بھی اسی سے کیا اور ختم بھی اسی پر کیا۔ یعنی وہاں سے یہاں تک بنی اسرائیل ہی کا ذکر ہے۔ ایک دفعہ فرمایا جب حدیث پڑھاتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بالکل متحد ہوتا ہوں اور اس وقت عجیب غریب علوم فائض ہوتے تھے ایک مدت تک حالت رہی۔

بزرگوں کی جوتیوں کی برکت

ملفوظ ۲۱۵۔ فرمایا جب تک جوتیاں نہ سیدھی کی جائیں کسی کی بلکہ جوتیاں نہ پڑیں ٹھیک نہیں ہوتے ہیں یعنی غیر سلیم طبیعتوں کیلئے اور جو سلیم ہیں انہیں سختی کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ اپنے معاصرین و اکابرین کی نظر میں

ارشاد فرمایا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب سے تو مناظرہ بھی ہوا وہ عربی قصیدہ لکھا تھا میں نے اعتراض کر دیا۔ اعتراض کرنا ہے تو آسان۔ کئی بار ہوا مگر تھے وہ حق پر دونوں مہتممین صاحب یہ بھی کہتے تھے کہ اگر ساری دنیا چھوٹ جائے اور وہ نہ چھوٹے یعنی میں تو کچھ پرواہ

نہیں۔ اسٹرائک کے زمانہ میں جب پریشان تھے۔ یہاں سے خط جانے سے سکون ہوجاتا تھا۔ کہ جب اس کی دعا ہے تو اطمینان ہے حالانکہ معاصرت بھی تھی یہ ان کی شرافت کی دلیل ہے۔ خیر یہ تو معاصر تھے۔ حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب حضرت حاجی عابد حسین صاحبؒ یہ حضرات ایسے ہی برتاؤ کرتے تھے جو اپنے بڑوں سے کیا جاتا ہے۔ اس قدر سلامتی طبیعت تھی ان حضرات کی بزرگوں نے ہم کو صاف گو بنایا اس پر حساب کا واقعہ دستخط بیان فرمایا۔

ایک دعوت کا عجیب واقعہ

رام پور مولوی احمد صاحبؒ کے یہاں ایک مجلس میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ اور حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ شریک تھے۔ میں بعد میں گیا اور جلد آیا اس پر جب قیل وقال ہوا تو حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے تو کہا کہ فتویٰ اور تقویٰ کا جو حال ہے وہی ہمارا حال ہے وہ تقویٰ کو لیتا ہے۔ ہم لوگ فتویٰ کو اور حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا جس قدر عوام کے مفاسد کی اسے خبر ہے ہمیں نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے کہا تم چلے آئے مگر تمہارے بزرگ تو رہیں ان کے اوپر اعتراض ہوئے اس کا کیا جواب میں نے کہا یہ جواب تو حضرت مولانا گنگوہیؒ نے لکھ دیا۔ وہی جواب ہے کہ حضرت (یعنی حاجی صاحب) کو اطلاع نہیں عوام الناس کی حالت ہم کو ہے پس اگر یہ تنقیص ہے تو مولانا پر اعتراض ہے جو سب میں مسلم بزرگ ہیں کہ انہوں نے حضرت حاجی صاحبؒ کی تنقیص کی۔ اتفاق سے قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ ھد ھد کا قصہ آیا۔ میں نے مفتی فضل اللہ کو بلالیا اور کہا ہمارے واقعہ کی نظیر موجود ہے۔ جیسے وہاں **تفقد الطیر** ہے۔ ایسا ہی ہماری بھی تلاش ہوئی کہ کہاں گیا' آگے ہے **لاعذبنه** ہماری بھی سزا ہوتی اگر پکڑے جاتے۔ **احطت بمالم تحط** ھد ھد کہتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام میں ہے اس سے کم ہم میں نہیں۔ کیونکہ میں ھد ھد سے کم نہیں اور ہمارے حضرات سلیمان علیہ السلام سے تو زیادہ نہیں۔ پھر ھد ھد کہتا ہے جو ہمیں معلوم ہے تمہیں نہیں اور اس واقعہ میں یہ بھی نظیر موجود ہے کہ وہاں (رام پور) عورتوں کی عملداری بھی تھی جیسے وہاں عورت بادشاہ تھی' مولوی احمد بہت دن تک اثر رہا۔ آخر پرانا آدمی ہے۔ انہوں نے لکھا کہ غور سے معلوم ہوا کہ میری غلطی ہوئی اپنی خطا کا اقرار کیا

معافی مانگی۔ میری غرض دین کی حمایت تھی۔ میں ان کی دلجوئی کیلئے حتی الامکان آنے سے پہلے خود جانے کا خیال کرتا تھا۔ (جب رام پور جاتا) حتیٰ کہ دلجوئی کیلئے دودھ پینے کو مانگا وہ بہت مسرور ہوئے۔ جب ان کو اطمینان ہوگیا میں راضی ہوں اب جانا چھوڑ دیا۔

حضرت حکیم الامتؒ کے اخلاق کا بیان

ملفوظ ۲۱۸۔ ارشاد فرمایا ایک طالب علم تھے جو حملنا کم فی الجاریۃ کی تفسیر اٹھایا میں نے تم کو باندی میں کی تھی اور خواہ مخواہ کی بات بھی مخفی ہے جیسے حامل پیٹ سے لقطی جنے۔ یہ ہمارے ہم سبق تھے۔ فرمایا ان سے ہنس بول تو لیتے تھے مگر حقیر نہ سمجھتے تھے فرمایا کہ یہ اخلاق ایسے ہونا بزرگوں کی برکت تھی ہم کہتے ہیں اساتذہ ایسے مل گئے تھے ضرورت پیر کی زیادہ نہ رہی۔ لوح تھی سادہ ان کے افعال دیکھ کر کشش ہوتی تھی استاد بناؤ تو ایسا۔

حجام سے علیحدگی برا ہے

ملفوظ ۲۱۹۔ ارشاد فرمایا حجام سے علیحدگی (یعنی استنکاف) برا ہے البتہ کسب میں ذرا شبہ ہے گویا مشابہ ہے خون کے پینے کے۔ انبیاء علیہم السلام عالی خاندان کے ہیں۔ یہی راز لکھا حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے خلیفہ کے قریشی ہونے کا کیونکہ قریشی شریف ہے ان کے اتباع سے کسی کو عار نہ ہوگا۔

کچھ مزاجی باتیں

ملفوظ ۲۲۰۔ ارشاد فرمایا ایک شخص نے ''رجالہ ثقات'' کے ترجمہ کیا تھا۔ قریش بہت مضبوط لوگ ہیں ارشاد فرمایا ایک شخص نے لکھا جو دھوبی سے نفرت کرے اس کا کیا حکم ہے میں نے لکھا آپ اس حکم کو جاری کر سکتے ہیں اس سے خفا ہوگئے۔

اجعلوا أخر صلوتکم وترا پر ایک اشکال اور اس کا جواب

ملفوظ ۲۲۱۔ ارشاد فرمایا اجعلوا اخر صلوتکم وترا فرماتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد الوتر دو رکعت جالسا پڑھتے تھے تو یہ شفع ہوگیا۔ وتر کہاں ہوا؟ جواب یہ ہے کہ شفع مستقل صلوۃ نہیں ہے بلکہ متمم وتر ہے۔ تو اُخر صلوۃ وتر ہی ہوئی۔

احتیاط کا فائدہ

ملفوظ ۲۲۲۔ نئے لوگوں سے بہت احتیاط سے جواب لکھتا ہوں کہ کوئی برا نتیجہ نکال ہی نہ سکے۔

ظاہری ادویہ کی طرح ادویہ باطنی بھی کسی کیلئے مفید اور کسی کیلئے مضر ہوتی ہیں

ملفوظ ۲۲۳۔ فرمایا جیسے ظاہری ادویہ کسی کیلئے مضر اور وہی دوا کسی کیلئے مفید یا کم از کم مضر نہیں ایسے امور باطن کسی کیلئے مفید اور کسی کیلئے مضر۔ ایک بزرگ کسی حسین آدمی سے پاؤں دبوا رہے تھے کسی کو بدگمانی ہوئی اور کسی مرید نے دیکھ کر نقل کی تھی۔ انگیٹھی سلگائی ہوئی منگائی اس میں؟ رکھ دیا فرمایا دونوں برابر ہیں اس وقت یہ دکھلایا اور فرمایا جب ایسے ہو جاؤ تب کرنا۔ لیکن اہل تحقیق ایسے امور کو پسند نہیں کرتے ہیں تو ہم سوء ظن ہے کس کس کو سمجھاتا پھرے گا۔ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب آٹھ سو روپیہ سود کی ڈگری ہوئی۔ لیا نہیں' حاکم مسلمان تھا اس نے کہا لے لیجئے لاربوا بین المسلم والحربی فرمایا۔ درمختار لے کر کہاں کہاں پھریں گے۔ لوگ تو کہیں گے شیخ محمد سود لینے لگا۔ مال کو چھوڑ دینا بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔

ریا کے خوف سے عمل نہ چھوڑے

ملفوظ ۲۲۴۔ ارشاد فرمایا حضرت حاجی صاحبؒ کا مقولہ ریاء ٹمٹماتا ہوا چراغ کی صورت میں اسے پل صراط پار کر دے گا۔ میرے خیال میں اصل محرک تو اخلاص ہی تھا۔ مگر آمیزش ریا کی ہوگئی۔ ورنہ اصل محرک اگر ریاء ہو اس میں نور کہاں ہوگا۔ شیطان وسوسہ ریاء سے ذکر سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ اس کا سمجھنا مبصر کا کام ہے۔ عمل تو کرے شیطان سے کہہ دے ریاء ہی سہی پھر توبہ کر لوں گا۔ مگر عمل نہ چھوڑوں گا۔ بعض لوگ ذکر خفی کرتے ہیں اس میں بھی مفسدہ خفی ہے اگر جہر سے کرے تو جس روز نہ اٹھے گا کرکری اور بے غیرتی ہوگی اور خفی میں بزگ کے بزرگ رہے اور ایک ریاء خدا سے ہے لوگوں کے سامنے ٹھیک ٹھیک پڑھ رہا تھا۔ جب یہ چلے گئے اس وقت یہ خیال آیا کہ اب اگر گڑ بڑ کروں تو اللہ میاں سمجھیں گے لوگوں کے دکھلانے کے واسطے ایسے کیا۔

ایسے انوار کو حضرت امام غزالیؒ بہت نکالتے ہیں کوئی عمل رخنہ سے خالی نہیں ہے مگر اس طرح ہونے سے کام سے رہ جائے گا۔ میرے نزدیک اپنے عمل کے ساتھ حسن ظن نہ رکھے عمل کرتا رہے اور استغفار کرتا رہے۔ یہ تدارک ہے مثلاً اگر پاؤں میں کیچڑ لگے۔ اس کو دیکھتے رہے تحقیق میں لگے رہے کیوں لگا کیسے لگا تو چلنے سے رہ جائے گا۔ چلتا رہے اور پاؤں صاف کرے پانی سے۔ پانی استغفار ہے میرے نزدیک کاوش نہ کرے۔ من شاق شاق اللہ علیہ سخت میگرو جہاں بر مردماں سخت کوش۔ سد دوا۔ وقار بوا۔ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب نے احیاء العلوم کے وعظ شروع کیا۔ دو چار دن بیان کر کے فرمایا شرم آتی ہے جس پر خود عمل نہ ہو سکے دوسرے کو کہوں۔

عمل کرنے میں تکمیل کا منتظر نہ رہے

ملفوظ ۲۲۵۔ ارشاد فرمایا جو شخص عمل کرنے میں تکمیل کا منتظر رہے تو گویا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی درجہ عبادت کی اس کی نظر میں ایسا ہے کہ قابل پیش کرنیکی ہے اور کامل ہے خود غلطی عظیم ہے وہاں تو یہ ہے کہ جس قدر بھی تم کامل پیش کرو گے ناقص ہی ہوگا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تکمیل کے ارادہ نہ کرے تکمیل میں تو لگے رہے مگر کاوش نہ کرے۔ اسی واسطے میں مستحبات نوافل کا زیادہ اہتمام نہیں کراتا۔ فرائض و واجبات کا پابند ہو جائے۔ پھر اگر کوئی کرنا چاہے کرلے۔ بعض لوگ ان تقیدات کو داخل طریق سمجھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کوئی قید مقصود نہیں ہے۔

کام کرنے سے استعداد آتی ہے

ملفوظ ۲۲۶۔ ارشاد فرمایا کام کرنے سے استعداد آتی ہے خواہ بے انتظامی سے کرے۔

خستگاں را چوں طلب باشد وقوت نباشد
گر تو بیداد کنی شرط مروت نباشد

ایک مریض ہے یا عیالدار ہے فرصت نہیں زیادہ اللہ اللہ کرنے کی تو کیا اس کے وصول نہ ہوگا؟ حضرت حاجی صاحبؒ کے طریقہ میں اس کے بھی وصول ہے۔ عادت اللہ ہے کہ جس کو دو گھنٹہ کی فرصت دیکھتے ہیں اس کو پندرہ منٹ کام کرنے سے نہیں پہنچاتے ہیں۔ بخلاف اس کے جس کی فرصت ہی نہ ہو پندرہ منٹ ہے کل۔ جیسے کمپنی پانچ سو روپے سے کسی کو پہنچاتا ہے کسی کو کم میں۔ راز یہ ہے کہ غیر مقصود کو مقصود سمجھتے ہوئے (بعض چیز کا حاصل ہونا محبت پر مدار ہیں) سمجھیں اتنی محنت تو ہوگی نہیں تو کام بھی نہ ہوگی۔ حالانکہ مقصود رضا ہے (نہ ان زوائد کا حاصل

کرنا) ایک تو ہے صحت اور ایک قوت طبیب صحت کے ذمہ دار ہے نہ کہ قوت کے۔ بس احکام پر اخلاص سے کام کرے عمل ظاہرہ میں بھی خلوص ہو اور باطن میں بھی پہلے تو تربیت کے کام بھی علماء کرتے تھے۔ حضرت عبدالوہاب شعرانیؒ نے صوفی کی تعریف کی ہے عالم باعمل۔ اب یہ دو گروہ ہوگئے۔ علماء فقط پڑھانا اپنے ذمہ سمجھتے ہیں۔ جیسے پہلے زمانہ میں نشتر بھی اطباء کرتے تھے۔ اب دوسرا ہوگیا نشتر کرنے والا جراح اور اگر تصوف کو کسی رنگ کے ساتھ خاص کیا جائے تو جلد شبہ ہوجائے گا کہ حضرات صحابہ کرام صوفی ہی نہ تھے ان کے رنگ اکثر خشک علماء کی طرح ہوتا تھا۔

حضرت یعقوب نانوتویؒ کا مقولہ

ملفوظ ۲۲۷۔ حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ نے شربت بزوری سے مثال دیا ایک وقت شربت ملتا تھا اور ایک وقت یہ ہے کہ شربت تو ملتا نہیں نسخہ لکھ کر بنائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شربت بنا ہوا تھا اب بنانا پڑتا ہے۔ حضرت مولانا فرماتے تھے احداث للدین جائز فی الدین بدعت ہے۔

لطیفہ: ارشاد فرمایا بدعت میں حسنہ کہاں ہے اس میں تو رونا ہی رونا ہے۔ (حسنہ ہنسانا بنایا)

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کا ایک مقولہ

ملفوظ ۲۲۸۔ ارشاد فرمایا پاخانہ جاتے وقت ''بسم اللہ کہنا بہتر ہے مدارس مساجد بنانے سے'' یہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ کا قول ہے مراد ان کی یہ ہے کہ ان قیود کے ساتھ قربت سمجھے۔ مثلاً عمارت کو قربت مقصود سمجھتے۔ ورنہ کسی کا دل یہ کہے گا کہ مدرسہ دیوبند بنانے سے یہ اچھا ہے۔ اس کی بدولت تو بسم اللہ پڑھنا جانتے ہیں۔ چونکہ امر شارع خلا کے وقت پڑھنے کا فی نفسہ درجہ بڑھا ہوا ہے باقی لغیرہ مدرسہ بڑھا ہوا ہے۔ اگر تفصیل نہ کی جائے بڑا مفسدہ پیدا ہوگا ان کی بھی یہ تفصیل مراد ہے مگر جوش میں کہہ گئے اس وقت یہی مناسب تھا۔

عزلت اختیار کرنے میں کیا خیال ہونا چاہئے

ملفوظ ۲۲۹۔ ارشاد فرمایا اہل طریق نے لکھا عزلت اختیار کرنے میں یہ سمجھے کہ لوگوں کو مجھ سے ضرر نہ ہو مثل زہریلا سانپ کے سمجھے اس کے خلاف تکبر ہے۔

دو عبرتناک واقعے

ملفوظ ۲۳۰۔ ایک بزرگ تھے انکی بی بی بدمزاج تھی۔ مریدوں نے طلاق دینے کو کہا تو فرمایا اس کی جوانی ہے اگر دوسرا نکاح نہ ہوا تو اسے تکلیف ہوگی اور اگر نکاح ہوا تو دوسرے مسلمان کو تکلیف ہوگی۔ میں وقایہ بنا ہوں مسلمان بھائی کا۔ کس قدر دقیق علم ہے اس سے دقیق اور ایک واقعہ ہے۔ ایک بزرگ نے ایک عورت کے پیام دیا۔ مگر نکاح دوسرے سے ہوگیا پھر اس دوسرے سے معافی مانگنے گئے وہ گھبرایا' فرمایا علم الٰہی میں یہ تو تمہاری بی بی تھی اس وقت تو معلوم نہ تھا معذور تھا' اب تو معلوم ہوگیا۔ یہ استناد فقیہ کی نظیر ہے اصل تو خشیت ہے دور تک مواخذہ کرتے ہیں تاکہ اعتدال رہے۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی کا واقعہ

ملفوظ ۲۳۶۔ ارشاد فرمایا حضرت سید احمد کبیر رفاعی معاصر غوث اعظمؒ کے بڑے رتبے کے آدمی تھے۔ شاید عدم شہرت کی وجہ ان کی تواضع ہے اپنے کو بہت مٹاتے تھے اب بھی ان کا سلسلہ باقی ہے رفاعی لوگ بغداد وغیرہ میں ہیں مگر اب یہ لوگ شریعت سے نکل گئے شعبدہ باز ہوگئے آگ میں انکا نام لے کر گر جاتے تھے۔ ان کا عجیب قصہ ہے مدینہ منورہ میں گئے اور روضہ اقدس پر جاکر پہلے سلام کیا جواب آیا وعلیکم السلام یا ولدی۔ پھر اس جوش سے جو سلام سے پیدا ہوا یہ پڑھا۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها   تقبل الارض عنی وهی نائبتی
فهذه دولة الا شباح قد حضرت   فامدد یمینک کی تحظی بها شفتی

ان کی تو کرامت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ۔ کسی بزرگ سے پوچھا کہ تم کو رشک آیا تھا۔ فرمایا ہم تو کون ملائکہ کو بھی رشک آیا۔ پھر دروازہ پر لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا کہ ان کے اوپر سے گزرے۔ ان کو دیکھا کتے کو سلام کرتے ہیں۔ کسی نے پوچھا کیا اس میں ثواب ہے؟ کہا لا ولکن اعوذ نفسی بالخیر تو یہ بھی ایک علاج ہے۔ اور ایک شقی کو حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ گیلانی نے رد کردیا تھا انہوں نے کہا آؤ بھائی تم کو عبدالقادر نے شقی بنادیا (ہم تربیت کریں گے) پھر اس کیلئے دعا کی۔ پھر ان کی دعا کی برکت سے سعداء میں سے ہوگیا۔ ہنس کر فرمایا بعض دفع کشف ناتمام ہوتا ہے۔ بعض قید رہ جاتی ہے۔ حضرت رفاعیؒ صاحب کو یہ قید مکشوف ہوا کہ دعا کی جائے تو بدل سکتا ہے اور حضرت مجدد

صاحبؒ کا واقعہ کسی شقی کیلئے دعا کرنا چاہا۔ خیر دعا کردی معلوم ہوا کہ وہ سعید ہوگیا۔ وہاں پر اس کی وجہ لکھی کہ تقدیر نہیں بدلتی بلکہ وہ تقدیر علم الٰہی میں دعا کے ساتھ معلق ہے۔

میر زاہد کا تعارف

ملفوظ ۲۳۲۔ فرمایا میر زاہد ہمارے اساتذہ میں سے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنی کسی سند میں پہنچایا۔ ان کی بے ادبی نہ کرنی چاہئے وہ قاضی بھی تھے۔ بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں ورنہ قاضی اس وقت نہ بنائے جاتے۔

ہر مرض کیلئے علیحدہ علاج ہے

ملفوظ ۲۳۳۔ فرمایا ایک شخص نے لکھا مجھ میں ہر ایک عیب ہے، میں نے لکھا اطلاع مقصود ہے یا علاج بھی؟ اگر اطلاع ہے تو ہوگئی اور اگر علاج چاہتے ہو تو نام لو مرض کا لوگ سمجھتے ہیں کہ سب امراض کیلئے کوئی مشترکہ علاج ہے۔ جیسے خشیت علاج تو ہے مگر بہت ضعیف کیونکہ یہ پیدا ہوتا ہے مدت کے بعد نہ معلوم اس درمیان میں مثلاً اگر غصہ کا مرض ہو کتنا خرابی کر چکے گا جب تک کہ خشیت پیدا ہو ہر ایک مرض کیلئے جدا جدا علاج ہے۔

دوزخی میں اتفاق و محبت نہیں

ملفوظ ۲۳۴۔ فرمایا ایک خط میں ہے احقر ایسا عاصی ہے دوزخی دیکھ کر کہیں گے باہر باہر۔ میں نے لکھا کوئی ایسا عاصی بھی ہے جس کو جہنمی دیکھ کر کہے اندر اندر۔ وہاں تو کلما دخلت امة لعنت اختہا ہے۔ اتفاق اور محبت تو اس میں ہے نہیں۔

کانپور کا واقعہ

ملفوظ ۲۳۵۔ فرمایا جب کانپور تھا مدرسین کا احترام کرتا تھا اور کوئی طالب علم آتا تو جہاں اس کے سبق مناسب ہوتا اس سے کہتا اس مدرس کی اجازت لاؤ اور مدرسین کو طلبہ پر پوری حکومت تھی جس کو چاہے رکھیں جسے چاہے الگ کردے۔ اگر کسی طالب علم نے گستاخی کی فوراً نکال دیا۔ ہاں اگر وہ مدرس معاف کردے تو خیر۔ فرمایا اہل علم کا بہت احترام کرنا چاہئے۔ رجسٹر پر دستخط کرنا ان کے اختیار میں تھا۔ جب آئے حاضری لکھ دیئے۔ اگر خائن ہے تو خائن کو مدرس بنانا جائز نہیں اور خارج اوقات میں کسی سے کام نہ لیتا تھا۔ باقی انتظام میں کسی مدرس کو دخل نہ تھا۔ بلکہ اہل شوریٰ بھی برائے نام تھا۔ میں ہی تھا اور تحریک نہ تھی روپیہ بہت آتا تھا۔ بلکہ اگر کوئی

روپیہ مقرر کرنا چاہتا اس سے پوچھتا کہ دوسری جگہ تو مقرر نہیں۔ دوسرے مدرسہ کے مقررہ میں کمی تو نہ آئی۔ اس کا اثر یہ تھا کہ بڑے بڑے متکبرین دبے ہوئے تھے چندوں کے مدرسہ پر اہل شہر کو پرخاش رہتی ہے۔ حسد ہوتا ہے۔ موقعہ تلاش کرتے ہیں اور مدرسین کو برابر سمجھتا تھا حتیٰ کہ جو شاگرد تھے اور مدرس ان پر بھی حکومت نہ کرتا تھا۔ مولوی رشید کا سنئے قصہ۔ ایک طالب علم مولوی اسحاق صاحب سے ناراض تھا۔ پاخانہ میں محمد اسحاق دو پیغمبر کے نام (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسحاقؑ) لکھ دیتا تھا۔ اس پر مولوی رشید نے جاسوس مقرر کیا ہر شخص کے پاخانہ جانے سے پہلے اور نکلنے کے بعد دیکھ آئے نام لکھا ہے یا نہ۔ ایک دن پکڑے گئے بہت مارا حتیٰ کہ بے ہوش ہو گئے۔ اہل شہر کے پرخاش تھی اس کے ماموں سے رپورٹ لکھوایا اور انار میں اس کا چچا وکیل تھا۔ بلایا اس نے آ کر کہا مجھے انگریزی عدالت میں جانے کی ضرورت نہیں ہے اگر یہاں ہی کچھ ہو جائے میں نے دیکھا اہلیت ہے ان کے اندر میں نے خفیہ مولوی رشید کو لکھا استعفاء داخل کر دو۔ وہ آئے تو تھے مولوی رشید کو سزا دینے کیلئے گو میرے شاگرد تھے مگر تھے تو مدرس کیسے سزا دیتا۔ جب ان کا استعفاء آ گیا میں نے کہا اب تو میرے ماتحت نہیں ہے۔ آپ عدالت سے استغاثہ کیجئے مجھے وثوق تھا کہ عدالت میں جائیں گے نہیں۔ ان کو الٹا فکر پڑی کہ میری وجہ سے دینی مدرسہ کی تعلیم تعلم میں نقصان آتا ہے۔ ایک مدرس کم ہوا جاتا ہے۔ پریشان ہوئے مجھ سے پوچھا کیا کریں۔ میں نے کہا ان کو بلوا دیتا ہوں۔ آپ ان سے کہیں شاید مان لیں۔ میں نے بلایا۔ انہوں نے بڑی لجاجت سے عرض کیا۔ مولوی صاحب نے میری طرف دیکھا میں نے کہا میری بھی خواہش ہے اگر منظور ہو۔ منظور کر لیا۔ پھر فکر ہوئی بچہ کا کہا یہ نائب رسول ہیں ان کی کدورت بچے کے لئے مضر ہے اس کے کیا کریں پھر خود ہی کہا ان کو مولوی صاحب سپرد کریں۔ وہ خدمت کرے تو شاید شفقت ہو جائے لڑکے سے کہا معافی مانگ کھڑا ہو کر اس نے معافی مانگی مولوی صاحب کو ندامت تو تھی ہی پھر بہت خوش ہو گئے۔

علم بواسطہ اور بلا واسطہ میں فرق

ملفوظ ۲۳۶۔ فرمایا حضرت شیخ اکبر علم بواسطہ کو علم بلا واسطہ پر ترجیح دیتے ہیں وجہ یہ ہے کہ علم بلا واسطہ میں کبھی ابتلاء ہوتا ہے گمراہی کا اندیشہ ہے اور بالواسطہ میں ابتلا نہیں وہ محض رحمت ہی رحمت ہے کیونکہ نبی ہدایت کیلئے آتے ہیں نہ ابتلاء کیلئے واسطہ سے مراد نبی ہے۔

شبہات کی بنیاد جہل ہے

ملفوظ ۲۳۷۔ فرمایا عوام جو غیر اقوام کا اعتراض یا ایسے اعتراضات جلدی سمجھ لیتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ شبہ ہوتا ہے جہل سے کہ کسی مقدمہ حقہ کے غائب ہونے سے پیدا ہوتا ہے اس لئے وہ جلدی سمجھ میں آ جاتا ہے۔

تذکیرہ الاخوان

ملفوظ ۲۳۸۔ فرمایا تذکیر الاخوان حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تصنیف نہیں ہے وہ کسی غیر مقلد کا ہے۔

دو مشہور ضرب الامثال

ملفوظ ۲۳۹۔ فرمایا ''اللہ میاں کا جی'' بالکل نکما آدمی کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اس میں بالکل کوئی کمال نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ خدا کی جان ڈالی ہوئی ہے۔ اور بہت چھوٹے سے ایک کیڑا کو ''اللہ میاں کے بھینس'' کہتے ہیں۔ معنی یہ ہے کہ خدا کی عظمت کے سامنے بڑے سے بڑا جانور اور چھوٹے سے چھوٹا برابر ہے کوئی تفاوت نہیں ہے۔

ایک مسئلہ کی تحقیق

ملفوظ ۲۴۰۔ ارشاد فرمایا فطر کی جگہ صوم اتنی قبیح نہیں جتنا اس کے عکس میں ہے کیونکہ صوم تو شبہ میں بھی جائز ہے اور فطر شبہ سے جائز نہیں۔

ظاہری احوال پر بدگمانی

ملفوظ ۲۴۱۔ فرمایا غالباً حضرت شیخ اکبرؒ نے لکھا ہے کہ مدار تکلیف سلامت عقل پر ہے نہ سلامت حواس پر اس لئے بعض لوگ ظاہر میں کھاتے پیتے ہیں مگر نماز روزہ نہیں کرتے ہیں۔ تو ان پر نکیر نہ کرنا چاہئے اب شبہ ہوگا کہ اس سے تو اہل باطل بھی استدلال کرینگے۔ جواب یہ ہے کہ اس زمانہ کی اہل خبرت اور بصیرت کے حال دیکھنا چاہئے۔ اگر وہ اچھا سمجھیں تو اچھا ہے۔ بعض دقیق حال سے ایسا ہو جاتا ہے وہ محقق صوفی متبع شریعت سمجھ سکتا ہے۔ اگر انتظام کیلئے فتویٰ لگا لے وہ دوسرا ہے۔ مگر عقیدہ برے ہونے کے نہ رکھے۔ مگر یہ حالات کاملین کی نہیں ہوتی ہے۔

حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ بچپن میں مرجانے اور یقیناً جنتی ہونے کو پسند کرتے ہیں یا بالغ ہوکر خطرہ میں پڑنے کو؟ فرمایا بالغ ہوکر خطرہ میں پڑ کر مرنا زیادہ پسند ہے۔ کیونکہ بالغ ہونے کے بعد عارف ہوا۔ بچپن میں عرفان تو ہوتا نہیں۔ یہ ایک حال ہے اور حضرت ابوذر غفاریؓ کا حال اور ہے وہ فرماتے تھے۔ ”یالیتنی کنت شجرہ تعضد“۔

تکوین اور شریعت میں فرق

ملفوظ ۲۴۲۔ فرمایا حضرت والد صاحبؒ کا معمول تھا۔ شاہ ولایت میں عرس کے دن پلاؤ دیتے تھے ان کے انتقال کے بعد ہم نے بند کردیا بدعت ہے۔ اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا دور تک قبریں ہیں جیسے بدعتیوں کی بنائی ہوئی اور ایک آواز آئی کان میں کہ

در کا خانہ عشق از کفر نا گزیر ست ۔ آتش کرا بسوز د گر بولہب نباشد

مطلب یہ کہ مجھے غیظ تھا کوئی حیثیت کے لحاظ نہ تھا۔ تو تعدیل کی گئی کہ مطلق مذموم نہیں تکوین کے اعتبار سے اس کی بھی ضرورت ہے اور شرع کے اعتبار سے حرام ہے۔ ایسی چیز حدیث سے بھی ثابت ہے مثلاً لولا تذنبون لجاء اللہ قوما یذنبون ویستغفرون ارشاد فرمایا یہ تو تبرعاً پیش کردی ورنہ قرآن سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ اضلال قرآن میں ہے اور ظاہر ہے کہ بدون ارادہ کے ہوتا نہیں یا تو یہ مراد ہو اللہ تعالیٰ کی۔ مگر مطلوب تکویناً ہے نہ شرعاً

کفر ہم نسبت بخالق حکمت ست ۔ چوں شما نسبت کنی کفر آفت است

ہدیہ دینے کا طریقہ

ملفوظ ۲۴۳۔ فرمایا کہ گھر بلا کر ہدیہ دینا خلاف تہذیب ہے اس کے معنی تو یہ ہے کہ ہم روپے کیلئے آئے البتہ اگر پہلے سے بے بلائے دینے کا بھی دستور ہو تو خیر۔

آیت قرآن کی تفسیر

ملفوظ ۲۴۴۔ والقی فی الارض رواسی ان تمید بھم سے بعض نے حرکت ارض پر استدلال کیا میں نے تفسیر میں لکھا کہ مطلق حرکت کی نفی ہم بھی نہیں کرتے ہیں وہ حرکت مضطربہ تھی کلام تو حرکت منظمہ میں ہے اس سے کلام مجید ساکت ہے۔

تعبیر و عنوان میں احتیاط

ملفوظ ۲۴۵۔ فرمایا ایک شخص نے پوچھا، سنا ہے کہ آپ مکہ معظمہ ہجرت کر رہے ہیں کیا یہ سچ ہے؟ اب اس کا انکار کرنا برا عنوان ہے، میں نے لکھا کہ اگر یہ سچ ہوتا تو کیا اچھا ہوتا۔ گویا واقع نہ ہونا بھی اور اس کا شوق اور پسندیدہ ہونا ظاہر کر دیا۔ فرمایا مجھے زیادہ تعب دماغی عنوان سوچنے میں ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم وعلمہ اتم)

مزید المجید

جمع فرمودہ:

حضرت مولانا عبدالمجید بچھرایونی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دو جامع باتیں

ملفوظ ۱۔ سفر رنگوں میں فرمایا کہ دو باتیں ایسی جامع ہیں کہ اگر آدمی ان کو اختیار کرے تو کہیں گمراہ نہیں ہو سکتا۔ ایک تو یہ۔ ہے کہ اپنی رائے کو فنا کر دے اور دوسری یہ ہے کہ ثمرات کا طالب نہ ہو جو کچھ شیخ تجویز کر دے اس پر عمل کرتا رہے (جامع عرض کرتا ہے کہ واقعی ثمرات کی طلب میں بوئے کبر معلوم ہوتی ہے) اس لئے کہ اپنے اعمال کو کچھ سمجھتا ہے۔ جب ہی تو ثمرات کا منتظر ہے۔ ہمارے حضرت فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت حاجی رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی نیک عمل کی توفیق ہو جانا یہ کیا تھوڑی دولت ہے۔

محبت باقی

ملفوظ ۲۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کی لوگوں نے حضرت حاجی صاحبؒ سے شکایت کی۔ حضرت نے سن کر فرمایا کہ بالکل جھوٹ ہے اور حضرت کو میرے ہاتھ کہلا بھیجا کہ میری محبت آپ سے اللہ واسطے اور اللہ باقی ہے۔ لہٰذا یہ بھی باقی رہے گی۔ حضرت مولانا نے سن کر فرمایا کہ بھائی ہم تو اللہ پر توکل کئے بیٹھے ہیں۔ اگر خدا کو منظور ہو گا تو کچھ بھی ضرر نہ ہو گا۔

نیت کا ثمرہ

ملفوظ ۳۔ فرمایا جب ابراہیم بن ادھمؒ کا انتقال ہوا تو خواب میں کسی بزرگ نے ان سے سوال کیا کہ فرمایئے کیا ہوا تو فرمایا کہ الحمد للہ خدا نے اپنا فضل فرمایا اور درجہ بھی عنایت کیا مگر میرے مکان کے پاس ایک غریب آدمی رہتا تھا اور اس کی یہ تمنا تھی کہ اگر مجھ کو بھی وقت ملے تو اللہ اللہ کیا کروں اس کے برابر مجھے درجہ نصیب نہیں ہوا۔ واقعی یہ بڑا مجاہدہ ہے۔

آفات زبانی

ملفوظ ۴۔ سفر رنگون میں یہ بھی فرمایا کہ روایات میں لفظ شاید سے میرا جی بہت گھبراتا

ملفوظات حکیم الامت - جلد ۱۵-۸

ہے۔ یہ جھوٹ بولنے کا آلہ ہے۔ افسوس لوگ آفات زبانی سے پرہیز نہیں کرتے۔ بات تو یوں ہونی چاہئے کہ ہے یا نہیں ہے یہ بیچ میں جو روزہ سا اٹکا رہتا ہے۔ اس سے بہت پریشانی ہوتی ہے۔ افسوس لوگوں کو جس بات پر خود بھی یقین نہیں ہوتا اس کا دوسروں کو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ ایسے اپنے بھی بدخواہ ہیں اور دوسروں کے بھی بدخواہ ہوتے ہیں۔ (جامع کہتا ہے کہ وہی بات ہے مصرعہ ہم تو ڈوبے ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبیں گے)

آدمی کو تارک الدنیا ہونا چاہئے

ملفوظ ۵۔ فرمایا کہ آدمی کو تارک الدنیا ہونا چاہئے متروک الدنیا نہ ہونا چاہئے ہنس کر فرمایا کہ ایسی نوبت نہ آئے کہ بی بی طلاق دے یا خاوند طلاق دے اور یہ بھی فرمایا کہ اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ لوگ دینداروں کو ذلیل نہ سمجھیں یعنی دنیا ہو اور اس کو ترک کر دے یہ نہیں کہ ہو ہی نہیں۔

اجتہاد ایک ذوق کا نام ہے

ملفوظ ۶۔ فرمایا اجتہاد ایک ذوق کا نام ہے کوئی بہت سی کتابیں پڑھنے سے مجتہد نہیں ہوتا۔

حضرت گنگوہیؒ کی حضرت حاجی صاحب سے عقیدت

ملفوظ ۷۔ فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی ہم نے تو حضرت حاجی صاحبؒ کو کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا کہ حضرت سے کوئی کرامت بھی سرزد ہوتی ہے یا نہیں۔

بدمزاج کون ہے؟

ملفوظ ۸۔ قنوج میں ایک صاحب حضرت کی خدمت میں تشریف لائے اور ایک رسالہ پیش کیا اور کہا کہ یہ حضرت کی نگاہ سے کہیں گزرا ہے یا نہیں حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اس کے دکھلانے سے آپ کا کیا مطلب ہے اس پر وہ خاموش رہے۔ فرمایا کہ دیکھئے لوگوں کی یہ حالت ہے۔ بس مجھے پریشان کرنے کو تشریف لائے تھے۔ اب آپ سے دریافت کرتا ہوں کیا مطلب ہے بس تو اب کی طرح بیٹھے ہیں بولتے ہی نہیں۔ اب بتلایئے میری کیا خطا ہے۔ اس پر مجھے لوگ بدمزاج کہتے ہیں۔ آپ انصاف کریئے کہ میں بدمزاج ہوں یا یہ حضرت بدمزاج ہیں۔ میں نے یہی تو پوچھا کہ آپ کا کیا مطلب ہے۔ اس میں بتلایئے میں نے کیا گناہ کی بات کی

ہے۔ وہ صاحب اٹھ کر چلے گئے تو فرمایا کہ یہ مجھے سارے میں بدنام تو کریں گے مگر الحمدللہ ان کا علاج خوب ہو گیا۔ اب ایسی حرکت کبھی نہ کریں گے اور ساری عمر یہ بات یاد رہے گی۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ریا

ملفوظ ۹۔ سفر رنگون میں یہ بھی فرمایا کہ کبھی ریا خدا کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے عبادت کی تحسین وتطویل ریا سے کی اور پھر تنہائی میں تحسین وتطویل کا ارادہ نہ تھا یہ خیال ہوا کہ اگر اب ویسی ہی عبادت نہیں کرتا اور پھر مجمع میں ویسی ہی کروں گا اللہ میاں کیا کہیں گے۔ اس ضرورت سے اس وقت بھی تحسین وتطویل کی پس اصل مقصود تو مجمع کی تحسن کی رعایت کرتا ہے۔ مگر خلوت میں محض الزام سے بچنے کیلئے تحسین کی ہے۔

آدمی کی قسمیں

ملفوظ ۱۰۔ سفر بمبی میں ایک شخص نے حضرت والا سے یہ دریافت کیا کہ کوے کی کتنی قسمیں ہیں۔ حضرت والا نے یہ فرمایا کہ کوے کی قسمیں تو مجھ کو معلوم نہیں اگر آپ فرمائیں تو آدمی کی قسمیں بیان کروں اور یہ بھی عرض کر دوں کہ آپ کونسی قسم میں داخل ہیں۔ بس یہ شخص تو ایسے خاموش ہوئے کہ بول کر نہیں دیا ان کے بعد ایک شخص اور تشریف لائے کہ اہل بدعت میں سے تھے اور پڑھے لکھے بھی معلوم ہوتے تھے۔ مسائل مختلف فیہ میں حضرت والا سے سوال کئے اور عرض کیا کہ آپ کی ان مسائل میں کیا رائے ہے۔ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ کہئے تو جواب باقاعدہ دوں اور کہئے تو بے قاعدہ دوں مگر بے قاعدہ جواب میں نفع نہ ہوگا اور باقاعدہ جواب میں نفع ہوگا۔ یہ میں پہلے ہی عرض کئے دیتا ہوں ان صاحب نے عرض کیا کہ جناب باقاعدہ ہی جواب فرمائیے جس سے نفع بھی ہو۔ فرمایا تو آپ فرمائیے کہ ان مسائل کی تحقیق ضروری ہے یا نہیں ان صاحب نے عرض کیا کہ میرے نزدیک بہت ہی ضروری ہے۔ حضرت والا نے اس پر ارشاد فرمایا کہ شرعاً بھی ضروری ہے یا نہیں۔ یہ عجب بات ہے کہ مسئلہ تو شرعی دریافت کرتے ہیں اور رائے اپنی لگاتے ہیں۔ اے صاحب! یہ تو بہت صاف بات میں نے عرض کی ہے۔ اس میں سمجھنے کی کونسی بات ہے۔ اب پھر میں عرض کرتا ہوں کہ ان مسائل کی تحقیق شارع کے نزدیک بھی

ضروری ہے یا نہیں ان صاحب نے پھر یہی کہا کہ میرے نزدیک ضروری ہے اس پر فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور فرمایا کہ اگر آپ کے نزدیک بھی یہ تحقیق ضروری ہے تو یہ دریافت کرتا ہوں کہ یہاں کے علماء سے بھی تحقیق کی ہے یا نہیں۔ تو ان صاحب نے کہا کہ یہاں تو نہیں کی اس پر فرمایا کہ جب ایسی ضروری بات ہے تو آپ کو خاموش بیٹھنے سے بے چینی نہیں ہوئی؟ کبھی آپ بھوک پیاس کی حالت میں بھی ایسے خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ اب تو وہ صاحب بہت ہی پریشان ہوئے اور کچھ جواب دے سکے۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ جائیے۔ اگر اس کی تحقیق آپ کے نزدیک ضروری ہے۔ تو میں آپ کو ایک رائے دیتا ہوں۔ چند روز کیلئے آپ یہاں کے کسی عالم کے پاس رہیں ان شاءاللہ تحقیق ہو جائے گی۔

آدمی کی چار قسمیں

ملفوظ ۱۱۔ سفر رنگوں میں فرمایا کہ آدمی چار قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہے کہ اس میں عقل بھی ہے اور ہمت بھی اور ایک وہ ہے کہ اس میں نہ عقل ہے اور نہ ہمت اور ایک وہ ہے جس میں عقل ہو اور ہمت نہ ہو اور ایک وہ ہے جس میں ہمت ہو اور عقل نہ ہو۔

نور تدین کی مثال

ملفوظ ۱۲۔ فرمایا کہ پہلے اہل بدعت میں بھی ایک درجہ کا نور تدین ہوتا تھا اور وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ اللہ اللہ کرتے تھے اور اس نور تدین کی ایسی مثال ہے جیسے چاند کی روشنی میں درخت کا سایہ دونوں مل کر ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ نہ اس کو نور کہہ سکتے ہیں اور نہ ظلمت۔ ایک آج کل کے مدعی ہیں کہ ان میں سوائے مکروفریب کے دوسری بات ہی نہیں۔ پہلے لوگ دکاندار نہیں تھے دیندار تھے غلطیوں میں مبتلا تھے مگر ان کی نیتیں خراب نہیں تھیں۔ آج کل کے مدعی تو بالکل خالی ہیں اور فرمایا کہ واللہ میں بہ قسم کہتا ہوں کہ اگر خدا کی محبت کا ایک قطرہ نصیب ہو جائے تو ساری دنیا تلخ اور زہر معلوم ہونے لگے اور یہی اصل ہے تدین کی۔

خطرے کی قسمیں

ملفوظ ۱۳۔ فرمایا ایک بزرگ سے کسی نے دریافت کیا کہ خطرے کی کتنی قسمیں ہیں تو انہوں

نے منہ پھیر لیا جب وہ شخص چلا گیا تو فرمایا کہ لا الہ الا اللہ میرا یہ گمان نہیں تھا کہ میں ایسے وقت تک زندہ رہوں گا کہ حقیقت کے متعلق باتیں ہی رہ جائینگی۔ یہاں تو کام کرنے کی ضرورت ہے۔

عمل کے دو منافع

ملفوظ ۱۴۔ اور سفر رنگوں میں دوران وعظ میں یہ بھی فرمایا کہ علم حاصل کرنے میں بدون عمل کے بھی دو نفع ہیں ایک تو عقیدہ اچھا ہو جاتا ہے دوسرے اس شخص پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ علم اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔

مال اور کمال

ملفوظ ۱۵۔ اسی سفر میں فرمایا کہ یہاں مال تو بہت ہے مگر کمال نہیں اور ہمارے اطراف میں الحمدللہ قدرے ضرورت مال بھی ہے اور کمال بھی یہاں ضرورت کے موافق بھی کمال نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی ایک کمال ہی ہے کہ کمال نہیں۔

بزرگوں کی اصطلاحات ہر شخص نہیں سمجھ سکتا

ملفوظ ۱۶۔ فرمایا کہ بزرگوں کی باتیں اور انکی اصطلاحات بدوں ان کے جوتے سیدھے کئے کبھی نہیں حاصل ہو سکتیں۔ دہلی میں ایک بزرگ تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ میں تیرا بندہ نہیں تو میرا خدا نہیں پھر میں تیرا کہنا کیوں مانوں۔ لوگوں نے سن کر کفر کے فتوے جاری کر دیئے اور قاضی کے یہاں پکڑ کر لے گئے۔ قاضی نے ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کس کو کہہ رہے ہیں۔ ہنس کر فرمایا کہ الحمدللہ دہلی میں ایک آدمی تو عقل والا ہے کہ مجھ سے دریافت کر لیا۔ بات یہ ہے کہ میرا نفس میرے اوپر تقاضا کر رہا تھا کہ مجھے فلاں چیز کھلا دو۔ میں اس سے کہہ رہا تھا میں تیرا بندہ نہیں تو میرا خدا نہیں پھر تیرا کہنا کیوں مانوں۔

در نیابد حال پختہ ہیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

ایک واعظ کی بے عملی کا نتیجہ

ملفوظ ۱۷۔ درمیان وعظ فرمایا کہ میرٹھ میں ایک وعظ سن کر لوگوں نے نمازیں شروع

کردیں مگر ان سے کوئی حرکت بیجا ہوگئی تو لوگوں نے نماز ترک کردی۔ مگر یہ بات دین ہی میں کرلیتے ہیں دنیا میں نہیں کرتے مثلاً دیکھئے ایک شخص نے دوسرے کا ایک روپیہ پایا اور دے دیا اور پھر اس نے کوئی بیجا کام کیا تو کیا یہ شخص اپنا وہ روپیہ جو اس شخص کے پاس ہے ہاتھ سے پھینک دے گا۔ یہاں تو یہ تاویل کرلی جائے گی کہ گو انہوں نے اپنی بربادی کی ہے۔ ہمارا تو کوئی نقصان نہیں۔ پھر اسی طرح سے ان مولوی صاحب سے بھی کوئی حرکت ہوگئی تھی تو آپ کا تو کوئی نقصان نہیں تھا۔

بزرگوں کے پاس نہ جانے میں اپنا نقصان

ملفوظ ۱۸۔ اور دوران وعظ میں یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کیمیا گر کے پاس نہ جائے تو اس کا کیا نقصان ہے بلکہ وہ تو خود ہی اخفاء کرتا ہے کہ لوگ مجھے پریشان نہ کریں۔ اسی طرح اگر کوئی بزرگوں کے پاس نہ آئے تو ان کا کیا نقصان ہے اپنا ہی حرج کرے گا۔

اعمال شریعت کی مثال

ملفوظ ۱۹۔ اور دوران وعظ میں یہ بھی فرمایا کہ آج کل لوگ عبادت کو مشقت سمجھتے ہیں کہنے کی تو بات نہیں ہے واللہ عبادت میں ذرا مشقت نہیں ہے اس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک شخص نے لنگر جاری کردیا اور اس میں قسم قسم کے کھانے ہیں اب فرمایئے کہیں کھانا کھانے میں بھی مشقت ہوتی ہے غذا تو عین راحت ہے اس کا نام مشقت رکھنا گویا اس کی غذائیت سے انکار ہے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ اعمال شریعت مثل روٹی کے ہیں جیسے بچے کو روٹی اولاً بتکلف کھلاتے ہیں اور وہ اول اول انکار کرتا ہے مگر جب چسکا لگ جاتا ہے پھر اس سے ہی پوچھئے کہ یہ مشقت ہے یا رحمت ہے۔ اسی طرح عابد جب عبادت کرتا ہے اول اول تو جی چراتا ہے مگر جب اس کے منہ لگ جاتا ہے تو پھر چرا چرا کر کھاتا ہے۔

(حکایت) ایک بدفہم کی ایذا رسانی

ایک شخص نے سفر رنگون میں حضرت والا سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے انکار فرمادیا اور فرمایا کہ بھائی مجھے خدمت سے دریغ نہیں اگر آپ کو کام کرنا مقصود ہے تو میں

کوئی دستور العمل بنادوں گا۔ ان صاحب نے اس کا تو اقرار نہیں کیا اور کچھ روپیہ پیش کرنے لگے اس پر اول تو فرمایا کہ یہ رشوت کے مشابہ ہوا کیا آپ مجھے مرتشی سمجھتے ہیں اور اگر میرے متعلق آپ کا یہ اعتقاد ہے تو فرمایئے ایسے شخص کو پیر بنانا کب جائز ہے اس پر ان صاحب نے کہا کہ یہ رشوت کیسے ہوگئی اس پر ناگواری ضبط کر کے فرمایا کہ بے شک اس میں میری ہی خطا ہے میں نے تمہارے فہم کی رعایت نہیں کی اور یہ شعر فرمایا

گفت اے موسی دہانم دوختی وز پشیمانی تو جانم سوختی

اس نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تو نے میرے منہ کو بند کر دیا اور پشیمانی سے میری جان کو جلا دیا۔

اور فرمایا کہ کوئی شخص حکیم کو بہت سے روپے دے دے اور دوا نہ پیئے تو کیا وہ اچھا ہو جائے گا اس پر ان صاحب نے کہا کہ جی نہیں تو اس پر فرمایا تو پھر بدون عمل کے یہ امید رکھنا کہ پیر کو ہدیہ وغیرہ دینے سے بخشا جاؤں گا یہ بھی نہیں۔ افسوس وہاں تو آپ کی سمجھ میں آ گیا اور یہاں بچے بن گئے۔

اخلاق اور آثار اخلاق

ملفوظ ۲۱۔ فرمایا کہ اخلاق اور ہیں اور آثار اخلاق اور ہیں آج کل لوگوں نے آثار اخلاق کو اخلاق سمجھ رکھا ہے۔

طریق میں اول روز نفع ہونے کی مثال

ملفوظ ۲۲۔ فرمایا کہ طریق میں اول ہی نفع ہو جاتا ہے مگر خبر نہیں ہوتی جیسے کسی نابالغ کو کوئی جائیداد دے دینا یا اس کا نکاح کر دینا۔ ظاہر ہے کہ مالک تو اسی وقت ہو گیا جب رجسٹری ہوگئی اور نکاح پڑھا گیا۔ مگر قبل از بلوغ اس کو خبر نہیں ہوئی بالغ ہوتا ہے اور خبر ہوتی ہے تب سمجھتا ہے کہ میں کن کن چیزوں کا مالک ہوں ایسے ہی سالک کو اول ہی روز نفع ہو جاتا ہے مگر اس کا احساس نہیں ہوتا اور جب احساس ہوتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ نفع تو فلانے وقت ہو گیا تھا اسے خبر نہیں۔ جس وقت کو بے کار سمجھتا ہے۔ اس وقت کو بھی اس میں دخل ہے۔ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی یہ کیا تھوڑا نفع ہے کہ اللہ کا نام لینے کی توفیق ہوگئی۔

آج کل کی بزرگی کی مثال

ملفوظ ۲۳۔ فرمایا آج کل کی بزرگی مثل بی بی تمیزہ کے وضو کے ہے کہ کبھی ٹوٹتا ہی نہیں۔ اسی طرح آج کل کی بزرگی ہے کہ نہ دھوکے سے جاتی ہے نہ خلاف شرع ہونے سے۔

اشیاء کے اثر کا نتیجہ اس کی معرفت پر موقوف نہیں

ملفوظ ۲۴۔ فرمایا حق تعالیٰ نے ہر شے کے اندر ایک اثر رکھا ہے اور اس اثر کا نتیجہ اس سے اس کی معرفت پر موقوف نہیں ہے۔ مثلاً اگر کوئی سنکھیا کھالے تو اس کا اثر اس کی معرفت پر موقوف نہیں اسی طرح اگر کوئی پانی پی لے تو پیاس کا بجھنا معرفت پر موقوف نہیں۔

تصور اور تذکرہ سے نفع ہوتا ہے

ملفوظ ۲۵۔ فرمایا جو چیزیں نافع ہیں جیسے ان کے استعمال سے نفع ہوتا ہے ایسے ہی تصور اور تذکرہ سے بھی نفع ہوتا ہے مگر بطریق اعتقاد ہو بطریق عناد نہ ہو اور ایسی جو چیزیں مضر اور مظلم ہوتی ہیں جیسے ان کے استعمال سے مضرت ہوتی ہے۔ ایسی ہی تصور اور ذکر سے بھی ہوتی ہے مگر بطریق اعتقاد ہو بطریق رد اور اعتراض نہ ہو جیسا کہ اچھے لوگوں کی صحبت اور تذکرہ سے اور تصور سے نفع ہوتا ہے ایسے ہی بروں سے نقصان ہوتا ہے۔

الٹی گنگا

ملفوظ ۲۶۔ فرمایا افسوس جن چیزوں سے خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے ان ہی چیزوں کے ہم دشمن ہو رہے ہیں خدا کی عبادت سے ہم بھاگتے ہیں زہد خشک میں نعمتوں سے ہم بھاگتے ہیں بس اسی میں بزرگی رہ گئی ہے اور جن چیزوں سے خدا سے بعد اور دوری ہوتی ہے۔ ان ہی چیزوں کو ہم نے اختیار کر رکھا ہے کیا الٹی ہوا چل رہی ہے۔

صحبت صالحین کی عجیب مثال

ملفوظ ۲۷۔ فرمایا صحبت صالحین کی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک کھٹے آم کے درخت کا پودا لے کر کسی فجری درخت کے نیچے نصب کر دیا جائے اور اس فجری پر اس کی قلم چڑھا دی جائے تو ظاہر ہے کہ اس پر پھل فجری آئیں گے۔

سالک کے اول حالت کی مثال

ملفوظ ۲۸۔ فرمایا سالک کی اول حالت مثل بچے کی ہوتی ہے ماں کے دودھ کو نہ پینا جانتا ہے نہ اس کے نفع کا علم ہوتا ہے یہی حالت سالک کی ہوتی ہے کہ اول اول نہ طاعت کو مفید سمجھتا ہے نہ اس کے نفع کا ادراک ہوتا ہے بلکہ جان چھڑاتا پھرتا ہے اور جب علم اور ادراک ہو جاتا ہے اور اس کی لذت سے واقف ہو جاتا ہے تو پھر اس کی حالت عجیب وغریب ہوتی ہے۔ اس وقت اگر اس کو مصائب بھی پیش آتے ہیں تو جھیل لیتا ہے۔

طالبان مولیٰ میں کمی

ملفوظ ۲۹۔ فرمایا طالبان مولا آجکل اس قدر کم ہو گئے ہیں کہ اگر ریلوں میں بیٹھ کر چھ مہینے سفر کیا جائے اور ہر مسافر سے دریافت کیا جائے تو غالباً چھ مہینے میں دو شخص بھی طالب مولیٰ نہ ملیں گے۔ چاہے طالب علم بہت سارے ملیں۔ مگر طالب معلوم نہ ملیں گے۔

عشق مجازی میں مبتلا شخص کا علاج

ملفوظ ۳۰۔ فرمایا ایک شخص جو عشق مجازی میں مبتلا تھے حضرت والا کے پاس ان کا خط آیا کہ ایک بیوہ عورت سے میرا دل مل گیا بہت کوشش کرتا ہوں کہ اس کے جھانکنے تانکنے سے باز آؤں مگر ہمت نہیں ہوتی کہ اس سے نجات پاؤں۔ حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ اس خط کو لے کر میرے پاس چلے آؤ۔ وہ صاحب ۱۲ رجب کو عصر کے بعد حاضر ہوئے۔ حضرت والا نے خط دیکھ کر فرمایا کہ اگر اس عورت کا خاوند ہوتا اور وہ آپ کو دیکھتا تو تب بھی آپ کی نظر رکتی یا نہیں اس پر انہوں نے عرض کیا کہ جی رک جاتی۔ فرمایا افسوس حق تعالیٰ کی آپ کی قلب میں اتنی عظمت بھی نہیں جتنی اس کے خاوند کی ہوتی۔ ڈوب مرنے کی بات ہے وجہ یہ ہے کہ وہاں جوتے کا ڈر تھا اور فرمایا کیا دوزخ کا عذاب جوتے سے بھی کم ہے اور دوزخ کی مصیبت سے کیا ہمت کی مشقت زیادہ ہے۔ اگر ہمت نہیں ہوتی تو میرے سامنے سے جاؤ ڈوب مرو۔ مجھ سے کچھ مطلب نہیں۔ اس خیال سے آئے ہوں گے کہ کوئی وظیفہ بتلا دے گا۔ وظیفوں سے کہیں امراض جایا کرتے ہیں۔ جاہل پیروں نے لوگوں کو تباہ کر دیا ہے۔ ہر کام کے واسطے انکے ہاں وظیفہ ہی وظیفہ ہے۔ وظیفہ تو بمنزلہ معجون مقوی کے ہوتا ہے وہ تو قوت پیدا کرنے کی چیز ہے اور اس سے

مرض تھوڑا ہی جاتا ہے بلکہ مرض کی حالت میں کھالی جائے تو بعض اوقات اور ترقی ہو جاتی ہے۔ مرض تو کڑوی کڑوی دوائیں اور مسہل پینے ہی سے جاتا ہے ہم تو جب جانیں کہ مسہل اور دواؤں سے ہمت ہار کر بیٹھ جائیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ افسوس دیکھئے جب میں ایسی ذرا ذرا سی باتوں پر تنبیہ کرتا ہوں تو میری طرف سے ایسے بڑے الزام کا منسوب کر دینا کہ خواب کے قصہ میں خواب دیکھنے والے پر تنبیہ نہیں کی کتنا بڑا ظلم ہے۔ بھلا ایسی ناپاک بات کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں مجھ سے کیسے گوارا ہو سکتی ہے اور اس میں تو کھلم کھلا متبع سنت کا لفظ موجود ہے۔ اس کے بعد ان صاحب نے کچھ ہدیہ پیش کیا حضرت نے فرمایا یہ ہدیہ دینے کا وقت نہیں ہے بھلا میں ایسے وقت آپ کا ہدیہ کیسے لے سکتا ہوں کہ میں آپ کو برا بھلا کہوں اور آپ ہدیہ دیں تو کیا میرے قلب پر اس کا بار نہ ہوگا۔ ہدیہ تو نہایت ہی انشراح کے وقت دیا کرتے ہیں آپ تو مجھ کو پیڑے دے رہے ہیں اور میں آپ کو تھپیڑے دے رہا ہوں۔

مقصود اعظم رضائے الٰہی ہے

ملفوظ ۱۳۱۔ گیارہ رجب کو عصر کے بعد بحکم ارشاد حضرت والا میں نے خانقاہ کی مسجد میں کچھ بیان کیا تھا۔ ختم بیان پر حضرت والا نے حاضرین کو مخاطب کر کے کچھ الفاظ زبان مبارک سے فرمائے جس سے اس ٹوٹے پھوٹے مضمون کی وہ حالت ہوگئی جیسے مردے میں جان پڑ جاتی ہے اور وہ یہ ہیں صاحبو! مولوی صاحب کے بیان کا خلاصہ یہ ہے۔ آج کل جو ہم لوگوں نے مقاصد کے حاصل کرنے کے طریقے اختیار کر رکھے ہیں اس طرح کامیابی نہیں ہوگی بلکہ ہمیں جو کچھ بھی حاصل کرنا ہے وہ حق تعالیٰ کو راضی کر کے کریں میں نے حاصل بیان کر دیا ہے تمام وعظ کا سبحان اللہ! حضرت کے چند جملوں نے تمام ٹوٹے پھوٹے بیان کو خوبصورت کر دیا۔

لوگ اپنا تابع بنانا چاہتے ہیں

ملفوظ ۱۳۲۔ ایک طالب علم شخص نے حضرت والا کی خدمت میں ایک خط پیش کیا دیکھ کر فرمایا آپ کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا میں بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آپ جس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اس میں لگے رہیں۔ یعنی تحصیل علم یہ شیطان کا دھوکا ہے۔ آپ کو دین کی خدمت سے نکالنا چاہتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ اگر مولوی ہوگئے تو خود بھی میرے

پھندے سے نکل جائیں گے اور اوروں کی بھی نکال لے جائیں گے۔ اس لئے درویشی کا جال آپ کے اوپر پھیلانا چاہتا ہے تاکہ آپ علم سے محروم رہ جائیں خیرخواہانہ طور پر کہہ رہا ہوں۔ آپ اس فکر کو بالکل دل سے نکال کر جو کام کر رہے ہیں کرتے رہیں جب درویشی کرنے کا وقت آئے گا تو ان شاء اللہ آپ کو کوئی نہ کوئی مل جائے گا۔ میرے اوپر موقوف نہ سمجھئے مجھے خدمت کرنے سے انکار نہیں ہے۔ مگر خدمت کی طرح سے خدمت کی جاتی ہے۔ دیکھئے جب فنون صرف ونحو وغیرہ ختم کر لیتے ہیں جب بخاری پڑھائی جاتی ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ نماز کا طریقہ ہی بتا دیجئے۔ فرمایا کہ وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ تکبیر کہو۔ نیت باندھو۔ رکوع کرو سجدہ کرو۔ بس یہ طریقہ ہے نماز کا اس پر انہوں نے کہا کہ دلچسپی تو ہوتی ہی نہیں فرمایا آپ اس کے مکلف ہیں یا نہیں۔ یہ سن کر وہ بالکل خاموش ہو گئے۔ تو فرمایا کہ جس چیز کا انسان مکلف نہ ہو تو اس کی فکر آپ کیوں کرتے ہیں میں پانی پت گیا ہوا تھا۔ ایک طالب علم صاحب نے بہت ہی ذوق شوق سے بیعت کی درخواست کی ایک صاحب کی سفارشی چٹھی بھی لائے۔ میں نے ہر چند انکار کیا جب نہ مانے تو میں نے کچھ بتلا دیا۔ پھر ان کی یہ حالت ہوئی کہ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے اس کے بعد ان مولوی صاحب نے کہا کہ دعا ہی کر دیا کیجئے۔ اس پر فرمایا کہ خاص طور پر چاہتے ہیں یا عام طور پر کہا کہ خاص طور پر۔ فرمایا میں اس کا وعدہ نہیں کرتا۔ ہاں ایک صورت ہے کہ آپ کثرت سے خط وکتابت کر کے خصوصیت پیدا کر لیں تو ممکن ہے پھر اس کے بعد ان مولوی صاحب نے ہدیہ پیش کیا۔ اس پر فرمایا کہ دیکھو ہمیشہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ اول ملاقات میں نہ ہدیہ دینا چاہئے نہ لینا چاہئے۔ کیونکہ یہ تعلقات کا ثمرہ ہے اور اس میں اظہار خصوصیت ہے اول ملاقات میں یہ ہو نہیں ہو سکتا بلکہ درجہ ابہام میں یہ خودغرضی پر دلالت کرتا ہے آپ فرمائیے کہ غیرت دار آدمی اسے کیسے گوارا کر سکتا ہے اور یوں تو جو شخص بھی ہدیہ لاتا ہے وہ یوں ہی کہتا ہے کہ میں خلوص سے لایا ہوں۔ اب بتائیے میں کس کو مخلص سمجھوں خصوص جبکہ اس کے ساتھ کوئی درخواست بھی ہو جیسا کہ آپ ہی بیعت ہونے پر اصرار فرما رہے ہیں جس کو میں پوری بھی نہیں کر سکا۔ اس کے بعد آپ ہدیہ پیش کرتے ہیں اور بھی فرمایا کہ یہ اصرار کا مرض طالب علمی میں پیدا ہو جاتا ہے افسوس اساتذہ اس کی طرف

توجہ نہیں کرتے۔ ان مولوی صاحب نے کسی صاحب کا سلام بھی پہنچایا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اس پر فرمایا کہ دیکھو یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب کسی سے ملنے جائیں بالخصوص آپ اس سے کوئی دینی حاجت بھی رکھتے ہوں تو اس کے پاس کسی کا سلام پیغام نہ کہا کیجئے۔ اپنے کام کی فکر میں رہئے پھر ان مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ نے خط خود کیوں نہیں لکھا۔ دوسرے سے کیوں لکھوایا۔ کیا آپ کو لکھنا نہیں آتا تھا۔ کہا کہ جی میرا خط اچھا نہیں تھا۔ اس پر فرمایا کیا آپ کی گفتگو اچھی ہے کہا کہ نہیں۔ اس پر فرمایا کہ پھر آپ نے اس میں بلا واسطہ کیوں گفتگو کی۔ جب بالکل بند ہو گئے تو یہ تاویل کی الامر فوق الادب چونکہ یہ آپ کا حکم تھا کہ بولو اس واسطے بولا۔ فرمایا کہ خط لکھوانے کو تو میرا حکم نہیں تھا۔ پھر وہ کیوں لکھوایا وہاں ادب کے خلاف کیوں کیا اور اس کو جانے دیجئے۔ اب کیوں برابر خلاف کئے جاتے ہیں۔ لوگوں کی بالکل ایسی حالت ہے جیسے ایک شخص کسی حکیم کے پاس جائے اور کہے کہ میرا علاج کر دو۔ اب طبیب مرض تشخیص کرتا ہے مریض صاحب باتیں ملا دیتے ہیں یہ مرض نہیں ہے اب بتلایئے کہ جب مرض نہیں ہے تو اب علاج کس چیز کا کیا جائے۔ حاصل سب کا یہ ہے کہ لوگ اپنا تابع بنانا چاہتے ہیں۔

ترکہ میت میں طلباء کو کپڑے دینا کس صورت میں جائز ہے

ملفوظ ۳۳۔ پہلی رجب ایک عورت بعد نماز عصر کسی میت کے کپڑے لیکر آئی اور کہا یہ مدرسہ میں طالب علموں کو دے دو۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اس مال میں یتیم بچوں کا حصہ ہے۔ اس لئے ہم اپنے طالب علموں کو نہ دیں گے اور واپس کر دیئے۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ لوگوں میں چونکہ اس کا رواج ہو گیا ہے اور اکثر مدرسہ والے انکار نہیں کرتے جو کچھ آیا رکھ لیا چاہے حلال ہو چاہے حرام ہو۔ اس وجہ سے منع کرنے والوں کا اثر بھی نہیں ہوتا اور یہ بھی فرمایا کہ رسم کی وجہ سے اس باب میں عورتیں بہت دق کرتی ہیں آ کر میت کے گھر والوں کو تعلیم کرتی ہیں کہ یہ دے دو وہ دے دو اور یہ بھی فرمایا کہ نانوتہ کے قریب ایک موضع ہے وہاں ایک خاں صاحب کا انتقال ہو گیا تھا وہ میرے بھی ملنے والے تھے۔ انہوں نے بیوی اور چھوٹی بچیاں چھوڑی تھیں ان کے گھر والوں نے یہاں پر کپڑے بھیجے اور میں نے اسی طرح واپس کر دیئے ایک اور مولوی صاحب

وہاں تشریف لے گئے ان کے سامنے وہ کپڑے پیش کیے اور میری واپسی کا قصہ مع وجہ واپسی کے بیان کر دیا۔ انہوں نے قبول کر لئے اور یہ تاویل فرمائی کہ آخر تم بچیوں کی شادی کرو گی جتنا حصہ بچیوں کا ان کپڑوں میں ہے۔ اس سے زیادہ تم اپنے پاس سے ان کو لگا دو گی۔ بس اس واسطے اثر نہیں ہوتا۔ پھر وہ کپڑے واپس آئے جو پہلی عورت لائی تھی حضرت والا نے ایک سمجھ دار آدمی کو بلا کر ان کو مسئلہ کی صورت بتلائی کہ جاؤ ان کے بالغ وارثوں سے مسئلہ بتلا کر دریافت کرو کہ اگر تم ان کپڑوں کی قیمت لگا کر ان بچوں کا حق ادا کر دو۔ بلکہ ہمارے ہاتھ میں خود قیمت دے دو ہم ان کو ضرورت کی چیز خرید کر ان کے ہاتھ میں خود دیں گے۔ اگر اس پر وہ راضی ہوں تب ہم کپڑے لیں گے ورنہ نہیں لیں گے۔ جب حضرت والا نے فرمایا کہ ان کپڑوں کو فلاں مولوی صاحب کے پاس امانت رکھو۔ جب قیمت آجائے گی اس وقت تصرف کریں گے۔

اندھیر کی بات

ملفوظ ۳۴۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا کہ جی آپ جن رسوم کو منع کرتے ہیں اور لوگ کیوں نہیں منع کرتے۔ میں نے ان صاحب سے کہا کہ یہ سوال آپ جیسے ہم سے کرتے ہیں اوروں سے کیوں نہیں کرتے کہ آپ جن رسوم کو منع نہیں کرتے فلاں کیوں منع کرتا ہے۔ اگر اس کی تحقیق ضروری ہے اور آپ کو تردد ہے تو جیسے ہم پر سوال ہوتا ہے ان پر بھی تو ہو۔ یہ عجب اندھیر کی بات ہے۔

غلطی کے اقرار پر حضرتؒ کا معاف فرما دینا

ملفوظ ۳۵۔ ایک صاحب کو ان کی بے عنوانیوں کی وجہ سے حالات کی اطلاع دینے سے منع کر دیا تھا کہ آئندہ آپ مجھے اپنے حالات نہ لکھا کریں ان صاحب نے بہت پریشان ہو کر آج ظہر کے بعد حضرت والا کو یہ پرچہ لکھا کہ اب میں پریشان ہوں اور اپنی غلطیوں کا اقرار کرتا ہوں اور ان شاء اللہ آئندہ کو بہت ہوشیاری سے کام کروں گا۔ حضرت والا نے براہ شفقت فرمایا کہ بہتر ہے اور حضرت کا یہی دستور ہے کہ جو کوئی شخص اپنی غلطیوں کا اقرار کر لیتا ہے اور اس کی مکافات کرنے کو آمادہ ہو جاتا ہے تو فوراً معاف فرما دیتے ہیں۔

اللہ حافظ کی بجائے حفیظ اللہ نام تجویز فرمانا

ملفوظ ۳۶۔ فرمایا ایک شخص کا خط آیا لکھا ہے کہ میرا نام اللہ حافظ ہے یہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ اگر یہ ٹھیک نہ ہو تو مہربانی فرما کر میرا نام بدل دیجیے حضرت والا نے حفیظ اللہ تجویز فرما دیا۔ (بمعنے محفوظ)

ختم تراویح میں کباب کی تقسیم

ملفوظ ۳۷۔ فرمایا ایک مرتبہ میں نے رمضان شریف میں مٹھائی کی جگہ کباب تقسیم کئے تھے۔ میں نے کہا بجائے حلوائیوں کے قصائیوں کو نفع ہو اس پر لوگوں میں بہت شور وغل ہوا۔ جامع کہتا ہے واقعی ایک صورت انتظام کی یہ بھی ہے کہ نوع بدل دی جائے اسی طرح حضرت والا عشق مجازی کو عشق حقیقی سے بدل دیتے ہیں مٹاتے نہیں۔

زوجین میں مساوات وعدل

ملفوظ ۳۸۔ فرمایا کہ الحمد للہ میں اپنے دونوں گھروں میں بہت ہی احتیاط سے عدل کرتا ہوں۔ مگر ان کو پھر بھی شکایت ہی رہتی ہے اور ایک اور عجیب بات ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی دشمن نہیں اگر ایک کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے گھر کو بے حد رنج پہنچتا ہے اور ایک بات اس سے بھی زیادہ عجیب ہے کہ آپس میں دونوں کے اعزا بہت ہی محبت اور الفت سے رہتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے لیتے ہیں۔ اس کے بعد ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر دونوں بیبیاں اپنے باپ کے گھر کے حالات کے اعتبار سے مختلف ہوں تو کیا کرنا چاہئے۔ تو حضرت والا نے فرمایا کہ میں تو یہی عدل سمجھتا ہوں کہ دونوں کو برابر رکھا جائے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہر ایک سے جدا معاملہ

ملفوظ ۳۹۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ کا ہر شخص کے ساتھ جدا معاملہ ہوتا ہے اور ہر ایک کی تربیت جدا طرح سے کرتے ہیں جس کی جیسی حالت ہوتی ہے اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتے ہیں اور جو مشائخ اس کی رعایت نہیں کرتے ان کی نسبت ایک شعر فرمایا۔

خستگاں را چوں طلب باشد وقوت نبود   گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

پہلے بزرگوں کا قاعدہ

ملفوظ ۴۰۔ اور فرمایا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے بزرگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر شخص کی لیاقت کے موافق تعلیم کیا کرتے تھے کسی کو گھر کا کام بتا دیا۔ کسی کو کوئی خدمت سپرد کر دی اس میں ان کی تکمیل ہو جاتی تھی۔ اب تو یہ ہو رہا ہے کہ ہر شخص کو چوبیس ہزار اسم ذات بتا دیا جاتا ہے چاہے بے چارا مرے یا زندہ رہے بلکہ تو اکثر یہی نہیں کہ اسم ذات ہی بتا دیں بلکہ خود تصنیف کر کے جو دل میں آتا ہے اٹکرلیس بتا دیتے ہیں یہ اس پر فرمایا تھا کہ ایک شخص نے درود شریف کی کتاب تصنیف کی تھی اور اس میں بہت الفاظ ایسے تھے کہ بالکل شریعت پر منطبق نہیں ہوتے تھے اور فرمایا کہ میں تو اپنے دوستوں کو دلائل الخیرات کے بارے میں بھی یوں کہہ دیتا ہوں کہ دلائل الخیرات کی ایک بڑی منزل پڑھ کر دیکھ لو اس میں کتنا وقت صرف ہوتا ہے بس اتنے ہی وقت میں وہ درود شریف پڑھ لیا کرو جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اس کو ساری امت نماز میں پڑھتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ دونوں کی شان جدا تھی

ملفوظ ۴۱۔ فرمایا اس طرف کے اکثر لوگوں میں دین کی سمجھ بہت ہے۔ اب آخر زمانے میں حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ کا قلوب پر بہت اثر تھا۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ صاف صاف فرما دیا کرتے تھے اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ میں تواضع غالب تھی دونوں حضرت کامل تھے امام تھے مگر شان ہر ایک کی جدا تھی۔

مسئلہ مولود میں ایک باریک بات

ملفوظ ۴۲۔ فرمایا کہ مسئلہ مولود میں ایک باریک بات ہے جو عوام کے سامنے ذکر کرنے کی نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو لوگ تعبد (یعنی عبادت) سمجھ کر کرتے ہیں اور اسکے واسطے نقل کی ضرورت ہے اور نقل ابھی تک نہیں ملی اور مانعین کی نظر اسی پر ہے اور عام لوگ اس کو نہیں سمجھتے اور اسی لئے ان لوگوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذکر رسول سے منع کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جیسے کوئی شخص یوں کہے محمد محمد تو اب یہ بات معلوم کرنے کی ہے کہ یہ عبادت ہے یا نہیں سو اسکے واسطے نقل نہیں ہے۔

فن تصوف میں ضرورت اجتہاد

ملفوظ ۴۳۔ فرمایا کہ اس فن تصوف میں ضرورت ہے اجتہاد کی۔ حضرت حاجیؒ مجتہد تھے مجدد تھے بہت بڑے محقق تھے حضرت کی تحقیق بہت پاکیزہ تھی کہیں سنت کے خلاف نہیں چلتے تھے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کا ارشاد

ملفوظ ۴۴۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص مجھے اپنے رنگ پر سمجھتا ہے اور میں ہر ایک کے رنگ سے جدا ہوں میری مثال ایسی ہے جیسے پانی کی کہ اس میں کوئی رنگ نہیں مگر جس بوتل میں بھر دو اسی رنگ کا معلوم ہونے لگتا ہے میں اس پر شعر پڑھا کرتا ہوں۔

ہر کسے از ظن خود شد یار من   وز درون من نہ جست اسرار من

خیر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے الفاظ مثل متون کے تھے ہر شخص نہیں سمجھتا تھا۔ الحمد للہ اب ان کی شرح ہو گئی۔

حضرت حکیم الامتؒ کی غایت تواضع

ملفوظ ۴۵۔ فرمایا کہ ایک مولوی صاحب نے میرے اوپر نہایت منکر فتویٰ دیا ہے وہ فتویٰ میرے ایک دوست کے ہاتھ آ گیا وہ یوں فرماتے تھے کہ اگر آپ فرمائیں تو وہ فتویٰ میں آپ کے پاس بھیج دوں میں نے کہا کہ نہیں بھائی مجھے کیوں لوگوں سے بدگمان کرتے ہو اب تو احتمال ہی ہے پھر دیکھ کر خط پہچان کر طبعاً یقین ہو جائے گا اور شرعاً یہ یقین جائز نہیں اور فرمایا کہ میں تو یہ شعر پڑھ دیا کرتا ہوں۔

تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا ای ذوق   ہے برا وہ ہی کہ جو تجھ کو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے پھر برا کہنے سے کیوں اس کو برا مانتا ہے

اور فرمایا کہ یہ پڑھ دیا کرتا ہوں۔

دوست کرتے ہیں ملامت غیر کرتے ہیں گلہ   کیا قیامت ہے مجھ ہی کو سب برا کہنے کو ہیں

اور فرمایا کہ میری تو یہ حالت ہے کہ

خود گلہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سن غیروں کی بات   ہیں یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہیں

جب میں اپنے کچے چٹھے کو خود شائع کر دیتا ہوں تو اوروں کو کہنے سننے کی کیا ضرورت رہ گئی۔

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت میں مشغول رکھے

ملفوظ ۴۶۔ فرمایا میاں سب جھگڑے ہیں مخلوق کی زبان کو کون بند کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت میں مشغول رکھے اور قبول کرے پھر اگر ساری دنیا بھی برا کہے تو کچھ پرواہ نہیں اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ احیاء العلوم کی طرح میری کتاب بھی جلائی گئی اور جیسے اس کے مصنف پر کفر کا فتویٰ ہوا میرے اوپر بھی کفر کا فتویٰ ہوا پھر انہی کے سامنے سونے کے پانی سے احیاء العلوم لکھی گئی۔ اسی طرح سے الحمدللہ میری کتاب بھی جو لوگ کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ انہی کے گھروں میں رکھی ہوئی ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور قریب قریب ایک لاکھ نسخوں کے چھپ بھی گئی اور غیر زبان والوں نے اپنی زبان میں ترجمہ بھی چھپوالیا میں تو اس پر خوش ہوتا ہوں کہ باوجود مخالفت کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ بلکہ موافقت میں اتنی اشاعت ہوتی تو ایسی قدر ثابت نہ ہوتی۔ جامع کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار ہمیشہ ان بن رکھتے تھے۔ مگر آپ کے کارناموں میں بالکل شک کی مجال نہ رکھتے تھے۔ جانتے تھے کہ بات تو یہی ہے کہ جو یہ کہتے ہیں پھر فرمایا کہ میں نے اپنے بزرگوں کی تکفیر کرنیوالوں کے واسطے اپنے بیان میں یہ کہا تھا کہ ہم ایک فیصلہ کرتے کہ تم اپنی جماعت میں چند لوگ منصف تجویز کرلو اور ان کافروں کے پاس بھیج دو کہ وہ ان کا سارا کچا چٹھا اپنی آنکھ سے دیکھ لیں اور پھر ان ہی سے دریافت کرو کہ ان کافروں کا کیا حال ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ خود اگر یوں کہہ دیں کہ تم ایمانداروں سے وہ کافر اچھے ہیں تب تو تکفیر سے توبہ کرلو ورنہ پھر سمجھ لو گے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اور فرمایا کہ ہمارے یہاں تو یہ سکھا دیا گیا ہے کہ جب تم کو کوئی کافر کہے تو لا الہ الا اللہ پڑھ دو۔ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں عند اللہ مومن ہوں تو کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

لوگوں کا حال

ملفوظ ۴۷۔ فرمایا کہ جہاں کسی نے ہاتھ میں تسبیح لے لی اور نفلیں پڑھنی شروع کیں۔ تو لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ تو مالک الملک ہوگیا۔ ساری خدائی اسی کے قبضہ میں سمجھنے لگتے ہیں۔

ملفوظات حکیم الامت - جلد ۱۵-۹

عمل حرام

ملفوظ ۴۸۔ پنجاب سے ایک بہت لمبا چوڑا خط آیا تھا۔ سب کا خلاصہ یہ تھا کہ میری اشرفیاں گم ہوگئی ہیں وہ بتادو اور چند شخصوں کے نام لکھے تھے کہ میرا ان پر شبہ ہے حضرت والا نے جواب میں فرمایا کہ میں عامل نہیں ہوں اور اس عمل کو حرام بھی سمجھتا ہوں۔

پیرزادگی کا اثر کبھی ختم نہیں ہوتا

ملفوظ ۴۹۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ اکثر پیرزادوں کو بیعت نہیں کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ بھائی پیرزادوں میں سے کبھی پیرزادگی کا اثر نہیں جائے گا یہ چھوٹنا بہت مشکل ہے پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ حضرت مولانا بہت ہی بڑے دانشمند تھے۔

شوکت اسلامی

ملفوظ ۵۰۔ فرمایا کہ بادشاہوں کو شوکت کی ضرورت ہے اور درویشوں کی ضرورت نہیں ہے چونکہ وہاں اگر شوکت نہ ہو تو آفت برپا ہوجائے گی اور یہاں کیا نقصان ہوگا۔ لہٰذا جن لوگوں کو انتظامی امور سے تعلق ہے وہ ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ہیں کہ شوکت بھی ہو کیونکہ بدون اس کے انتظام عالم نہیں ہوسکتا۔ مگر شوکت اسلامی وہ چیز ہے کہ شوکت دنیا اس کے سامنے گرد ہے ہیچ ہے حضرت گنگوہیؒ بالکل سادے رہتے تھے۔ مگر لوگوں کی ہمت بھی نہیں ہوتی تھی کہ سامنے بات کرسکیں۔ لیکن حضرت کی خدمت میں بیٹھنے سے سوالات خود بخود حل ہوجایا کرتے تھے۔ فرمایا کہ میں نے ایک روز عرض کیا کہ اگر باطن کے متعلق مجھے کوئی ضرورت ہوا کرے تو میں دریافت کرلیا کروں۔ فرمایا کہ اچھا اس کے بعد صرف ایک بار ایک بات پوچھی پھر مجھے تمام عمر کسی سوال کا وسوسہ بھی نہیں ہوا۔

خواب کی تعبیر

ملفوظ ۵۱۔ ۸ رجب ۳۸ھ ایک صاحب کا خط آیا تھا اس میں منجملہ اور امور کے یہ بھی لکھا تھا کہ والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اسی روز سے برابر قرآن شریف پڑھ کر بخش رہا ہوں اور ان کے کپڑے بھی سب خیرات کردیئے۔ مگر والد صاحب کو خواب میں دیکھا کہ

ایک تہبند باندھے ہوئے بالکل ننگے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر سے مشرف فرمایئے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے یہ لکھ دیا ہے کہ خواب کوئی مہتم بالشان چیز نہیں ہے جس کی اتنی فکر ہے اور فرمایا کہ اس کی تعبیر ہوسکتی تھی مگر اس کا سلسلہ ہی کیوں نہ منقطع کردیا جائے ورنہ تعبیر یوں ہوسکتی ہے کہ صدقے میں کوئی بات خلاف ہوگئی اس لئے وہ خیرات نہ پہنچی ہو۔

بذریعہ خط بیعت

ملفوظ ۵۲۔ ایک صاحب کا خط آیا تھا کہ جناب مولوی صاحب آپ جو لوگوں کو خط کے ذریعہ سے مرید کرتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے اور یہ سنت سے ثابت ہے یا نہیں فرمایا میں نے جواب میں لکھا ہے کہ یہ میرا فعل ہے آپ میرے فعل کی دلیل کیوں دریافت کرتے ہیں۔ آپ کو کیا حق ہے۔ آپ بلا دلیل کسی کو مرید نہ کریں۔

علم غیب اور علم عیب

ملفوظ ۵۳۔ ایک صاحب پانی پڑھوانے کو آئے اور آکر خاموش کھڑے ہوگئے۔ جب حضرت نے دیکھا اور فرمایا کہ کیوں کھڑے ہو۔ بیٹھتے کیوں نہیں ہو کیا مجھے تکلیف پہنچانے پر سب نے اتفاق کرلیا ہے۔ ان صاحب نے کہا کہ جی مجھے پانی پڑھوانا ہے۔ فرمایا تو منہ سے کیوں نہیں کہتے۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ مجھے علم غیب ہے۔ تمہارے انداز سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھے علم غیب ہونا چاہئے تھا۔ پھر ظرافت سے فرمایا کہ مجھے غیب کا علم نہیں ہے، مگر عیب کا ہے۔

بعد مشورہ کام میں تصرف کرنے سے گرانی

ملفوظ ۵۴۔ فرمایا کہ آج کل تو یہ رہ گیا ہے کہ ایک کام مشورہ سے طے ہوتا ہے پھر اس کے خلاف بلا مشورہ اس میں تصرف کرلیا جاتا ہے اب ان سے پوچھئے کہ جو بات مشورہ سے طے ہوئی تھی وہ مشورہ کے خلاف اکیلے کیوں کی۔ اگر خلاف ہی کرنا تھا اس میں بھی مشورہ کرلیتے یہی تو خرابی ہے کہ جس شخص کو کام دے دیتا ہوں وہ اپنے آپ کو مجتہد اور مستقل سمجھنے لگتا ہے اسی واسطے تو میں کوئی کام کسی کے سپرد نہیں کرتا۔ مجھے ان باتوں سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور پھر لوگ مجھ ہی کو بداخلاق کہتے ہیں۔ ان کو کوئی نہیں دیکھتا۔ افسوس ساری دنیا کے الو

میرے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ یہ اس پر فرمایا تھا کہ حوض کی تیاری میں ایک صاحب نے کچھ تعمیر خلاف مشورہ شروع کرادی تھی اور ایک حاجی صاحب کا نام لیا تھا۔ اس کو پیر سے گرادیا اور فرمایا جاؤ حاجی صاحب سے ہی پوچھ کر آؤ جیسا انہوں نے فرمایا ہے ویسا ہی کروان صاحب نے کہا کہ جی معمار نہ مانے۔ اس پر فرمایا کہ ایسی تیسی معماروں کی وہ ہمارے نوکر ہیں یا ہم ان کے غلام ہیں یوں کہئے کہ آپ کی بھی رائے تھی ورنہ ان کی مجال ہے کہ خلاف کرسکیں۔

بلا ضرورت وصل کرنے پر تنبیہ

ملفوظ ۵۵۔ ۱۳؍رجب ایک صاحب حضرت والا کو قرآن مجید سنا رہے تھے ان صاحب نے ایک جگہ وصل کیا یعنی آیت پر نہیں ٹھہرے بلکہ ایک آیت کو دوسری آیت سے ملادیا۔ حضرت والا نے فرمادیا تم نے یہاں پر وصل کیوں کیا کیا تم تمام قرآن مجید کا مطلب سمجھتے ہو۔ یا نہیں سمجھتے۔ وہ صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ ان لوگوں کی جب ہی تو اصلاح نہیں ہوتی کہ میرے سوال کرنے پر بھی اپنے عیب کا اقرار نہیں کرتے۔ اجی اگر یوں کہہ دیں کہ نہیں سمجھتا تو یہ جہل کا اقرار ہے اور یوں کہہ دیں کہ سمجھتا ہوں تو کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ اس لئے آپ اسے بلی کے گو کی طرح چھپا رہے ہیں اور میرے پوچھنے پر بھی نہیں بتاتے۔ پھر غصہ سے فرمایا ارے بتاتا کیوں نہیں تجھے سارے قرآن کے معنی آتے ہیں۔ ان صاحب نے اقرار کیا کہ نہیں آتے۔ اس پر فرمایا پھر یہاں پر وصل کیوں کیا۔ کیا اوقاف مقرر کرنے والوں کو تم لوگ بے وقوف سمجھتے ہو۔ ارے یہ جاہلوں کے واسطے ہی لکھے گئے ہیں۔ بس آپ کا زہد و تقویٰ تو پانی ہی میں ختم ہو چکا۔ طہارت کے باب میں تو آپ کو اتنی احتیاط ہے کہ کنواں بھی ناپاک حوض بھی ناپاک۔ لوٹا بھی ناپاک۔ ہنس کر فرمایا کہ لنگوٹا بھی ناپاک۔ حالانکہ فقہاء نے طہارت کے باب میں بہت ہی وسعت سے کام لیا ہے۔ اس میں تقویٰ سوجھا اور قرآن میں بیٹھے ہوئے تعریف کر رہے ہیں۔ بس جی آج کل تو کلابی تقویٰ رہ گیا ہے۔ یعنی کتے کا تقویٰ۔ وہ کم بخت موتنے میں تو اتنی احتیاط کرتا ہے کہ ٹانگ اٹھا کر موتتا ہے اور منہ سے گو چاٹتا پھرتا ہے جن صاحب پر یہ ملفوظ ہوا تھا ان کو طہارت کے باب میں وہم ہو گیا تھا اور یہ صاحب حضرت کے ایک مخلص شخص کے صاحبزادہ ہیں۔ اس لئے من جملہ اور اصلاحوں کے اس کا ازالہ وقتاً فوقتاً فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کو ہر نصیحت کے ساتھ اس پر بھی متنبہ کرتے رہتے ہیں اب ان کے اس مرض کی بہت اصلاح ہو گئی ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ کے معمولات اور انتظام میں حکمت

ملفوظ ۵۶۔ حضرت کے یہاں ایک لیٹر بکس رکھا ہے جن لوگوں کو کچھ کہنا سننا ہوتا ہے خط میں لکھ کر اس لیٹر بکس میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت والا سہولت سے جواب لکھ کر بذریعہ خادم کے ان کے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ ایک صاحب نے کچھ بے ہودہ اور بے جوڑ باتیں لکھ کر بکس میں ڈال دیں۔ حضرت والا نے دیکھ کر اس پرچہ پر یہ لکھ دیا کہ ظہر کے بعد اس پرچہ کو میرے ہاتھ میں دینا۔ بعد ظہر کے ان صاحب نے پرچہ پیش کیا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا اور یہ بھی لکھا کہ میں آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔ اب حضرت والا نے ان سے دریافت کرنا شروع کیا کہ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ میں سلام سے محروم رہا اور مصافحہ سے محروم رہا۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ آیا آپ نے سلام کیا تھا۔ میں نے جواب نہیں دیا یا آپ نے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھائے میں نے دھکیل دیا۔ یا آپ نے خود نہ کیا یا میں نے آپ کو ممانعت کر دی تھی اس پر وہ صاحب بیٹھے رہے۔ پھر دوبارہ استفسار پر بولے کہ جی مجھ سے خطا ہو گئی اس پر فرمایا کہ خطا ہو گئی۔ میں یہ نہیں پوچھتا ہوں۔ میری غرض تو یہ ہے کہ آپ کا اس لکھنے سے کیا مطلب تھا ان صاحب نے کہا کہ یہ مطلب تھا کہ اصلاح ہو جائے۔ اس پر فرمایا کہ آپ نے اس واسطے خطا کی تھی کہ میری اصلاح ہو جائے۔ یہ تو ایسی بات ہوئی کہ جیسے کوئی چوری کرے اور حاکم کے دریافت کرنے پر یوں کہے کہ چوری اس واسطے کی تھی کہ میری اصلاح ہو جائے یا کوئی اپنے کپڑے کو گو لگا لے۔ اب اس سے کوئی کہے کہ گو کیوں لگا رکھا ہے اور وہ اس کے جواب میں کہے کہ جی کپڑا دھل جائے گا۔ یعنی بغیر گو لگائے ہوئے کپڑا پاک ہوگا نہیں اور حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس پر لوگ مجھے سخت کہتے ہیں اب بتلایئے مجھ کم بخت کو اتنے تو کام ہیں نماز کے بعد قرآن سنتا ہوں۔ خطوط کے جواب لکھتا ہوں بعض روز چالیس چالیس پچاس پچاس خط آجاتے ہیں دوسرے میں بھی تو انسان ہوں راحت و آرام کو بھی جی چاہتا ہے۔ بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ وہ بدون تخلیہ کے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے تھوڑا بہت وقت ان کاموں کیلئے بھی چاہئے۔ پھر میں تو اس پر بھی دو ڈھائی گھنٹے دے دیتا ہوں۔ ہاں مجھے تلوے سہلانا نہیں آتے۔ اب لوگ چاہتے

ہیں کہ میں تلوے بھی سہلایا کروں اور ہر شخص سے پوچھا کروں کہ تمہاری بی بی بھی اچھی ہے بچے اور بابا بھی اچھے ہیں۔ بھائی مجھ سے تو یہ ہو نہیں سکتا۔ ہاں ضروری بات میں خود ہی دریافت کر لیتا ہوں۔ پھر فرمایا جایئے کسی سے مشورہ لے جو آپ کی اصلی غرض ہے اس خط کے لکھنے سے اس کو ظاہر کر دیئے۔ یوں میری تسلی نہ ہو گی ان کے خط سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت والا کے معمولات پر اور انتظام پر اعتراض تھا۔ اسی وجہ سے حضرت والا نے بار بار حاضرین کو خطاب کر کے فرمایا کہ یہ معمولات اور انتظامات میں نے اپنے مدت کے تجربہ کے بعد مقرر کیا ہے۔ اب اگر کسی شخص کو اس سے اچھا معمول اور انتظام معلوم ہو وہ کہے۔ میں بجان ودل قبول کرنے کو تیار ہوں مگر میری سمجھ میں آ جائے میں اس پر ہٹ نہیں کروں گا ہاں جو خرابیاں معلوم ہوں گی وہ ظاہر کروں گا۔ جب ان باتوں کا جواب ہو جائے۔ واللہ میں تمام انتظام بدلنے پر تیار ہوں۔ یہ کوئی شرعی مسئلہ تو ہے ہی نہیں۔ اپنی اور اپنے دوستوں کی سہولت کیلئے اور وہ بھی مدت کے تجربہ کے بعد اور الحمدللہ شریعت کے مطابق دستور العمل مقرر کر رکھا ہے۔ اب ان دونوں باتوں کا خیال رکھ کر یعنی شریعت کے موافق بھی ہو اور سہولت اور راحت بھی ہو۔ کوئی دستور العمل بنا دو میں مان لوں گا۔ لوگ معمولات میں رائے تو دیتے نہیں اور اس کے نتائج میں اعتراض کرتے ہیں (جامع کہتا ہے اکثر ملفوظات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والا کو دو باتوں کی طرف زیادہ خیال رہتا ہے۔ تتبع اور استحضار کیونکہ ان دو باتوں کے نہ ہونے سے بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں بہت کثرت سے سابقین کے قصے اسی واسطے بیان کئے گئے ہیں تاکہ ہم ان کو یاد کر کے اور سمجھ کر ان خرابیوں سے بچیں)

آج کل کی تہذیب تعذیب ہے

ملفوظ ۵۷۔ فرمایا کہ ایک صاحب دہلی سے تشریف لائے تھے اور دہلی کے لوگ بہت مہذب ہوتے ہیں مگر آج کل کی تہذیب تعذیب ہے وہ پہلے ایک شخص کے مرید تھے اور ان کی ہر طرح کی خدمت کرتے تھے۔ جوتے بھی اٹھاتے تھے اور پیر بھی دباتے تھے جب وہ سفر میں جاتے تو ان کے ساتھ رہتے تھے۔ غرض جو کام ایک غلام کو کرنا چاہئے وہ سب کام کرتے تھے۔ مگر پیر کا میلان چونکہ بدعت کی طرف ہو گیا تھا وہ مرید میرے پاس چلے آئے تھے اور میرے ساتھ

بھی وہی طرز اختیار کیا جوان پیر کے ساتھ تھا ہر وقت مجھے بھوت کی طرح چمٹے رہتے تھے جہاں جاؤں جوتا اٹھا کر رکھیں۔ کبھی پنکھا جھلیں کبھی وضو کیلئے پانی۔ غرض جب میں نہایت تنگ ہوگیا اور سخت تکلیف ہونے لگی تب ان سے کہا کہ جناب میں سخت پریشان ہوگیا ہوں اور بے حد تکلیف ہوتی ہے خدا کے واسطے مجھے معاف کیجئے۔ میں ان تکلفات کا عادی نہیں ہوں۔ خیر مان تو لیا چونکہ مہذب آدمی تھے۔ مگر دوسرے روز خط لکھا اور ڈبے میں رکھ گئے کہ میں بڑا بدقسمت ہوں۔ بڑا بدنصیب ہوں مجھے آپ نے سعادت سے محروم کردیا اس پر میں نے کہا کہ جب میں ایسا ہوں کہ آپ کو سعادت سے محروم کرتا ہوں پھر میرے پاس رہنے سے آپ کو کیا نفع ہوگا۔ آپ اور کہیں جایئے۔ جہاں سعادت تقسیم ہوتی ہو۔ اس پر سیدھے ہوگئے سچ کہتا ہوں رسوم کا اس قدر غلبہ ہوگیا ہے کہ حقائق بالکل مٹ گئے اور ایک عقلمند کا خط آیا تھا کہ کئی خط بھیج چکا ہوں۔ مگر جواب سے محروم ہوں میں نے انہیں لکھا کہ یہ ممکن ہے کہ آپ کے خط میرے پاس نہ پہنچے ہوں یا میں جواب لکھ چکا ہوں اور آپ کے پاس نہ پہنچا ہو اس پر ان صاحب کا جواب آیا بے شک اس میرے لکھنے کی سوائے لغویات کے اور کوئی غرض نہیں میں معافی چاہتا ہوں۔

ایک حنفی کو جواب

ملفوظ ۵۸۔ فرمایا ایک شخص کا خط آیا ہے ان صاحب نے لکھا ہے کہ میں ہوں تو حنفی مگر چونکہ خود امام صاحب کا ہی قول ہے کہ اگر میرا قول حدیث کے خلاف ہو تو اس کو چھوڑ دو۔ اس واسطے میں فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہوں اور آپ سے بھی دریافت کرتا ہوں کہ میں کیا کروں آیا پڑھوں یا نہیں۔ میں نے جواب لکھا کہ جب حدیث کے مقابلہ میں امام کا قول کوئی چیز نہیں تو میرا قول کیا ہوگا۔

کتاب کا نفس مطلب سمجھانا کافی ہے

ملفوظ ۵۹۔ آج کل جو مدارس میں مدرسین اور طالبین کی طرف سے کوتاہیاں ہوتی ہیں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تو ایک مولوی صاحب کی بات بہت پسند آئی وہ دہلی میں رہتے تھے۔ اب انتقال ہوگیا۔ جب سلم پڑھانے بیٹھے تو اپنے شاگردوں سے کہا کہ تحقیق کے ساتھ پڑھاؤں یا نفس کتاب پر اکتفاء کروں شاگردوں نے کہا صاحب۔ تحقیق سے پڑھایئے چونکہ سلم کی بہت سی شروح موجود ہیں۔ انہوں نے دیکھ بھال کے خوب ہانکی۔

طالب علم بہت خوش ہوئے۔ دوسرے روز کہا کہ اب بھی تحقیق کے ساتھ پڑھاؤں یا سرسری۔ طالب علموں نے کہا کہ صاحب تحقیق سے ہی پڑھایئے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ذرا کل کی تحقیق سنادو کیا یاد کی ہے۔ اب سب الو سے بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ کسی کو کچھ بھی یاد نہیں نکلا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ جب یاد نہیں کرتے تو میرا مغز کھانے سے کیا فائدہ ہوا۔ بولو اب کیسے پڑھاؤں سب نے کہا نفس مطلب ہی کافی ہے پھر مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی ہم نے استادوں سے یوں کتابیں سمجھ کر پڑھی تھیں۔ یہ تقریریں جو تمہارے سامنے کی تھیں یہ خود کتابیں دیکھ کر سمجھ میں آگئیں۔ تم بھی ایسے ہی کتابیں پوری کرلو۔ ان شاء اللہ سب کچھ ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا واقعی انہوں نے بہت ہی خیر خواہی کی۔ جو استادوں کو کرنی چاہئے۔ آج کل تو اپنا رنگ جمانے کو اور تقریر صاف کرنے کو یوں ہی الل ٹپ ہانکتے رہتے ہیں چاہے کوئی سمجھے یا نہ سمجھے یہاں تک کہ اگر طالب علم کوئی صحیح بھی سمجھ جاتا ہے اور اپنی زبان سے اس کے خلاف نکل گیا تو پچ بھرنے کیلئے اسی کو ہانکے جاتے ہیں۔ یہ بات تو میں نے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ میں دیکھی اور آج تک کسی میں نہ دیکھی کہ جب کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی فوراً اپنے ماتحت مدرسوں کے پاس چلے گئے اور مجمع میں جا کر کہہ دیا کہ مولانا میں اس کا مطلب نہیں سمجھا ہوں۔ مجھے سمجھا دیجئے۔ اور جب وہاں سے آئے صاف طالب علموں سے کہہ دیا کہ مولوی صاحب نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے۔ اور پھر پڑھانے لگے یہاں تک کہ اگر کوئی طالب علم بھی صحیح مطلب بیان کر دیتا تھا تو فوراً مان لیتے تھے اور فرماتے کہ بھائی تم ٹھیک کہتے ہو میں غلط سمجھا تھا۔ اور کئی کئی بار فرماتے یہ ایک حالت حاوی ہوگئی اور فرمایا کہ اس شخص کا دل اللہ تعالیٰ نے بے روگ بنایا تھا۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ یہی حالت حضرت صاحبؒ کی تھی اپنے خدام سے مسئلہ پوچھ پوچھ کر عمل کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے تم لوگ عالم ہو دیکھو اگر میں اپنی تحقیقات میں کوئی غلطی کروں تو مجھے بتا دینا۔ ورنہ میں خدا کے سامنے کہہ دوں گا کہ میں ان لوگوں سے دریافت کرتا رہتا تھا۔ انہوں نے نہیں بتایا یہاں تک حضرت کی حالت تھی کہ اپنے واردات کو بھی خدام کے سامنے ظاہر فرما دیا کرتے تھے کہ بھائی یہ میرا وارد ہے کتابوں میں دیکھ لو شریعت کے خلاف تو نہیں ہے پھر یہ بھی فرمایا کہ جب میں کانپور میں پڑھاتا تھا اور طالب کو کتاب پر شبہے ہوتے اور مجھ سے

الجھتے تو میں تو صاف کہہ دیا کرتا تھا کہ میں ناقل ہوں اور ناقل بھی ایسا کہ صحیح کتاب کا ذمہ دار نہیں۔ یہ بتلاؤ جو کتاب میں نے لکھا ہے اس کا وہ مطلب ہے یا نہیں جو میں نے بیان کیا ہے طالب علم کہتے کہ صاحب جو کتاب میں لکھا ہے اس کا مطلب تو وہی ہے جو آپ نے بیان کیا ہے فرمایا کہ میں ان سے کہتا کہ بس آ گئے چلو میں نے کتاب کے حل کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ سو کتاب حل ہو گئی اب کتاب میں غلطی یا مصنف کی لغزش یہ سب ممکن ہے۔ اس کا نہ میں ذمہ دار نہ تم ذمہ دار۔ تم یہی سوچو میں بھی سوچوں۔ سبق کو کیوں غارت کرتے ہو اور یہ بھی فرمایا کہ میرا یہ بھی معمول تھا کہ جس بات میں شرح صدر نہ ہو فوراً کہہ دیا کہ یہاں میری سمجھ میں نہیں آیا تم بھی غور کرو میں بھی غور کروں گا۔

وظیفوں کا نام بزرگی رکھنے پر افسوس

ملفوظ ۶۰۔ فرمایا کہ اب تو وظیفوں کا نام بزرگی ہے اور اخلاق کی درستی کوئی چیز ہی نہیں رہی۔

حضرت حکیم الامتؒ کے اخلاق

ملفوظ ۶۱۔ فرمایا کہ میری بدخلقی ان لوگوں کے ساتھ ہے جو لوگ مجھ سے تربیت کا تعلق رکھتے ہیں اگر کوئی اس تعلق کو نہ رکھے تو پھر دیکھے میرے خلق کو۔۔

تکریم کرنا یا کرانا موجب اجنبیت ہے

ملفوظ ۶۲۔ فرمایا ایک شخص رنگون سے یہاں پر آئے تھے اور وہ کچھ ہدایا بھی لائے تھے میں نے ناشناسائی کے سبب اپنی عادت کے موافق رد کر دیا اور اصرار کرنے پر کچھ تھوڑا سا لے بھی لیا۔ اس پر وہ بہت ہی رنجیدہ ہوئے اور اپنے ایک ساتھی سے اظہار ملال کیا وہ صاحب چونکہ بہت ہی دانشمند اور ہوشیار آدمی ہیں۔ انہوں نے کہا حاجی صاحب! آپ خدا کا شکر کیجئے۔ آج آپ کو ایک ایسا شخص ملا ہے کہ اس نے آپ کی بات بھی نہیں پوچھی ورنہ جس جگہ آپ گئے سب جگہ آپ کی تعظیم و تکریم کی گئی اور میں نے اس پر کہا کہ وہ طالب ہی نہیں جو طالب تکریم ہو اور فرمایا کہ حضرت تکریم کرنا یا کرانا یہ خود اجنبیت کی دلیل ہے۔

اذان سے خدا کی عظمت اور شان ظاہر ہوتی ہے

ملفوظ ۶۳۔ جب عصر کی اذان ہوئی تو فرمایا کہ اور مذہب والوں کے یہاں تو عبادت

کے وقت گھنٹہ بجتا ہے اور یہاں ابتدا میں ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن سے خدا کی عظمت اور شان اور عبادت کی ترغیب ظاہر ہوتی ہے۔

مجہول بات سے تکلیف ہوتی ہے

ملفوظ ۶۴۔ بعد ظہر کے فرمایا کہ حافظ صاحب نے وعظ کیلئے کہا تھا اور میں نے وعدہ بھی کرلیا تھا گو دل نہیں چاہتا تھا وہ اب تک بھی بلانے نہیں آئے۔ خدا جانے بھول گئے یا اور کوئی وجہ ہوئی معلوم کرانے کیلئے ایک صاحب کو بھیجا۔ احقر نے عرض کیا کہ مولوی ظفر احمد صاحب سے وعظ لکھنے کیلئے عرض کردوں تو اس پر فرمایا کہ جواب آجانے دیجئے۔ ممکن ہے ان کی رائے بدل جائے جن صاحب کو جواب لینے بھیجا تھا ان صاحب نے آکر کہا ان مولوی صاحب نے یوں کہا ہے کہ تشریف لے آئیے۔ اس پر ان صاحب سے دریافت کیا کہ تم نے یہ بھی دریافت کیا کہ انہوں نے خود کیوں نہیں بلایا۔ اس پر ان صاحب نے کہا کہ یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ اس پر حضرت والا نے غصہ ہوکر فرمایا کہ یہ مہمل جواب ہے تمہیں معلوم کرنا تھا کہ آپ خود بلانے کیوں نہیں گئے۔ پھر وہ صاحب معلوم کر کے آئے اور کہا کہ عورتیں نماز پڑھ رہی تھیں۔ (جامع غرض یہ ہے کہ مجہول بات سے حضرت والا کو بہت تکلیف ہوتی ہے جو بات ہو صاف صاف ہو)

مسائل باطن دریافت کیجئے

ملفوظ ۶۵۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ میں ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں فرمایا مسئلہ فلاں مولوی صاحب سے دریافت کرو۔ مجھے مسئلے یاد نہیں ہیں۔ مجھ سے تو اور ہی قسم کے مسئلے دریافت کرو ان مسائل کے بتلانے والے اور بہت ہیں اور ذرا دیر کے بعد فرمایا کہ یہ بات ظاہر معمولی ہوتی ہے مگر میں نے ایک تجربہ کے بعد یہ دستور العمل مقرر کیا ہے۔ بالخصوص ایک خاص شخص کی حالت سے مجھے خوب معلوم ہوگیا ہے وہ ہمیشہ مسائل فقہی پوچھا کرتے تھے۔ جب میں نے دیکھا یہ تو اسی میں رہے جاتے ہیں۔ ان صاحب نے منتہائے ترقی اسی کو سمجھ رکھا تھا۔ تب میں نے ان کو سختی کے ساتھ منع کردیا۔ پھر ایک ہفتہ کے بعد ابواب باطن کھل گئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ خدا نہ کرے کہ اگر ان مسائل کے بتلانے والے نہ

رہیں پھر تو میں اس سارے کارخانہ کو آگ لگا کر یہی کام کروں۔ اور یہ بھی بات ہے کہ ایک سے دو کام ایک وقت میں نہیں ہو سکتے۔ مثلاً جو شخص تنور میں روٹیاں لگا رہا ہو اگر وہ گوشت کا دیگچہ بھی چڑھا دے تو دونوں میں سے ایک کام خراب ہو جائے گا۔

بعض جزئیات کی جامعیت

ملفوظ ۶۶۔ فرمایا دیکھئے بعض جزئیات ایسی ہوتی ہیں کہ بدون موقع اور محل کے دیکھنے کے قبل بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے مگر جب آدمی پر گزرتی ہے اور اس کا موقع آتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات کس قدر وقیع اور قابل اہتمام تھی جس کو معمول سمجھا جاتا تھا بات یہ ہے۔

اے ترا خارے بیان شکستہ کے دانی کہ چیست　　حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند !!!

مجھے چونکہ کام پڑتا رہتا ہے اور بعض معمولی باتوں سے سخت اذیت اور تکلیف پہنچتی ہے اس لئے اہتمام کرتا ہوں لوگ مجھے وہمی اور بداخلاق کہتے ہیں ایک صاحب نے لکھنو سے ڈیڑھ صد روپیہ کا منی آرڈر بھیجا اور لکھا کہ صد ۵۰ روپیہ مدرسہ امدادیہ کیلئے اور یک صد روپیہ مدرسہ دیوبند کیلئے ہیں۔ اب دیکھئے یہ ایک معمولی سی بات ہے کہ یہاں سے میں سو روپیہ کا منی آرڈر دیوبند کو کردوں مگر مجھے جو باتیں پیش آئی ہیں وہ سنئے کل تو تعطیل تھی۔ میں نے اپنے پاس اس روپیہ کو امانت رکھا اور مجھے کسی کی امانت رکھنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور آج میں صبح کے وقت لوہاری چلا گیا وہاں سے قریب بارہ کے یہاں واپس آیا۔ تھوڑی سی دیر کو گھر چلا گیا وہاں سے یہاں آیا قیلولہ کی کچھ عادت ہے لیٹا تو فوراً ہی یہ خیال ہوا کہ اس روپیہ کو روانہ کرنا چاہئے۔ لفافہ لکھ کر بیمہ تیار کیا مشکل سے اس کو سیا کیونکہ لفافہ موٹا اور پھر اس میں نوٹ نیز مجھے ان کاموں کے کرنے کی عادت نہیں۔ روپیوں کے نوٹ تلاش کرائے وہ بمشکل سے ملے جب بنا بنوکراتے تیار کیا تو اب لاکھ نہیں۔ مہر کس چیز سے لگاؤں۔ مگر میرے پاس بعض رجسٹریاں آجاتی ہیں۔ اس کی لاکھ چھوڑا کر رکھ لیتا ہوں۔ اسے اٹھا کر گھر لے گیا۔ گھر میں اسے پگھلا کر بتی بنادی (خدا ان کا بھلا کرے) مگر چونکہ وہ لاکھ استعمالی تھا۔ یا میں ناواقف تھا۔ اس لئے مہر بہت ہی بری آئی۔ اچھا آدمی کو ڈاک خانہ لیکر بھیجا اپنی

نیند خراب کی ان کو پریشان کیا۔ جب وہاں لے کر گئے تو ڈاک منشی نے بہت سے عیوب نکال کر واپس کر دیا۔ پھر نیا لفافہ منگایا اور اس کو تیار کیا پھر ان بے چاروں کو بھیجا۔ اب وہ روانہ کر کے آئے ہیں غرض یہ ہے کہ اپنا سارا کام چھوڑا سخت پریشان ہوا۔ سونا گیا۔ جب ان کی چاندی پہنچی ہے۔ صرف یہ اظہار کرنے کے لئے کہ ہم جیسے تمہارے معتقد ہیں ایسے ہی تمہارے مجمع کے بھی معتقد ہیں تمہارے مدرسہ کی بھی خدمت کرتے ہیں ان کے مدرسہ کی بھی خدمت کرتے ہیں۔ مجھے پریشان کر ڈالا کیا ان سے یہ خود نہیں ہوسکتا تھا کہ دیوبند کو علیحدہ منی آرڈر کر دیتے ہیں ان کے پاس تو ملازمین وغیرہ موجود ہیں۔ صرف ان کو زبان سے کہنا تھا میرے پاس تو کوئی ملازم بھی نہیں طلباء کا احسان اٹھایا۔ غرض اب خدا خدا کر کے اس سے سبکدوش ہوا ہوں۔ تین یوم برابر پریشان ہوا۔ اس پر لوگ مجھے وہمی کہتے ہیں یہ اچھا وہم ہے کہ ہمیشہ مطابق واقعہ کے ہوتا رہتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے احتیاطاً ایک ٹکٹ زائد دے دیا تھا۔ پہنچانے والے تو کافی بتلاتے تھے وہاں جا کر اس نے وزن کیا تو معلوم ہوا کہ ایک ٹکٹ اور لگایا جائے گا۔ یہ ساری خرابی اس کی ہے کہ لوگوں نے طریق کو چھوڑ رکھا ہے اور قوت فکریہ سے کام لینا چھوڑ دیا ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت لوگ سوچتے تو بہت ہیں مگر پھر بھی کوتاہی ہو جاتی ہے۔ حضرت والا نے بطور ظرافت ہنس کر فرمایا کہ میں بھی جانتا ہوں۔ سوچ ہی کر تو بھیجا ہے میں تو خود اس کا قائل ہوں اور اسی وجہ سے مجھے تکلیف بھی زیادہ ہوئی کہ انہوں نے اپنا نفع تو سوچا اور یہ نہ سوچا کہ میرے اوپر کیا گزرے گی پھر یہ فرمایا کہ وہ بے چارے اچھے آدمی ہیں اور باوجود یہ کہ ایک دوسرے صاحب سے معتقد ہیں پھر بھی ہمارا خیال رکھتے ہیں اور فرمایا خوش ان ہی سے نہیں نباہتے ہیں۔ چونکہ ہر وقت وہاں رہنا سہنا ہوتا ہے۔ جس مجمع میں رہتے ہیں وہ سارا مجمع انہیں دوسرے صاحب کا ہے۔ اور وہ چونکہ خلوت نشین ہیں اس لئے لوگوں کو ان کی طرف کشش ہے اور یہ بھی فرمایا خلوت عجب چیز ہے۔ جب لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے ملنا چھوڑ دیا ہے تو مخلوق کی رجوعات ہونے لگتی ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ کسی چیز سے روکا جاتا ہے۔ اسی

کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ملنے کو تو خلوت نشین کا بھی دل چاہتا ہے۔ چونکہ انسان مدنی الطبع ہے مگر اپنے اوپر جبر کر کے روکے رہتا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ بعضے بظاہر خلوت میں ہیں دل ان کا جلوت میں ہے اور بعضے بظاہر جلوت میں ہیں اور بباطن خلوت میں ہیں۔ اس پر فرمایا کہ وہی بات ہے جو حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہند میں رہ کر آرزوئے مکہ بہتر ہے اس سے کہ مکہ میں ہو اور ہندوستان میں دل ہو اس پر ایک بزرگ کی حکایت فرمائی کہ جب ان کا انتقال ہوا کسی شخص نے خواب میں دیکھا حال دریافت کیا۔ فرمایا کہ الحمدللہ نجات بھی ہوگئی اور مقامات بھی عطا ہوئے۔ مگر جیسے فلاں شخص جو غریب میرے محلے میں رہتا تھا اور ہمیشہ آرزو کیا کرتا تھا اے الہ العالمین اگر مجھے فراغت نصیب ہو تو میں بھی تیری عبادت کروں جو مرتبہ اس کو نصیب ہوا ہے وہ مجھے نصیب نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلوت بھی وہی محمود ہے جو دل سے ہو کہ چاہے جسد جلوت ہی میں ہو۔

حجروں میں لاکھ بیٹھے خلوت کہاں نصیب   جب تک کہ جان دل میں بساتو ہی تو نہ ہو (جامع)

پھر فرمایا کہ مولانا رومیؒ نے خلوت کے علی الطلاق مفید نہ ہونے کو ایک جگہ بیان فرمایا ہے اے عزیز تو جو خلوت کو مطلقاً افضل کہتا ہے یہ بھی جلوت ہی کی برکت ہے۔ اگر جلوت میں جا کر یہ معلوم نہ ہوتا تو تجھے اس کے فضائل کہاں سے معلوم ہوتے۔ پھر فرمایا کہ ہاں ایسا وقت ہر شخص کیلئے چاہے تھوڑا ہی ہو ضروری ہے کسی وقت خلوت میں رہے۔ حتیٰ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ ابتداً غار میں جا کر رہا کرتے تھے پھر حق تعالیٰ بھی حکم فرماتے ہیں۔ ''فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب''۔

دو شیخ سے تعلیم لینے کا نتیجہ

ملفوظ ۶۷۔ ایک صاحب گجرات سے تشریف لائے حضرت والا نے دریافت فرمایا۔ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گجرات سے حاضر ہوا ہوں۔ اس پر فرمایا کہ میرا کوئی خط ہے آپ کے پاس۔ ان صاحب نے عرض کیا کہ میں نے عریضہ بھیجا تھا مگر جواب نہیں ملا۔ فرمایا کہ جواب کا انتظار کرتے یا مکرر خط بھیجتے۔ ان صاحب نے کہا کہ شوق میں چلا آیا پھر فرمایا کہ وطن بھی آپ کا گجرات ہی ہے ان صاحب نے کہا کہ وطن تو

بہار ہے۔ فرمایا کہ مجھے طرز گفتگو سے شبہ تھا۔ پھر آپ وہاں کیا کرتے ہیں۔ ان صاحب نے کہا کہ گوشہ میں پڑا رہتا ہوں۔ حضرت نے یہ سن کر بہت دیر تک خاموشی فرمائی اور پھر فرمایا کہ میں نے آپ سے دو سوال کئے مگر دونوں کا جواب مبہم ملا کہ شاید اب اور کچھ نہ دریافت کرسکوں گا۔ ان صاحب نے عرض کیا کہ میں کوہ مری ایک جگہ ہے گرمی میں وہاں چلا جاتا ہوں۔ اور گجرات میں ملازم ہوں۔ فرمایا کہ اب سمجھ میں آ گیا مگر ایک سوال کا جواب اب بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ ان صاحب نے کہا کہ وہاں میرے پیرومرشد رہتے ہیں۔ ان کا حکم ہے کہ نوکری چھوڑ کر یہاں چلے آؤ۔ اس وجہ سے میں وہاں جارہا ہوں۔ ساتھ ہی یہ بھی خیال ہوا کہ حضور سے بھی ملتا چلوں۔ حضرت نے فرمایا کہ اب بات سمجھ میں آئی ہے اور پہلے تو کوئی بھی نہ سمجھا ہوگا۔ پھر دوسرے دن انہیں صاحب نے کہا کہ مجھے بھی کچھ تعلیم کر دیجئے گا۔ اس پر فرمایا کہ جناب میں خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ تعلیم کا سلسلہ انہیں بزرگ سے رہنے دیجئے جن سے آپ بیعت ہیں اور جو تعلیم انہوں نے فرمایا ہے اس کو کرتے رہئے گا اور فرمایا کہ کچھ تعلیم کیا ہے یا نہیں۔ ان صاحب نے کہا کہ جی کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ آپ انہیں اطلاع کرتے ہیں یا نہیں۔ ان صاحب نے کہا کہ اطلاع تو نہیں کرتا۔ فرمایا کہ جب آپ اطلاع نہیں کرتے تو کیا فائدہ ہے۔ فضول تحقیقات میں تو پڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ بزرگوں کے ملفوظات اور احوال کے مطالب حل کر بھی لیں تو فرمایئے کہ جب تک خود کام نہ کریں گے۔ آپ کو کیا نفع ہوگا۔ یہ اس پر فرمایا کہ ان صاحب نے مجدد صاحب کی بعض عبارتوں کا مطلب دریافت کیا تھا اور یہ بھی فرمایا کہ لوگ بہت سارے مشائخ سے تعلق کرلیتے ہیں۔ پھر نہ ادھر کے رہتے ہیں نہ ادھر کے رہتے ہیں ان کے یہاں کی تعلیم ان سے چھپاتے ہیں اور ان کی یہاں کی تعلیم ان سے چھپاتے ہیں اسی چکر میں ساری عمر گزر جاتی ہے۔ اس پر یہ حکایت فرمائی کہ فلاں اطراف میں ایک صاحب نے اپنی لڑکی کا دو جگہ نکاح کیا اور ہر ایک سے یہ شرط رکھی کہ چھ ماہ ہمارے گھر رہا کرے گی اور چھ ماہ آپ کے گھر رہا کرے گی۔ ایک عرصے کے بعد عقدہ حل ہوا کہ ایک شوہر نے ایک دولائی بہت نفیس اس بے حیا عورت کو بنادی تھی۔ وہ چادر اس کے شوہر ثانی کو پسند آ گئی اس نے مانگ لی اور اس کو اوڑھ کر مجلس میں

گئے۔ اتفاقاً دونوں شخص وہاں جمع ہوگئے۔ شوہراوں نے چادر پہچانی مگر دل میں خیال کرتے تھے کہ ممکن ہے کہ اس نے بازار سے ایسا ہی کپڑا خریدا ہو بالآخر دل نہ مانا ایک تدبیر سے ان سے معلوم کیا کہ حضرت آپ نے کہاں سے یہ چھینٹ خریدی ہے۔ مجھے بہت پسند ہے۔ اگر آپ پتہ دیں تو میں بھی منگالوں۔ صاحب ثانی نے کہا کہ مجھے سسرال سے ملی ہے اس پر انہوں نے کہا کہ مجھے ان کا ہی پتہ دیجئے گا۔ جب پتہ معلوم ہوا تو اور بھی حیران ہوئے کہ یہ تو میرے سسرال کا ہی پتہ ہے۔ پھر سوچا کہ ممکن ہے ان کی دوسری دختر منسوب ہو بالآخر ان سے کہا کہ تکلیف کر کے مکان دکھا دیجئے گا۔ جب وہاں پہنچے تو وہی سسرال ہے سسر صاحب کو آواز دی جب وہ باہر تشریف لائے تو ان کا رنگ دونوں کو دیکھ کر متغیر ہوگیا۔ پھر تو اول شخص نے ان کے پٹھے پکڑ کر مرمت شروع کردی۔ دوسرے صاحب سخت حیران تھے اس پر شخص اول نے کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں آپ بھی ایسا ہی کریں گے اور فارغ ہوکر قصہ کہا تو صاحب ثانی نے بھی خوب مرمت کی یہی حال ہوتا ہے دو شیخ سے تعلیم لینے والے کا۔

احتیاط اور تقویٰ کی ضرورت

ملفوظ ۶۸۔ ایک صاحب نے حضرت والا کو لفافہ دیا اس کو دیکھ کر فرمایا کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ ان سے خط لکھا کر لاؤ۔ ان صاحب نے عرض کیا کہ مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ اس پر فرمایا کہ تم نے کہا کیوں نہیں کہ مجھے یاد نہیں رہتا۔ تم اپنی شان بڑی سمجھتے ہو۔ پھر غریبوں کی بات کی طرف کیوں توجہ ہو شان تھوڑی نہ ہوجائے گی میں نے تمہاری بہت ہی اصلاح کی۔ مگر پھر بھی تمہارے اندر وہی مرض موجود ہے۔ وہی تکبر' وہی نخوت یاد رکھو کہ جیسے فساق و فجار شیطان کے قبضہ میں ہیں ویسے ہی وہ متقی جو حدود شریعت سے تجاوز کرتے ہیں۔ شیطان کے قبضہ میں ہیں پس اس کی احتیاط اور تقویٰ تو پانی میں ہی منحصر ہوگیا ہے۔ (چونکہ ان صاحب میں طہارت کے معاملہ میں وہم کا بھی مرض ہے)

معاملات سے متعلق شرعی مسئلہ

ملفوظ ۶۹۔ فرمایا آج ایک بہت لمبا چوڑا خط آیا تھا انہیں معاملات کے متعلق جو آج کل ہو رہے ہے (یعنی شورش) فرمایا میں نے یہ شعر لکھ دیا۔

اذالم تستطع شیئاً فدعہ وجاوزہ الی ما تستطیع

اور فرمایا کہ یہ فقط شاعری نہیں ہے بلکہ اس وقت شرعی مسئلہ بھی ہے اتفاق سے یہ شعر یاد آگیا اس لئے لکھ دیا ہے اور اسی طرح ایک شخص کا اور خط آیا تھا وہ بھی بہت لمبا چوڑا تھا۔ حاصل یہ تھا کہ ہم کو کیا کرنا چاہئے میں نے لکھا کہ آپ ایک فہرست بنا کر بھیج دیجئے کہ آپ کیا کیا کر سکتے ہیں اس پر میں لکھ دوں گا کہ یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے۔

بدگمانی اور تجسس کرنا ٹھیک نہیں

ملفوظ ۰۷۔ فرمایا کہ ہر جگہ بدگمانی اور تجسس کرنا ٹھیک نہیں ہے بلکہ اس کی بھی ایک تفصیل ہے۔ اگر اس شخص سے تعلق تربیت واصلاح ہو۔ جس میں شبہ ہے تو دریافت کرے بلکہ بعض محل میں دریافت کرنا ضروری ہے۔ نواح پانی پت کے ایک صاحب نے پندرہ روپیہ اس مدرسہ کیلئے مجھ کو دیئے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ میرا یہ خیال ہے کہ تم نے یہاں اس واسطے روپیہ دیئے ہیں کہ میں خوش ہوں گا۔ سچ بتا دو میرا یہ خیال صحیح ہے یا نہیں ان صاحب نے خود اقرار کیا کہ جی حضرت بات تو یہی ہے۔ مجھے یہ شبہ اس لئے ہوا کہ پانی پت میں بھی مدرسہ ہے۔ غرباء مساکین بھی ہیں پھر یہاں کی تخصیص کیوں کی حالانکہ یہ ایسی بات ہے کہ سب جگہ جاری ہو سکتی ہے مگر مجھے ایسے شخص کی تفتیش سے کیا غرض جو مجھ سے تعلق نہیں رکھتا۔ چنانچہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے واقعہ میں ان سے خود دریافت کیا ہے کہ اے عائشہؓ ہم نے تمہاری بابت ایسا ایسا سنا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو مجھ سے کہہ دو۔ میں تمہارے واسطے استغفار کروں گا اور دوسرے لوگوں کے بارے میں صحابہ سے فرماتے ہیں کہ میرے سامنے کسی کی باتیں نہ بیان کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں سے میرا دل صاف رہے اور قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ لوگوں کے بھید نہ معلوم کر۔ چنانچہ ارشاد ہے فلا تجسسو الخ اسی ذیل میں فرمایا یہاں پر ایک شخص نے دوسرے شخص کو امر بالمعروف کیا اور مجھے شبہ ہوا ان سے دریافت کیا کہ آپ نے فلاں شخص کو امر بالمعروف کیا ہے ان صاحب نے کہا کہ جی ہاں فرمایا میں نے ان سے کہا کہ آپ مسجد میں کھڑے ہیں اللہ کا نام لیتے ہیں اگر جھوٹ کہو گے تو دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائیں گے۔ اب بتلایئے کہ جس وقت آپ نے امر بالمعروف کیا تھا

آپ ان سے اپنے کو اچھا سمجھتے تھے یا نہیں انہوں نے اقرار کیا کہ بے شک یہ بات تو تھی میرے اندر۔ فرمایا یہ تو ہدایت نہیں ہے۔ یہ تو گمراہی ہے اور گمراہی بھی کیسی بلکہ شرک ہے۔ پھر اب کیا ہونا چاہئے کہا جو آپ فرمادیں۔ میں نے کہا کہ تمام نمازیوں کے جوتے سیدھے کیا کیجئے اور سب کو لوٹا بھر بھر کر دیا کیجئے اور چونکہ یہ مرض پیدا ہوا ہے ذکر و شغل سے بالکل ذکر و شغل چھوڑ دیجئے۔ مگر مجھے پھر اللہ کے نام کا ادب غالب ہوا۔ میں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ خصوصیت کے ساتھ اس صورت سے جیسے ذکر کیا کرتے ہیں۔ نہ کیا کیجئے بلکہ یونہی چلتے پھرتے کرلیا کیجئے چاہے اس سے زیادہ کرلیا کیجئے اس عمل کے کرنے سے ان کو اس قدر فائدہ ہوا وہ خود اقرار کرتے تھے کہ مجھے دس سال میں بھی اتنا نفع نہ ہوتا۔

مدارس کا وجود خیر کثیر ہے

ملفوظ ۷۱۔ فرمایا علماء کے لالچ نے اس قدر اس طریق کو لوگوں کی نظروں میں حقیر کر دیا ہے کہ ایک جگہ بھانڈوں نے نقل میں بیان کیا کہ سب سے زیادہ منحوس فرقہ کونسا ہے تو انہوں نے مولویوں کو کہا ایک شخص نے دریافت کیا کہ اس کی کیا دلیل۔ تو کہا کہ یہ لوگ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ کوئی مرے تو روٹی حلوا ملے۔ اور سب سے بہتر فرقہ بھانڈوں کا ہے اس لئے کہ ہمیشہ خوشی کی دعائیں کرتے ہیں اس پر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ مدرسے تو اب نام ہی کے رہ گئے ہیں ان سے کچھ نفع نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں صاحب میں بالکل اس کے خلاف ہوں۔ مدارس کا وجود خیر کثیر اور بڑی برکت والی چیز ہے اس پر مجھے شیخ سعدیؒ کی حکایت ہی پسند ہے۔ لکھا ہے کہ ایک شہزادے کے تاج کا لعل کسی شکارگاہ میں کھویا گیا تھا اور رات کا وقت ہو گیا تھا۔ تلاش سے نہیں ملا۔ اس نے خدام کو حکم دیا کہ یہاں کے سب کنکر و پتھر جمع کر کے لے چلو۔ اطمینان سے تلاش کرلینا چنانچہ انہی میں سے لعل نکل آیا اسی طرح ان مدارس میں سے ایسے ایسے لوگ نکل آتے ہیں کہ جو سارا دین کا کام سنبھال لیتے ہیں۔

حدیث الاعمال بالنیات معاصی سے متعلق نہیں

ملفوظ ۷۲۔ فرمایا الاعمال بالنیات جو حدیث شریف میں ہے یہ مباحات ۰ طاعات کے متعلق ہے۔ معاصی میں نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ طاعات میں اگر نیت نیک ہوگی۔ تب

ملفوظات حکیم الامت - جلد ۱۵ - ۱۰

تو وہ مقبول ہیں اسی طرح مباح میں اگر نیت دین کی ہو وہ دین ہو جاتا ہے اور یہ نہیں ہے کہ معاصی میں نیت نیک کرنے سے وہ معاصی طاعت بن جائے گی۔

حکایت حضرت حاجی صاحبؒ اور مولانا رحمت اللہ صاحبؒ کیرانوی

ملفوظ ۷۳۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ اور مولوی رحمت اللہ صاحبؒ کیرانوی میں گفتگو ہو پڑی مولوی صاحب نے حضرت حاجی صاحب سے کہا کہ آپ تو اپنے آپ کو جنید وقت سمجھتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ اپنے کو بوعلی سینا سمجھتے ہیں اس کے بعد مولوی صاحب گھر گئے تو ان پر گریہ طاری ہوا اور صبح کو حضرت کی خدمت میں معذرت کی۔

سلطان کو دعا کیلئے کہنا آداب شاہی کے خلاف ہے

ملفوظ ۷۴۔ فرمایا کہ مولوی رحمت اللہ صاحب جب قسطنطنیہ سے واپس آئے تو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سلطان المعظم ایسے ایسے ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو آپ کے واسطے سلطان سے کچھ عرض کر دوں۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ کیا نتیجہ ہوگا جو آپ کو ملا وہ ہی مجھے ملے گا۔ یعنی بیت اللہ سے بعد اور بیت سلطان سے قرب۔ مگر آپ سلطان کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ دیندار ہیں میرے واسطے دعا کرا دیجئے۔ پھر فرمایا چونکہ حضرت بڑے محقق تھے جامع تھے اس لئے یوں فرمایا کہ دعا کیلئے کہنا یہ شاہی آداب کے خلاف ہے۔ آپ میرا اسلام عرض کر دیں وہ جواب دیں گے اس میں دعا ہو جائے گی۔

خط لکھنے کیلئے واسطہ کی ضرورت نہیں

ملفوظ ۷۵۔ ایک صاحب نے حضرت والا کی خدمت میں ایک لفافہ پیش کیا کہ فلاں صاحب نے بھیجا ہے۔ دیکھ کر فرمایا اس کو واپس کر دو وہ خود کیوں نہیں بھیجتے واسطہ کی کیا ضرورت ہے وہ لوگوں پر اپنا بوجھ کیوں ڈالتے ہیں اور ان صاحب سے کہا کہ آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ کو کسی کا سلام و پیام مجھ سے نہ کہا کیجئے گا۔ آپ اپنا کام کرنے آئے ہیں یا لوگوں کے سفیر ہیں۔

دعا کیلئے اہلیت شرط نہیں

ملفوظ ۷۶۔ فرمایا ایک صاحب نے مجھ سے دعا کے واسطے کہا میں نے جواب دیا۔ آپ خود بھی تو دعا کیجئے ان صاحب نے کہا کہ میں اس قابل کہاں ہوں۔ میں نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کلمہ تو پڑھ لیتے ہیں جو سب کی اصل ہے۔ اس کیلئے تو آپ قابل ہو گئے اور دعا کے قابل نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ دعا کے واسطے قابلیت کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ دعا تو ایک سوال ہے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ سوال تو نا قابل ہی کیا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دعا کے واسطے شیطان ہونا بھی مانع نہیں۔ چنانچہ شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیوں قابل نہیں ہیں لوگوں کو شیطان نے اس غلطی میں مبتلا کر کے ایک خیر کثیر سے روک رکھا ہے۔

ہر کام میں تفقہ کی ضرورت ہے

ملفوظ ۷۷۔ فرمایا ایک حاجی صاحب ساکن تھانہ بھون ہی تھے وہ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے ایک مرتبہ میرا اور ان کا کیرانہ کا سفر ہوا راستہ میں جب نماز کا وقت آیا۔ میں نے گاڑی والے سے کہا کہ گاڑی روک لے میں اتر کر لوٹا لے کر ایک نہر کی طرف پانی لینے گیا ادھر میں نے ان سے کچھ نہیں کہا اور یہ خیال کیا کہ دیکھوں یہ کیا کرتے ہیں وضو کر کے میں نے نماز شروع کر دی وہ بھی چپکے چپکے پانی لا کر وضو کر کے میرے ساتھ کھڑے ہو گئے اور سارے سفر میں نماز پڑھتے رہے۔ لوگوں نے جب ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو ہنسی کی کہ حاجی بھی نمازی ہو گئے۔ حاجی نے کہا کہ بھائی مجھے نماز سے انکار تھوڑا ہی ہے۔ میری نماز تو ان مولویوں نے لمبی لمبی رکعتیں پڑھ کر چھوڑ وا دی ہے اور میرا نام لے کر کہا کہ اگر اس جیسا امام ہو کہ مختصر مختصر نماز پڑھا دیا کرے تو کبھی بھی نماز نہ چھوڑوں اس پر فرمایا کہ واقعی لوگ ایسی نماز پڑھاتے ہیں کہ مقتدی پریشان ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ مظفر نگر کے سفر میں میرا بھی ایک بزرگ کے ساتھ جانا ہوا۔ انہوں نے جنگل میں صلوٰۃ اوابین شروع کر دی۔ میں بہت ہی پریشان ہوا۔ ہر کام میں تفقہ کی ضرورت ہے اور روایات کے یاد کرنے کو فقہ نہیں کہتے فقہ دین کی سمجھ کا نام ہے۔ حدیث میں ایک راہب کا قصہ آیا ہے جریج نامی بہت عابد زاہد تھے۔ ہمیشہ صومعہ کے اندر رہا کرتے تھے۔ یہ ایک دن نماز میں مشغول

تھے۔ ان کی والدہ نے کسی ضرورت سے پکارا چونکہ نماز میں تھے نہ بولے۔ وہ خفا ہو کر واپس چلی گئیں اور ان کے واسطے بددعا کی کہ اے اللہ یہ جب تک نہ مرے کہ جب تک فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھے۔ چنانچہ ان کی دعا قبول ہو گئی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ایک بدکار عورت کے ایک بچہ ہوا۔ اس پر لوگوں نے اس کی دارو گیر کی۔ اس پر اس نے ان عابد کا نام لے دیا۔ بس لوگوں نے ان کو پکڑ لیا گھر گرا دیا وہ بے چارے بہت پریشان ہوئے پوچھا آخر کیا خطا ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ تم نے اس عورت سے منہ کالا کیا ہے۔ اس کے حرام کا بچہ ہوا ہے۔ بالآخر انہوں نے اس شیر خوار سے کہا کہ بتاؤ تیرے باپ کا کیا نام ہے اس نے ایک چرواہے کا نام لیا۔ تب ان بیچارے کی جان بچی۔ اس قصہ کو بیان فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فقیہ نہیں تھا اگر فقیہ ہوتا تو وہ نماز توڑ دیتا۔ چونکہ شریعت کا حکم ہے کہ اگر کوئی شخص نوافل میں مشغول ہو اور والدین بے خبری میں پکاریں تو نیت توڑ کر ان کی بات سن لے یہاں تک کہ اگر بضرورت پکاریں تو فرض بھی توڑ دے۔

اگر بینم کے نابینا وچاہ است اگر خاموش بہ نشینم گناہ است

(اگر میں دیکھوں کہ نابینا اور کنواں ہے یعنی نابینا کنویں میں گر رہا ہے اگر میں اس وقت خاموش بیٹھوں تو گناہ ہے)

ایثار بھی ایک قربت ہے

ملفوظ ۸۷۔ ایک صاحب نو وارد حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہاں سے اٹھ کر سب لوگوں کے پیچھے جا بیٹھے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ آپ وہاں کیوں جا بیٹھے آپ میرے پاس آ جائیے۔ ان صاحب نے کہا کہ وہاں جگہ تنگ ہے۔ اس پر حضرت والا نے ایک مولوی صاحب سے فرمایا کہ آج آپ ہی ایثار کریں۔ آپ پیچھے بیٹھ جائیے اور اپنی جگہ خاں صاحب کو دیدیجئے۔ آپ تو ہمیشہ کے رہنے والے ہیں۔ نو واردوں کی رعایت کیا کیجئے۔ میں ہمیشہ اس کو خیال رکھتا ہوں۔ میں اکیلا کیا کروں کوئی سنتا ہی نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ زاہدان خشک کا فتویٰ ہے کہ ایثار قربات میں جائز نہیں مگر محققین نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ بھی ایک قربت ہے اود وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ رعایت ادب کی کرنا اور یہ بھی فرمایا کہ اہل مکہ میں یہ بات

بہت اچھی ہے کہ وہ حج کے زمانہ میں مسافروں کی رعایت سے خود طواف کرنا چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی واجب شرعی نہیں ہے۔ مگر جائز ہے اس میں مسافروں کو بہت سہولت ہے۔

ایک صاحب سے بیعت ہونے کیلئے ایک شرط

ملفوظ ۷۹۔ ایک شخص سے دریافت کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کیسے آنا ہوا ہے۔ ان صاحب نے کہا کہ فقط زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہوں۔ پھر کچھ دیر کے بعد پوچھا کہ کوئی اور کام تو نہیں ہے۔ ان صاحب نے کہا کہ بیعت ہونے کا بھی خیال ہے اس پر فرمایا کہ پھر پہلے ہی کیوں نہیں کہا۔ جاؤ ہم تم کو بیعت نہیں کرتے کیونکہ تم نے ہم کو دھوکہ دیا ہے اچھا اگر چھ مہینے یہاں رہو تو پھر کر لیں گے جب دیکھیں گے کہ تمہارے اندر سے یہ اوصاف جاتے رہے جو مانع ہیں۔ بیعت سے اور فرمایا کہ آپ نے شادی بھی کر لی ہے یا نہیں۔ کہا جی کر لی ہے۔ فرمایا کوئی بچہ بھی ہے۔ کہا ہاں جی ایک لونڈا بھی ہے۔ فرمایا کہ کبھی تم نے شادی ہوتے بھی دیکھی ہے۔ کہا ہاں جی ہاں دیکھی ہے۔ اس پر فرمایا کہ نکاح پیام کے ساتھ فوراً ہو جاتا ہے یا برسوں جوتے گھسانے پڑتے ہیں۔ کیا اس تعلق کی نکاح کے برابر بھی وقعت نہیں آپ کے ذہن میں اور فرمایا کہ جس شخص سے کام متعلق ہوتا ہے۔ اس شخص کو تابع کیا کرتے ہیں یا کہ خود تابع ہو جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حاجت مند کو خود چاہئے کہ وہ ان امور کو اختیار کرے۔ جن سے اپنا مطلوب اور مقصود حاصل ہو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ساری دنیا کے تابع بنتے پھریں۔

راحت سے عشق

ملفوظ ۸۰۔ فرمایا میں تو راحت کا عاشق ہوں اور دوسروں کے واسطے بھی یہ اختیار کرتا ہوں۔ چنانچہ فلاں صاحب یہاں پر اہتمام کیا کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے اس کو دفعۃً چھوڑ دیا۔ الحمد للہ مجھے ذرا فکر نہیں ہوئی اور یہ خیال کر لیا کہ اگر کوئی شخص نہیں ملا تو مدرسہ کو ختم کر دوں گا میرے ذمہ کوئی واجب تھوڑا ہی ہے جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے میں حاضر ہوں۔ میں ساری دنیا کا ذمہ دار نہیں ہوں اور فرمایا راحت میں ایک عجیب بات ہے ہاں کسی میں طبیعت سلیمہ ہی نہ ہو تو اس کا کچھ ذکر نہیں۔ وہ تو بے شک فرعون ہو جاتا ہے ورنہ راحت میں حق تعالیٰ سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور محبت سے معرفت بڑھتی ہے۔ طاعت اور

فرمانبرداری میں لطف آنے لگتا ہے اور فرمایا حضرت جو محقق ہیں وہ اور ہی کچھ سمجھ کر کھاتے پہنتے ہیں وہ اس جسد کو خدا کی مشین سمجھتے ہیں اس واسطے تیل بھی لگاتے ہیں صاف بھی کرتے ہیں۔ غلاف بھی چڑھاتے ہیں ان کو حکم ہوتا ہے اس کے سب کل پرزے درست رکھنے کا ہمارے حضرت سید احمد صاحبؒ ہر روز ایک جوڑا بنا کر بدلا کرتے تھے۔ ایک رئیس حضرت کے واسطے ہر سال تین سو ساٹھ جوڑہ بنا کر بھیجا کرتے تھے۔ بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ کیسے درویش ہیں روز ایک جوڑا بدلتے ہیں۔ حضرت سید صاحبؒ کو اس خطرہ پر اطلاع ہوئی تو ایک روز مجمع میں فرمایا کہ لوگوں کو یہ خیال ہوگا کہ میں روزانہ جوڑا بدل کر خوش ہوتا ہوں۔ واللہ میری ایسی حالت ہے کہ مجھے اگر کمبل بندھوا کر اور سر پر گوبر کا ٹوکرا رکھ کر بازار میں نکالا جائے تو اس حالت میں پہلی میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا۔

دوسروں کو تکلیف سے بچانے کا اہتمام ضروری ہے

ملفوظ ۱۸۱۔ ایک صاحب حضرت والا سے ملنے کو تشریف لائے تھے اول روز تو انہوں نے یہ درخواست کی کہ حضرت آج وعظ فرمادیجئے حضرت والا نے فرمایا کہ کیا میرے ذمہ وعظ کہنا ضروری ہے یا میرے اوپر کسی کا قرض ہے اور اگر قرض بھی ہو کیا تو ضروری ہے کہ آج ہی ادا کردوں۔ اور آج ۹ رجب کو جب حضرت والا اپنے معمول کے موافق جنگل کو جانے لگے تو ان صاحب نے کہا کہ ہمیں بھی ہمراہ لے چلو۔ اس وجہ سے حضرت کو اور بھی تکلیف ہوئی۔ مگر کوئی تنبیہ نہیں کی۔ اور صبر کیا مگر ان صاحب نے آج چلتے وقت بعد ظہر پھر کچھ خلاف قاعدہ اور بلاضرورت کہہ دیا اس پر ان سے فرمایا کہ بھائی بہت بولنا چھوڑ دو زیادہ بولنا کوئی ہنر نہیں ہے جو بات کرو بغیر سوچے مت کہو۔ بہت بولنے سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اجی ہم ایسے تو کہاں ہیں کہ گناہوں سے بچے رہیں مگر اتنا تو کریں کہ بندگان خدا کو ہم سے ضرر نہ ہو اور فرمایا کہ اگر کوئی انگریز اس طرح جاتا ہوتا تو کیا آپ اس سے بھی درخواست کرتے کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں ان صاحب نے کہا کہ نہیں۔ اس پر فرمایا کہ پھر یہاں ایسا کیوں کیا۔ کیا میں تمہارا غلام ہوں۔ ان صاحب نے کہا کہ محبت کی وجہ سے میں نے کہا تھا۔ اس پر فرمایا کہ بھائی یہ محبت نہیں ہے۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ کوئی روک ٹوک نہیں کرتا۔ یہ بزرگوں کی خوش اخلاقی نے ناس کیا ہے۔ اگر ذرا بھی روک ٹوک کریں تو سب ٹھیک ہوجائیں۔

حد سے زیادہ تعظیم کرنا بدعت ہے

ملفوظ ۸۲۔ ایک دن لوگ حضرت کی مجلس میں دور دور بیٹھے ہوئے تھے۔ آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی تھی اس پر فرمایا کہ سب صاحب قریب مل کر بیٹھ جایئے۔ افسوس! میں روز کہتا ہوں مگر کوئی اس کا خیال نہیں کرتا۔ کیا یہ بھی میرے ذمہ ضروری ہے کہ روز کہا کروں۔ اگر کوئی نیا آدمی دیکھے تو یوں کہے گا کہ یہ شخص بھیڑیا معلوم ہوتا ہے جو لوگ اس سے اس قدر خائف ہیں۔ کہ پاس آنے کی ہمت نہیں ہوتی اور یہ بھی فرمایا کہ اس قدر تعظیم کرنا بدعت ہے۔

بدنظری کا علاج

ملفوظ ۸۳۔ ایک صاحب کا خط آیا تھا اپنے خالات کے ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ میری نظر نہیں رکتی۔ حضرت والا نے ان کو کچھ ترکیب بتلائی اور یہ فرمایا کہ اگر اس سے بھی نظر نہ رکے تو یہ خط لیکر میرے پاس کو چلے آنا وہ اس خط کو لے کر حاضر ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے آپ کو لکھا تھا آپ نے اس کے مطابق عمل نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ جی کیا تو تھا مگر نظر رکتی ہی نہیں۔ فرمایا کہ اگر وہ عورت میرے سامنے ہوتی اور آپ بھی ہوتے تب بھی آپ کی نظر پڑتی یا نہیں۔ کہا جی رکتی۔ اس پر غصہ ہو کر فرمایا کہ مردود تجھ کو خدا کی اتنی بھی عظمت نہیں جس قدر پیر کی۔ جا میرے سامنے سے دفع ہو جا اور جب تک اس سے نجات نہ ہو مجھے صورت نہ دکھانا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ صاحب جامع سے کہنے لگے کہ اب بالکل خیال نہیں رہا۔

ہر اخبار کی اشاعت کی مضرت

ملفوظ ۸۴۔ میں نے یعنی جامع نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا تھا جو بہت اخبار دیکھتے تھے تو ان مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اس سے عقل بڑھتی ہے۔ سیاسی امور میں معلومات پیدا ہوتی ہے میں نے کہا کہ اسی واسطے علماء منع کرتے ہیں اخبار بینی کو تم سمجھتے نہیں۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ ہر اخبار کی اشاعت کی مضرت تو قرآن مجید میں موجود ہے۔ کقولہ تعالیٰ۔ **واذا جاء ھم امر من الامن او الخوف اذا عوا بہ ط ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ولولا**

فضل اللہ علیکم ورحمتہ لا تبعتم الشیطان الا قلیلا ۔ مطلب ہے کہ جب ان لوگوں کو یعنی منافقین کو کسی امر جدید کی خبر پہنچتی ہے خواہ وہ موجب امن؟ یا موجب خوف تو اس خبر کو فوراً مشہور کر دیتے ہیں حالانکہ وہ بعض اوقات غلط نکلتی ہے اور اگر صحیح بھی ہو تب بھی بعض اوقات اس کا مشہور کرنا خلاف مصلحت انتظامیہ ہوتا ہے اور اگر بجائے خود مشہور کرنے کے یہ لوگ اس خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو حضرات صحابہؓ ان میں سے ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کی رائے کے اوپر رکھتے اور خود دخل نہ دیتے تو صحت و غلطی ہونے کا اور قابل تشہیر ہونے نہ ہونے کا وہ پورا اندازہ کر سکتے ۔ اس کی پوری تفصیل تو تفسیر میں دیکھ لینے کے قابل ہے ۔ یا کسی عالم محقق سے سمجھنی چاہئے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اخبار کے بالعموم مشہور کرنے کی ممانعت قرآن مجید میں موجود ہے اور حدیث میں بھی وارد ہے **کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع** (انسان کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے کہ جو سنے (اسے آگے بغیر تحقیق کے) بیان کر دے)

سلطنت جمہوری کا لغو ہونا قرآن سے ثابت ہے

ملفوظ ۸۵ ۔ فرمایا ایک مرتبہ میں نے تو کانپور میں بڑے مجمع میں سلطنت جمہوری کا لغو ہونا ثابت کیا تھا اور جس دلیل سے یہ لوگ استدلال جمہوریت سلطنت پر کرتے ہیں اسی سے روکا تھا ۔ میں نے کہا صاحبو! سلطنت کی جمہوری ہونے کا استدلال اس آیت سے کرتے ہیں **قولہ تعالیٰ وشاورھم فی الامر** میں اسی سے اس کا رد کرتا ہوں دیکھئے اس میں مشورہ کا حکم ہے ۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ جمہوریت کا حکم ہے آپ لوگ اپنے کو بڑا فلسفی اور حکیم سمجھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ لوگ کچھ نہیں سمجھتے ۔

جمہوری سلطنت میں مشورے کے خاص اصول

ملفوظ ۸۶ ۔ حضرات جمہوری سلطنت محض مشورہ کا نام نہیں ہے بلکہ جمہوری سلطنت میں مشورے کے خاص اصول بھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر اختلاف ہو تو کثرت رائے پر فیصلہ ہو اور بادشاہ اس کے خلاف ہرگز نہ کر سکے اور اگر بادشاہ سب کو جمع کر کے کوئی رائے لے مگر سب کے خلاف اپنی رائے پر عمل کرے تو وہ سلطنت شخصی ہوگی ۔ پس معلوم ہوا کہ محض مشورہ

سے سلطنت کا جمہوری ہونا لازم نہیں آتا۔ اب اس کو ثابت کیا جائے کہ صحابہ کرامؓ کی سلطنت میں کبھی یہ بات ہوئی ہے کوئی ایک ہی واقعہ بتلا دیں کہ خلیفہ مشورہ دینے کے بعد مجبور کیا گیا ہو کہ جو مشیروں نے رائے دی ہو اس کے خلاف نہ کیا ہو۔ شریعت سے سلطنت شخصی ہی ثابت ہے اور اسی آیت سے ثابت کئے دیتا ہوں جس سے آپ ثابت کرتے ہیں۔ مگر آپ **وشاورهم فی الامر** تک تو پہنچے **فاذا عزمت فتوکل علی الله** اس پر آپ نے انگلی رکھ لی۔ یا آپ کی پرواز فکری وہاں تک نہیں پہنچی۔ دیکھئے یہ جملہ صاف صاف بتلا رہا ہے کہ شریعت میں سلطنت شخصی ہے کیونکہ مشورہ کے بعد **اذا عزم اکثرهم و اذا عزموا** نہیں فرمایا۔ بلکہ مدار حکم محض حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے عزم پر رکھا گیا ہے کہ بعد مشورہ جب آپ تنہا کسی بات کا عزم فرمالیں تو خواہ وہ سب کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف آپ خدا پر بھروسہ کر کے کام شروع کر دیجئے اور اسی طرح اور ایک دوسری آیت سے بھی ثابت ہے۔ سورہ نور میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **انما المومنون الذین امنوا بالله ورسوله واذا کانوا معه علی امر جامع لم یذهبوا حتی یستاذنوه ان الذین یستاذنونک اولئک الذین یومنون بالله ورسوله فاذا ستاذنوک لبعض شانهم فاذن لمن شئت منهم** الآیہ اس کا بھی حاصل یہی ہے کہ لوگ کسی مجمع کے کام کیلئے جمع ہوا کریں اور پھر ان میں سے کوئی یا اکثر یا سب جانا چاہیں تو آپ سے پوچھ کر جایا کریں۔ اگر جمہوریت کوئی چیز ہوتی تو بعض صورتوں میں جب کہ جانیوالے آدھے سے زیادہ ہوں آپ سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی پھر آگے فرماتے ہیں کہ جب وہ پوچھ لیں جب بھی آپ کو اختیار ہے چاہے جسے اجازت دیں۔ چاہے جسے اجازت نہ دیں۔ اب بتلایئے اس سے شخصی سلطنت ثابت ہوئی یا جمہوری۔ اگر جمہوری ہوتی تو جس وقت اکثر حصہ مجمع کا اجازت چاہتا تو آپ کو منع فرمانے کا کچھ اختیار نہ ہوتا میں نے کہا کہ تم لوگ جس جس کام کے ہو۔ وہی کرتے رہو جس کام کے نہیں ہو اس میں دخل نہ دو۔ ترجمہ دیکھنے سے عالم نہیں ہو سکتے۔

مسبب الاسباب پر نظر کرنے کی ضرورت

ملفوظ ۸۷۔ فرمایا کہ کیا کہوں کہ جب دین کا کام کسی نبی پر منحصر نہیں ہے تو کیا کسی کافر پر موقوف ہوگا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس ایک

عیسائی منشی تھا۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے جناب امیر المومنینؓ نے پوچھا۔ تمہارے پاس منشی عیسائی ہے۔ انہوں نے عرض کیا جی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے موقوف کردو۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ وہ حساب اچھا جانتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر وہ مر جائے تو جب بھی تو کچھ انتظام کرو گے۔ وہی انتظام اب کرلو جب واپس تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ عیسائی مرا پڑا ہے فرمایا کہ یہ لوگ تھے اور لیجئے حضرت عمرؓ نے جب حضرت خالد بن ولیدؓ کو معزول کیا اور حضرت ابو عبیدہؓ کو گورنر کیا ہے تو لوگوں نے ان کے ضعف کی وجہ سے عرض کیا کہ حضرت خالدؓ کی جگہ ایسے ضعیف شخص کو مقرر نہ کرنا چاہئے۔ حضرت عمرؓ نے جس دلیل سے لوگوں کو ان کا ناکافی ہونا ثابت کیا تھا۔ اسی دلیل سے مفید ہونا ثابت کیا تھا اور فرمایا کہ اسی واسطے تو معزول کیا ہے کہ لوگوں کی نظر انہیں تک پہنچتی ہے۔ آگے نہیں بڑھتی۔ ابو عبیدہؓ کو دیکھ کر ہر شخص خدا کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر فرمایا دیکھئے یہ ہے مشاہدہ اور پرانے لوگوں سے اکثر یہ سنا ہے جب یہ نہریں نہیں تھیں۔ تو جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی تو رب العلمین کی طرف نگاہ اٹھتی تھی۔ ان سے طلب کرتے تھے وہاں سے مدد ہوتی تھی۔ اب جس سے نہریں ہوگئی ہیں۔ بس اپنی تدابیر و اسباب پر نظر ہے اور اسی کو کافی سمجھتے ہیں اس لئے مسبب الاسباب کی جانب سے امداد کم ہو رہی ہے بارش کم ہوتی ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمہ کا تعلق مع اللہ

ملفوظ ۸۸۔ فرمایا کہ آج پانی پت کی ایک خبر معلوم ہوئی ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ بس آج سے ہم انکو یعنی احقر کو مولوی نہ سمجھیں گے۔ بھلا میں نے کب کہا ہے کہ مجھے مولوی کہو۔ میں تو بقسم کہتا ہوں کہ میں خود بھی اپنے علم کا قائل نہیں۔ یہاں تک کہ جب کوئی طالب علم آجاتا ہے تو واللہ مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں میری قلعی نہ کھل جائے۔ ایک شخص نے کہا کہ وہ تو خود اس سے خوش ہوتے ہیں کہ کوئی ان کو مولوی نہ کہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب اس کو معلوم ہو جائے کہ ایک مرید کم ہوگیا تو خوش ہوتا ہے اور جب یہ معلوم ہوا کہ دو کم ہوگئے تو زیادہ اور فرمایا کہ میرا یہ کبھی قصد نہیں ہوتا کہ اپنے مقابل کو گفتگو میں مغلوب کردوں۔ یا وہ میری موافقت کرے بلکہ یہ قصد ہوتا ہے کہ خدا کرے یہ بھی سمجھیں اور میں بھی سمجھوں اور حق بات معلوم ہو جائے۔

جائز نکاح

ملفوظ ۸۹۔ فرمایا ایک شخص کا خط آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب اس نے بیس دن کے بعد اپنی سالی سے نکاح کر لیا ہے۔ یہ نکاح درست ہے یا نہیں اور شامی میں جو مرد کے واسطے بیس عدتیں لکھی ہیں اس کا کیا مطلب میں نے لکھا کہ نکاح تو ہو گیا اور شامی میں جو لکھا ہے خود دیکھ لو مجھ سے کیوں دریافت کرتے ہو۔ (سائل صاحب عالم بھی ہیں)

اکبر حسین جج کا قول

ملفوظ ۹۰۔ فرمایا کہ اکبر حسین نے ایک عجیب بات لکھی ہے وہ بہت بڑے عاقل شخص ہیں اور غالبًا انہوں نے اس واقعہ کو نظم بھی کیا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں لکھا ہے کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ رفتار زمانہ کے مطابق چلنا چاہئے۔ یہ بات بالکل بے جوڑ ہے۔ کیونکہ زمانہ تو خود تمہارے ہمارے مجموعہ افعال واقوال کا نام ہے اور یہ ہمارے تابع ہے ہم اس کے تابع کیسے ہو جائیں۔

بیوی کی محبت میں اعتدال

ملفوظ ۹۱۔ فرمایا کہ مشائخ کے یہاں تو یہ بھی فخر ہوتا ہے کہ ہمارے مرید تو بیوی بچوں سے بھی زیادہ آزاد ہیں۔ ایک شخص کا خط آیا ہے کہ مجھے اپنی بیوی کے ساتھ بہت تعلق ہے یہ مضر تو نہیں میں نے لکھا ہے کہ مضر بالکل نہیں بلکہ مفید ہے۔ ہاں اگر وہ دین کے خلاف کوئی فعل کرے تب اس سے بچو۔ چونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اگر وہ بے دین ہوتا ہے تو اپنے دین بگڑنے کا اندیشہ ہے اور پھر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ کی صورت تک پارچہ حریر پر دکھائی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ پہلے ہی سامان ہو چکا تھا اگر یہ مانع ہوتا تو حضور کے واسطے کیوں تجویز کیا جاتا کیونکہ آپ کی نظر تو ہر وقت خدا پر رہتی تھی۔

بعض سوالات سے تنگی ہوتی ہے

ملفوظ ۹۲۔ فرمایا بعض سوالات کے جواب دینے میں بہت تنگی ہوتی ہے۔ ایک صاحب نے دریافت کیا کہ میں حج کو جانا چاہتا ہوں مجھ سے اجازت مانگتے ہیں اور وہ پہلے سے حاجی بھی ہیں اور ان کو منع کروں تو دل نہیں چاہتا دوسری بات یہ ہے کہ لوگ اس کی

ممانعت پر محمول کر لیتے ہیں کہ دیکھو طاعت سے روکتے ہیں اول تو طاعت سے کوئی روکتا نہیں اور چھوٹی طاعت سے روک کر کسی بڑی طاعت کا حکم کر دیں تو اس کو کوئی دیکھتا نہیں اس لئے میں نے یہ لکھ دیا ہے کہ آپ کی اس سفر سے کیا غرض ہے اب وہ خود سمجھ کر لکھیں گے۔

ایک صاحب رائے مرید کا علاج

فرمایا کہ لوگوں میں سے جہل گیا نہیں ایک صاحب کا خط آیا ہے کہ آپ نے تین ہزار اسم ذات بتایا فقط اسم ذات سے کیا ہوتا ہے کچھ اور بھی بتا دیجئے۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ آپ خود شیخ ہیں اس لئے میں نے بقیہ خط نہیں پڑھا۔ اپنا علاج خود کر لو اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے یہ غصہ سے نہیں لکھا ہے بلکہ یہ ان کا علاج ہے دیکھتے ہی سیدھے ہو جائیں گے۔

ایک گستاخ کو تنبیہ

ملفوظ ۹۴۔ فرمایا کہ اور لیجئے ایک خط اور بھی ایسا ہی آیا ہے کہ اگر آپ لوگوں کو ہدایت نہیں کریں گے تو وہ خراب ہو جائیں گے اور آپ کو بھی اس سے گناہ ہوگا۔ لہذا آپ کو چاہئے کہ ہماری خبر لیتے رہیں۔ میں نے جواب لکھ دیا ہے کہ یہ بھی تو لکھنا چاہئے تھا کہ اگر تم کفر کرو گے تو ہمیشہ دوزخ میں رہو گے۔ یہ کیوں نہیں لکھا۔ کیونکہ یہ بھی جملہ شرطیہ ہے اور وہ بھی جملہ شرطیہ ہے اس میں کیا فرق ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کا اصل کام وعظ ہے

ملفوظ ۹۵۔ ایک وعظ کے تذکرہ میں فرمایا کہ اصلی کام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا وعظ ہی ہے یہ پڑھنا پڑھانا تو اس کی مدد کے واسطے ہے۔

حکایات حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آباد

ملفوظ ۹۶۔ فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ قطب التکوین تھے اس لئے مولانا سے تکوینات میں لوگوں کو زیادہ نفع ہوا ہے اور اسی قسم کے لوگ مولانا کے پاس زیادہ جایا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے اور ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ قطب الارشاد تھے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے بھی مولانا کی زیارت کی

ہے ایک مرتبہ ایک شب رہا تھا اور ایک مرتبہ تین دن تک رہا تھا۔ مولانا نے خود ہی مجھے روک لیا تھا۔ مولانا کے یہاں دنیا داروں کی خوب گت بنتی تھی بہت لتاڑیں پڑتی تھیں ایک مرتبہ حیدر آباد سے ایک بہت بڑے شخص آئے تھے آتے ہی ان کے نکالنے کے حکم دے دیا۔

لوگوں نے کہا کہ حضرت یہ حیدر آباد کے وزیر ہیں فرمایا کہ پھر میں کیا کروں۔ غرض کہ بہت کہنے سننے نے اجازت دی کہ دو بجے شب تک اجازت ہے وہ رئیس اس وقت پر فوراً روانہ ہو گئے حضرت مولانا گنگوہی کو فرماتے تھے کہ وہ قطب ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ مولاناؒ کے یہاں ایک غیر مقلد مولوی صاحب گئے کہ دیکھوں مولانا سنت کے پابند ہیں یا نہیں۔ جب ہی جا کر مسجد میں بیٹھے ہیں اور مولانا نے آڑے ہاتھوں لیا کہ تم نے تحیۃ المسجد تو پڑھی نہیں دیکھو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھو اور یہ بھی فرمایا کہ بہت ہی متبع سنت تھے۔ حدیث بھی پڑھایا کرتے تھے مگر کوئی ضابطہ نہیں تھا کبھی فرمایا کہ بھائی بخاری شریف اٹھا لاؤ کبھی فرمایا کہ طحاوی شریف اٹھا لاؤ۔

سید الطائفہ حضرت حاجی صاحبؒ بڑے محقق تھے

ملفوظ ۹۷۔ فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کے سامنے کوئی کشف بیان کرتا تو حضرت اس طرح سنا کرتے تھے کہ جیسے بچوں کی باتوں کو سنتے جاتے ہیں اور ہنستے جاتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ بڑے محقق تھے تصوف کے اصول تو حضرت کے سامنے پانی تھے۔

کشف و کرامت میں جھوٹ بہت کھپتا ہے

ملفوظ ۹۸۔ فرمایا کہ بعد از صدور کرامت اگر کوئی اپنے دل کو دیکھے کہ قرب مع اللہ میں کچھ ترقی ہوئی یا نہیں تو ذرا بھی ترقی نہ پائے گا بلکہ بعض اوقات ایک قسم کا تنزل ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد ایک مرتبہ سبحان اللہ کہہ کر دیکھ لے کہ قلب میں نور معلوم ہوگا اگر یہ شخص فہم ہے تو خود یہ کہے گا کہ اے اللہ کرامت کرامت اور فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کوئی کرامت صادر ہوئی اور اس کے مریدوں میں سے کوئی اپنے اس شخص کی تعریف کرے اور ہو وہ حد سے زیادہ اگر وہ شیخ اس پر انکار کرے گا تو قلب میں نور کم ہو جاتا ہے اور فرمایا بعض انکار بھی موجب اقرار ہوتا ہے اگر ایسے لفظوں سے انکار کرے جن سے تواضع معلوم ہو تو یہ انکار نہیں

ہے بلکہ اقرار ہے لہٰذا سختی کے ساتھ انکار کرنا چاہئے اور بعض دفعہ سختی کو بھی انکار نہیں سمجھا جاتا تو ایسے موقع پر بار بار اور اہتمام سے انکار کرے ایک مرتبہ کا انکار کافی نہیں ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ میں چرتھاول (قصبہ ہے) گیا ہوا تھا اور گھر میں سے وہیں تھیں ایک شخص نے میرے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ میں نے اس کو (یعنی حضرت مولانا کو) عصر کے وقت تھانہ بھون میں ایک شخص کے مکان میں بیٹھا دیکھا ہے۔ فرمایا حالانکہ میں چرتھاول میں تھا۔ لوگوں نے میرے متعلق یہ کرامت مشہور کر دی۔ چنانچہ میں ایک شخص کا گھوڑا لے کر اور سوار ہو کر تھانہ بھون آیا اور اس صاحب خانہ سے دریافت کیا کہ فلاں دن عصر کے وقت تمہارے گھر میں کون بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی محمد عمر صاحب تھے میں نے ان مخبر صاحب کو بلا کر دریافت کیا کہ تم نے مجھے دیکھا تھا تو کہا جی میں نے پشت دیکھی تھی میں یہی سمجھا۔ غرض یہ ہے کہ کشف و کرامات میں جھوٹ بہت کھپتا ہے۔

صرف حال کافی نہیں

ملفوظ ۹۹۔ یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ خوارق پر زیادہ گرویدہ ہیں وہی لوگ دجال کیساتھ زیادہ ہوں گے یہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ اس کی حالت ظاہراً مجذوبوں کی سی ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ فقط حال کافی نہیں اتباع سنت کی سخت ضرورت ہے۔ جو لوگ فقط حال اور جذب کو دیکھتے ہیں اور دین کو لازم تصوف نہیں سمجھتے ان کا دجال سے بچنا بہت مشکل ہے اور یہ بھی فرمایا کہ دجال سارے کام کر لے گا مگر سنت پر عمل اس سے نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ فرمایا کہ واقعی ان شاء اللہ جو متبع سنت ہوگا وہی اس کے جال سے بچ سکتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اول تو مکار آدمی اتباع سنت کی نقل بھی نہیں کر سکتا۔ دوسرے سنت کا جو اثر ہوتا ہے وہ باعتبار حقیقت کے ہوتا ہے تو وہ روح یعنی حقیقت کہاں سے لائے گا۔ مشاہدہ سے صاف فرق معلوم ہو جائے گا اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص تو شراب پی کر اس کے نشہ میں جھومتا پھرتا ہے اور ایک وہ ہے جو شرابی کی نقل کرتا ہے۔ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ دجال کو دیکھا تو اس کے ساتھ عورتیں اور باجے بہت کثرت سے تھے اسی واسطے میں اس سے بہت خوف کرتا ہوں کہ جو

لوگ حسن پرست ہیں اور بدنظری کا مادہ ہے وہ اس کے ساتھی ہوں گے اور مثنوی شریف میں ایک حکایت ہے کہ شیطان نے حضرت حق سے درخواست کی کہ مجھے کچھ آلات بھی تو دیجئے تاکہ میں ان کے ذریعہ سے اپنا کام کروں تو وہ کسی چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوا جب عورتیں سامنے کی گئیں تو اس پر ایک حالت طاری ہوگئی کہ اب میں کامیاب ہو جاؤں گا اور آج کل پیر لوگ اس بلا میں بہت مبتلا ہیں یہ لوگ حسن پرست بھی ہیں اور خلاف سنت بھی ہیں۔

جوان عورت کا سلام بھی نہیں لینا چاہئے

ملفوظ ۱۰۰۔ فرمایا کہ اس لئے حضرات فقہاء نے اس مفسدہ کو دفع کیا ہے جوان عورت کا سلام بھی نہیں لینا چاہئے اور اگر کسی وجہ سے ضرورت ہو تو خشن لہجہ سے (یعنی روکھے پن سے) جواب دیدے یہاں تک احتیاط کی ہے کہ لباس عورت کا بھی بعض مواقع میں عورت ہی کے حکم میں ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ کے واقعات صفائی معاملات

ملفوظ ۱۰۱۔ فرمایا کہ میں تو دعویٰ کر کے کہتا ہوں کہ اگر آدمی پوری طرح اتباع کرے تو بڑی برکت ہوتی ہے مگر ہمت کر کے کرے البتہ اول اول کچھ تو نفع نہیں معلوم ہوتا اور پھر اتباع سے ایسا نور معلوم ہوتا ہے کہ بدون اتباع کے چین نہیں آتا۔ بلکہ پھر تو یہاں تک حالت ہوتی ہے کہ اس کا اثر دوسروں کو بھی محسوس ہونے لگتا ہے۔ ایک مرتبہ مجھے بھوسہ کی ضرورت تھی اور میرے بھائی کے یہاں بھوسہ تھا کیونکہ الحمدللہ وہ زمیندار ہیں میں نے ان کے یہاں سے بھوسہ تک بھی نہیں منگایا بعض لوگوں نے اس کی مصلحت پوچھی تو میں نے کہا کہ یہ انتظام کے بالکل خلاف ہے۔ ان کا کام ملازموں کے ہاتھ میں رہتا ہے۔ میری وجہ سے دو ضرر ہوں گے۔ ایک تو ان کو خیانت کا موقع ملے گا اور دوسرے ان کو ان سے محاسبہ پر قدرت نہ ہوگی۔ کیونکہ انہیں یہ بہت اچھا موقع ملے گا کہ آپ کے بھائی کے یہاں جایا کرتا ہے اسی طرح شبیر علی جب میرے پاس پڑھا کرتے تھے۔ بھائی انکو تنخواہ بھیجا کرتے تھے میں ماہوار جو کچھ خرچ ہوا کرتا تھا۔ لکھ بھیجتا تھا۔ یہ بھائی کو ناگوار ہوا کہ حساب کتاب کی کیا ضرورت۔ میں نے کہا کہ اس میں مصلحت ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ اس خرچ کو کافی سمجھ کر بھیجتے ہیں اور کبھی ایسی ضرورتیں پیش آ جاتی ہیں کہ وہ ناکافی ہوتا ہے اور جب آپ کے

انداز ہ کے خلاف ہوگا تو ممکن ہے کہ کوئی خیال پیدا ہو جائے وہ سمجھ گئے اسی طرح ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ آپ کی خدمت کیلئے میں کچھ مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے انکار کر دیا اس میں کئی کئی مفسدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مجھے ہمیشہ تاریخیں شمار کرنی پڑیگی اور یہ خیال رہے گا۔ آج آئے کل آئے اور دوسرے یہ ہے کہ آپ نے اگر کوئی تنخواہ مقرر کر دی تو ممکن ہے کہ کبھی آپ کو ایسی ضرورت پیش آئے کہ اس میں صرف کرنا مقدم ہو۔ مثلاً کبھی ایسا موقع ہوا کہ جائیداد خریدنی ہوئی تو ایک حصہ تنخواہ کا میرے لئے نکال دیا۔ تو اس وقت ممکن ہے کہ یہ خیال ہو کہ یہ اتنے روپیہ اس وقت وہاں نہ جاتے تو کام آسانی سے ہو جاتا۔ بھائی نے کہا آپ آخر اوروں کی خدمت تو قبول کر لیتے ہیں اس پر میں نے کہا کہ بے شک مگر اس قدر فرق ہے کہ وہ مقرر نہیں ہوتی نہ مجھے انتظار ہوتا ہے نہ انہیں بار ہوتا ہے۔ اس طرح آپ بھی دے دیا کیجئے میں ضرور لے لوں گا۔ چنانچہ وہ کبھی مجھے بیس روپیہ کبھی تیس۔ کبھی پچاس روپیہ دے دیتے ہیں۔ میں لے لیتا ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ جب ہم سب بہن بھائیوں کا والد کے بعد ترکہ تقسیم ہوا تو ہم نے چند قرعے بنائے جو سب میں بہتر قرعہ تھا وہ سب سے چھوٹے کو دیا۔ اس کے بعد جو قرعہ بہتر تھا وہ اس سے بڑے بھائی کو دیا ہم نے خیال کر لیا کہ ہم لوگ چونکہ بڑے ہیں اس لئے ہم تو والد صاحب کی چیزوں سے بہت متمتع ہو چکے ہیں اور چھوٹوں کو نفع کم پہنچا ہے ابھی کچھ نفع پہنچ جائے تو اچھا ہے میاں مظہر کے حصہ میں ایک بہلی بھی آئی تھی ان کی والدہ نے کہا کہ بہلی ہمارے حصہ میں لگا دو۔ کبھی کبھی میں بھی اس میں سوار ہوتا تھا مگر انکو کرایہ دیا کرتا تھا اور میاں مظہر انکار کرتے تھے میں نے کہا کہ نہیں بھائی اس میں مجھے بھی ضرر ہے اور تمہیں بھی ضرر ہے مجھے تو یہ ضرر ہے کہ جب مجھے ضرورت ہوگی بے تکلف نہ منگا سکوں گا اور جب کرایہ دیتا ہوں تو بے تکلف منگا لیتا ہوں اور تم کو یہ ضرر ہوگا کہ اگر تمہیں بھی اس وقت میں ضرورت ہوئی تو خود یا تو کرایا کرو گے تو باوجود اپنی چیز کے ہوتے ہوئے پھر کرایہ دینا بار طبیعت ہوگا۔ دوسرے یہ کہ ہر ایک شخص کو موقع مانگنے کا ملے گا۔ چنانچہ پھر اگر کوئی مانگنے آتا تو وہ بے دھڑک کہہ دیا کرتے کہ کرایہ لاؤ اور لے جاؤ جب ان کی سمجھ میں آیا اور نفع ہوا تو بہت خوش ہوئے۔

امراء پر ترس فرمانا

ملفوظ ۱۰۲۔ فرمایا کہ لوگوں کو تو غرباء پر رحم آتا ہے اور مجھے ہمیشہ امراء پر رحم آیا کرتا ہے کیونکہ ان پر بہت ہی اخراجات کا بار ہوتا ہے۔ کبھی چندے کہیں مال گزاریاں و مقدمات کا

ہجوم ہوتا ہے اور بے چارے اپنے وقار اور عادت سے مجبور ہوتے ہیں اور وضعداری نبھانے کیلئے خرچ کرتے ہیں اور بعض وقت پاس کچھ ہوتا نہیں کم دینے میں شرمندگی ہوتی ہے۔ حیثیت کے موافق دینے کیلئے پاس نہیں سخت پریشان ہوتے ہیں۔

طالب ثمرات

ملفوظ ۱۰۳۔ فرمایا کہ اگر کوئی شخص کام کرتا ہے تو خود اس کام میں جذب ثمرات کی ایک خاصیت ہوتی ہے اب لوگ کام نہیں کرتے اور پھر طالب ثمرات ہوتے ہیں اس لئے پریشان رہتے ہیں۔ میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر لوگ نیت خالص کے ساتھ اپنا کام کرتے رہیں تو اپنے آپ ہی لوگ آ آ کر خدمت کریں۔ ہمارے یہاں اس مدرسہ کے افتتاح کے وقت چندہ کی ضرورت ہوئی ایک بھنگی کا لڑکا نو مسلم تجویز کیا نہ اس میں دنیاوی وجاہت ہے نہ دینی۔ دینی تو اس لئے نہیں کہ بھلا آدمی نماز کا نہ روزے کا اور دنیاوی اس لئے نہیں کہ وہ بھنگی کا لڑکا ہے میں نے اس کو ایک مضمون عام لکھ کر دے دیا اور چند لوگوں کے اسے نام بھی بتلا دیئے اور یہ لکھ دیا کہ جو صاحب اس میں شریک ہوں وہ اپنا نام اور رقم اپنی قلم سے لکھ دیں اور قلیل وکثیر کا لحاظ نہ کریں اور اس سے کہہ دیا تھا کہ تو کچھ نہ کہنا اور اگر وہ کچھ کہیں تو یہاں آ کر نقل نہ کرنا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ سارے شہر میں کل گیارہ روپے کا چندہ ہوا مگر صاحب اس پر بھی یہ مفسدہ ہوا کہ لوگوں نے یہاں آ کر کام میں مزاحمت کرنی شروع کی میں نے اس لئے وہ چندہ بھی موقوف کر دیا کہ یہ ساری خرابی اس کی ہے۔ اب بالکل آزادی ہے۔ اس آزادی کے زمانہ میں ایک صاحب نے یہاں پانچ روپیہ بھیجے لانے والے نے مجھ سے رسید مانگی میں نے رقم واپس کر دی کیونکہ جب ہمارا اعتبار نہیں تو ہمارے پاس کیوں بھیجتے ہو پھر ان سفیر صاحب نے کہا کہ میرے بے اعتباری کی وجہ سے رسید منگائی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو اور زیادہ خرابی کی بات ہے کہ ایسے آدمی کے ہاتھ کیوں بھیجا جس کا اعتبار نہیں۔ فرمایا کہ حضرت استغناء میں یہ برکت ہوتی ہے کہ غنی سے لوگوں کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ شاید قبول نہ کرے اور جس میں طمع ہوتی ہے۔ اس سے یہ ڈر ہوتا ہے کہ شاید کوئی سوال نہ کر بیٹھے۔ فرمایا

کہ سورت سے ایک صاحب نے لکھا تھا کہ فلاں صاحب مدرسہ کے واسطے تین صد روپیہ دینا چاہتے ہیں۔ آپ رسید کے اوپر مہر لگا کر بھیج دیجئے۔ میں نے کہا کہ جب اعتبار نہیں ہے تو میں نہیں لوں گا اور فرمایا کہ یہ حال ہونا چاہئے۔ حکایتیں سن کر نقل کرنا کافی نہیں ہوسکتا ورنہ کبھی نہ کبھی بھانڈہ پھوٹ جائے گا۔ جیسے ایک باورچی کی حکایت ہے۔ انہوں نے ایک بخیل کے یہاں بلا کھانے کے ملازمت کی اور یہ خیال کیا کہ کچھ نہ کچھ تو چھوڑ ہی دیا کرے گا۔ جب میاں کے سامنے کھانا لاکر رکھا تو اپنا بھی تخمینہ کرلیا کہ اتنی روٹی اور اس قدر بوٹی میرے لئے بھی بچ رہیں گی اور امیر صاحب نے حصہ مزعومہ سے تجاوز کیا تو ملازم نے سوچا کہ دو روٹی دو بوٹی تو چھوڑ ہی دے گا۔ جب اس سے آگے بڑھا تو فقط ایک ہڈی پیالے میں رہی اب ان کو خیال ہوا کہ خیر ہڈی سے بچ رہے گی۔ جب انہوں نے ہڈی چوسنی شروع کی تو بے ساختہ باورچی کی زبان سے نکلا ہائے ہڈی بھی کھا گیا مطلب یہ ہے کہ لالچی سے ضبط نہیں ہوسکتا کبھی نہ کبھی زبان سے نکل ہی جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں ایک صاحب رامدیر سے آئے ہوئے تھے وہ ایک شخص کا ذکر کرتے تھے کہ میں وہاں گیا انہوں نے میری بڑی خاطر کی طرح طرح کی مٹھائیاں اور کھانے کھلائے مگر یوں کہتے تھے کہ میں ان کی مکاری سے خوب واقف ہوگیا یہ ساری باتیں انہوں نے خوشامدانہ کی تھیں۔ (جامع سے وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مجھے تو ان صاحب کا امارد کی طرف بھی میلان معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ صاحب مشائخ کے خاص مقرب بھی ہیں اور درویشی میں بھی دعویٰ ہے۔ غرض لالچ چھپا نہیں رہتا)

غیر مقلدی کی حقیقت

ملفوظ ۱۰۴۔ فرمایا کہ مجھے تو حق تعالیٰ نے غیر مقلدی کی حقیقت ایک خواب میں ظاہر کردی۔ فلاں شہر میں ایک بہت بڑے مقتدا تھے میں نے دیکھا کہ میں ان کے یہاں ہوں اور چھاچ (ودغ) تقسیم ہورہی ہے اور مجھ کو بھی دینے لگے مگر میں نے نہیں لی (حالانکہ مجھے چھاچ سے بہت رغبت ہے) پس آنکھ کھل گئی حدیث میں دودھ کی تعبیر دین آئی ہے اور چھاچ دودھ کی صورت ہے مگر اس میں حقیقت دودھ کی نہیں تو معنی اس خواب کے یہ ہوئے کہ اس طریق میں صورت دین ہے حقیقت دین نہیں۔

بیعت جلد نہ کرنے میں منافع

ملفوظ ۱۱۰۵۔ فرمایا کہ میں نے تجربہ کیا ہے کہ بیعت کے اڑاوے میں کچھ کام کرنے لگتے ہیں اس لئے میں پہلے بیعت نہیں کرتا لکھ دیتا ہوں کہ اول کام شروع کرو اگر کچھ نفع ہوگا تو بیعت سے بھی انکار نہیں۔ پھر جب ان کو چسکا کام کا لگ جاتا ہے تو پھر نہیں چھوٹتا۔

اول روز سے کام میں لگا دینا

ملفوظ ۱۱۰۶۔ فرمایا کہ جو شخص مجھ سے بیعت کی درخواست کرتا ہے اول تو میں اس کو کتابیں دیکھنے کو لکھ دیتا ہوں بالخصوص مواعظ کے مطالعہ کو تو میں اکثر لکھتا ہوں اور اس سے بہت نفع ہوتا ہے اور اگر کسی شخص نے یہ لکھا کہ ہم نے کتابیں دیکھی ہیں تو میں لکھتا ہوں کہ کتابیں دیکھ کر اپنی حالت میں کیا تغیر کیا اس سے وہ نفع ہوتا ہے جو کہ برسوں کے مجاہدہ میں بھی نہیں ہوتا میں تو اول روز ہی کام میں لگا دیتا ہوں مگر لوگ قدر نہیں کرتے۔ اصل چیز فکر ہے۔ جب فکر میں پڑتا ہے تو راستہ تلاش کرتا ہے۔ بس میں اول ہی گفتگو یا خط و کتابت میں طالب کے سر پر بوجھ رکھ دیتا ہوں۔ بس اس کی وجہ سے اسے ایک فکر پیدا ہوتی ہے اس فکر کی وجہ سے راستہ خود بخود منکشف ہونے لگتا ہے۔

لوگوں کی بلند دماغی

ملفوظ ۱۱۰۷۔ فرمایا کہ لوگوں کے دماغ خراب ہو گئے ہیں ایک صاحب نے کچھ مسائل دریافت کئے ہیں لکھا ہے کہ ان کا جواب حدیث سے تحریر فرمایا جائے میں نے لکھ دیا ہے کہ فقہ میں تو اس کا جواب دیا ہے اور حدیث سے اس کا جواب یاد نہیں اس لئے جواب سے معذور ہوں۔

تاثیر وعظ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ

ملفوظ ۱۱۰۸۔ فرمایا کہ لکھنو میں ایک مرتبہ مولانا اسماعیل شہیدؒ وعظ بیان فرما رہے تھے اور اہل تشیع کا بہت مجمع تھا اور مولانا ان کے مذہب کی تردید کر رہے تھے اس مجمع میں دو بھائی تھے۔ ایک بھائی نے دوسرے سے کہا کہ مجھے تو اپنے مذہب پر ایک شبہ ہو گیا ہے اور وہ اس لئے ہے کہ یہ تنہا شخص باہر کا رہنے والا ہمارے مجمع میں ہمارے شہر میں ہماری حکومت میں ہماری تردید کر رہا ہے اور ذرا بھی متاثر نہیں ہوتا۔

دونوابوں کے شیعیت سے تائب ہونے کی حکایت

ملفوظ ۱۰۹۔ سیدنا حضرت علیؓ باجود شیر خدا ہونے کے پھر تقیہ کرتے تھے یہ سمجھ میں نہیں آتا یا تو اس کا جواب دو نہیں تو سنی ہوتا ہوں اس کے دوسرے بھائی نے کہا کہ مجھے بھی یہی شبہ رہا ہے۔ غرض دونوں بھائیوں نے کھڑے ہوکر مولانا سے کہا کہ ہم سنی ہوتے ہیں۔ پھر تو کثرت سے لوگوں نے توبہ کی۔ فرمایا کہ مولانا کے اخلاص کا کیا ٹھکانہ ہے حضرت سید صاحب ان کے گھر کے شاگرد تھے اور وہ بھی بے پڑھے سید صاحب کی تحصیل فقط کافیہ تک تھی اور وہ بھی نام کی مگر مولانا کی ان کے ساتھ یہ حالت تھی کہ سید صاحب کی پالکی کے ساتھ بغل میں جوتا لئے ہوئے ہیں تمام دہلی میں پھرتے تھے لوگوں نے پوچھا کہ آپ شاہ صاحب کے مرید کیوں نہیں ہوئے سید صاحب کے کیوں ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب سید صاحب سے گھٹے ہوئے ہیں۔ مولانا نے جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ مجھے سید صاحب سے مناسبت ہے اور شاہ صاحب سے مناسبت نہیں یہ وجہ ہے۔

مخلصین کا حال اور یکسوئی

ملفوظ ۱۱۰۔ فرمایا کہ مولانا نے اپنی تاریخ اعتقاد بھی بیان کی ہے کہ میں اس وجہ سے معتقد ہوا ہوں کہ ایک روز بارش ہورہی تھی میں نماز کیلئے مسجد میں آیا دیکھا تو جماعت تیار ہے اور ایک جگہ سے مسجد ٹپک رہی ہے اور وہاں کیچڑ ہورہی ہے اس جگہ پر کوئی کھڑا نہیں ہوتا اس وجہ سے جماعت میں فصل ہورہا ہے۔ سید صاحب صف میں سے نکل کر اسی جگہ نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ کھڑے ہوگئے اسی حالت کو دیکھتے ہی مجھے سید صاحب کے ساتھ اعتقاد پیدا ہوگیا۔ اور فوراً یہ خیال ہوا کہ یہ بدون اخلاص تام کے نہیں ہوسکتا۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ لوگ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں یہ معمولی بات نہیں ہے۔ ہاں اب سن کر اگر کوئی ایسا کرے تو دوسری بات ہے۔ مگر وہ حال اور یکسوئی جو مخلصین میں ہوتی ہے وہ کہاں سے آئے گی۔

حضرت حاجی صاحبؒ کے اظہار کمال کا سبب

ملفوظ ۱۱۱۔ فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید صاحب کی شہرت مولانا شہید و مولانا عبدالحئی صاحب کی وجہ سے ہوتی تھی ورنہ سید صاحب تو اس درجہ کے نہیں تھے اور

ایسے ہی ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ کی بابت بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت کی شہرت مولانا رشید احمد صاحب اور مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی وجہ سے ہوئی۔ (استغفراللہ۔ جامع) حضرت حاجی صاحب جس فن کے کامل تھے رائے دینے والے لوگوں کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی۔ ہاں یہ بالکل صحیح ہے کہ اظہار کمال حضرت کا انہیں بزرگوں کی وجہ سے ہوا۔

عنوان بے ادبی میں فقط نیت کافی نہیں

ملفوظ ۱۱۲۔ مناظرین کا ذکر ہو رہا تھا جب عنوان بے ادبی کا ہوتا ہے تو بچاؤ کیلئے فقط نیت کافی نہیں۔ چنانچہ کلام اللہ میں اس عنوان کا رد ہے جو آج کل مناظرین نے اختیار کر رکھا ہے۔ **کقولہ تعالیٰ لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء الخ** (بے شک اللہ نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنہوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں) اور آگے فرماتے ہیں کہ فقط سننے پر ہم نے اکتفا نہیں کیا بلکہ ہم ان کی کہی ہوئی بات کو ان کے نامہ اعمال میں لکھ رکھیں گے۔ ظاہر ہے کہ یہود کا اس بے ہودہ قول کے موافق اعتقاد تو نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اور یہ مسئلہ ایسا بدیہی ہے کہ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں لیکن یہ بات انہوں نے استہزاءً کہی تھی اور مقصود اس سے تکذیب ہے آیات قرآنیہ موجبہ اتفاق اور رسول اللہ کی چنانچہ آگے آیت فان کذبوک سے اسکی تائید بھی ہوتی ہے۔ پس ان کا مطلب یہ ہوگا کہ ان آیتوں کا مضمون اگر صحیح ہو تو اس سے خالق کا فقیر اور مخلوق کا غنی ہونا لازم آتا ہے اور یہ لازم باطل ہے پس ان آیتوں کا مضمون بھی صحیح نہیں تو دیکھئے ان کا عقیدہ تو بظاہر نہیں تھا مگر رسول کے جھٹلانے کو یہ عنوان اختیار کیا تھا۔ یہی طرز آج کل ہمارے بھائی مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ کہ خواہ بزرگوں کی توہین ہو جائے مگر اپنا پالا جیتا رہے۔

آئینہ جمال

ملفوظ ۱۱۳۔ فرمایا شریعت نے الفاظ میں بھی یہاں تک احتیاط کی ہے کہ اپنے نفس کو بھی برا مت کہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کسی شخص کا دل متلی کرتا ہو تو یوں مت کہو کہ میرا دل میلا ہو رہا ہے۔ یا برا ہو رہا ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ مجھے متلی ہو رہی ہے مگر حق تعالیٰ کے سامنے اپنی حقارت اور برائی کرنا دعا کے وقت میں جائز ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے تمام اعضاء شئین

الٰہی ہیں تو ہمیں جس طرح چلانے کا حکم ہوا اسی طرح چلانا چاہئے اور راز اس میں یہ ہے کہ جب ہم اپنے نہیں ہیں تو یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمیں کس طرح تصرف کرنے کا حکم ہے۔ بس اسی طرح تصرف کریں اور یہی راز ہے کہ خودکشی کرنا جائز نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جب یہ راز معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم اپنے نہیں تو بہت سے مجاہدوں سے نجات ہو جاتی ہے فرمایا کہ مولانا فخر الحسن صاحب فرماتے تھے کہ مکہ معظمہ میں ایک بزرگ تھے۔ ایک شخص ان کی تعریف کرنے لگا تو وہ خوش ہوئے۔ مجھ کو یہ خیال ہوا کہ یہ کیسے بزرگ ہیں کہ اپنی تعریف سے خوش ہوتے ہیں۔ ان بزرگ کو اس خطرہ پر اطلاع ہوگئی فرمایا کہ بھائی میں اپنی تعریف سے تھوڑا ہی ہنستا ہوں میں تو اپنے خالق کی تعریف سے ہنستا ہوں۔ مجھے کوئی اچھا کہتا ہے یہ انہی کی تعریف ہوتی ہے کیونکہ میں تو انہی کا بنایا ہوا ہوں۔ اس پر مجھ کو پھر خیال ہوا کہ میرا یہ اعتراض بھی تو انہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اس کے رفع کا کیوں اہتمام کیا۔ اس پر بھی ان بزرگ کو اطلاع ہوگئی۔ فرمایا کہ وہ ادب ہے کہ برائیوں کو خدا کی طرف منسوب کرے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی کو معرفت نصیب ہو جائے تو بہت سے مجاہدوں سے نجات ہو جائے اور بغیر معرفت کے نرا مجاہدہ کافی نہیں۔ چنانچہ اسی کی فرع ہے کہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ نے وسوسہ کا ایک علاج لکھا ہے۔ اللہ اکبر کیا علاج ہے فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو وساوس اور خطرات آئیں اور کسی طرح دفع نہ ہوں تو یوں خیال کرے کہ قلب بھی کیا وسیع دریا خدا نے بنایا ہے کہ جس میں خطرات کی موجیں چلی آ رہی ہیں جو منقطع نہیں ہوتیں خدا کی صنعت سے پھر تو سارے خطرات آئینہ جمال الٰہی ہو جائیں گے۔ اب جو خطرہ بھی آئے تو یوں کہہ دو کہ یہ بھی اسی دریا کی موج ہے۔ جو حق تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اب شیطان خود بخود بھاگ جائے گا اور کہے گا کہ میں نے جو طریقہ حجاب اختیار کیا تھا وہ آئینہ جمال ہو گیا۔

امر ذوقی

ملفوظ ۱۱۴۔ فرمایا کہ بعض لوگ میرے پاس ایسے آتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر انشراح ہو جاتا ہے اور جی چاہتا ہے یہ مجھ سے درخواست بیعت کریں مگر بعض مصالح کی بناء پر میں خود اس کو ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگرچہ جواز میں کچھ کلام نہیں دیکھئے۔ اگر نکاح کی درخواست لڑکی یا لڑکے والے کی طرف سے ہو تو منع نہیں۔ مگر ایک تو اس کا دستور نہیں اور دوسرے لڑکی یا

لڑکے والوں کو حجاب ہوتا ہے اور بعض لوگ ایسے آتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر ایک انقباض سا پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ امر ذوقی ہے۔ میں وجہ بیان نہیں کر سکتا ہوں اور یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میرے ساتھ کچھ خاص نہیں ہے بلکہ جس سے وہ کام لینا چاہتے ہیں اس کو وہ یہ مذاق عطا فرما دیتے ہیں۔ دیکھئے نجار کو فوراً لکڑی کا حال معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں فلاں چیز بنے گی اور فلاں چیز نہیں بنے گی اگرچہ یہ حجت شرعی نہیں ہے۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اکثر اس کی جانچ کے موافق ہی ہوتا ہے علیٰ ہذا ہر کام والے کو اپنے کام میں ملکہ ہو جاتا ہے یہ کچھ علم پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ علم خود ملکہ ہے دیکھئے اگر کوئی اندھا مکھی کھا جائے تو اس کا دل ضرور اس غذا کو جس میں مکھی ہے نکال دے گا اور ہضم نہ ہوگا۔ غرض یہ امر اختیاری نہیں جیسے اوزار کاٹتا ہے مگر خود اس کو خبر نہیں کہ میں کاٹ رہا ہوں۔ یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ جو کام کسی سے لینا منظور ہوتا ہے۔ اس کو اس کی ضروریات پہلے سکھا دیتے ہیں قرآن شریف میں خود مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانا تھا تو سب علوم خلافت کے متعلق ان کو سکھا دیئے تھے اور امتحان میں بھی پاس کر دیا اس پر مجھے ایک بادشاہ کا قصہ یاد آیا۔ اس نے ایک عجیب وغریب وصیت کی تھی کہ اگر میں مر جاؤں تو وہ شخص بادشاہ ہو جو صبح کو شہر کے اندر سب سے پہلے داخل ہو۔ چنانچہ اس کا انتقال ہو گیا اور ایسا ہی ہوا کہ ایک فقیر اول شہر پناہ کے دروازہ سے داخل ہوا وہ اس کو کھینچ کر محل شاہی میں لے گئے اور غسل وغیرہ دے کر شاہی لباس پہنا کر تخت پر بٹھا دیا۔ اب جناب نے بیٹھتے ہی حکم احکام جاری کرنے شروع کئے۔ لوگوں پر رعب چھا گیا جب کام سے فارغ ہوئے تو وزیر کو حکم کیا کہ ہم کو بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اٹھاؤ۔ یہ سن کر وزیر حیران ہو گیا اور خلوت میں دریافت کیا کہ حضور یہ آداب شاہی آپ کو کہاں سے معلوم ہو گئے۔ آپ کو تو کبھی ایسا اتفاق بھی نہیں ہوا۔ بادشاہ نے کہا جس نے ہم کو بادشاہی عطا کی ہے اس نے ہم کو آداب بھی سکھائے ہیں۔

ایک عجیب وغریب حکایت

ملفوظ ۱۱۵۔ ۲۶ رجب بعد نماز جمعہ ایک نو وارد صاحب سے فرمایا کہ آپ کے وساوس جاتے رہے یا نہیں ان صاحب نے عرض کیا کہ بحمد للہ اور حضور کی دعا سے بالکل تسلی ہو گئی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ بزرگوں کا تصرف ہوا ہو مگر میں تو یہ جانتا ہوں کہ تمہاری محنت اور کوشش سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرما دیا اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھئے مجھے لوگ بدخلق اور

متشدد کہتے۔ اگر میں سختی نہ کرتا تو ان امراض کا ہرگز ازالہ نہ ہوتا جو تم کو تھے۔ مولانا رومیؒ نے ایک حکایت لکھی ہے۔ کہ ایک سوار جنگل میں جا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص پڑا ہوا سو رہا ہے اور اس کی طرف کو ایک سیاہ سانپ لپک رہا ہے۔ تو وہ سانپ کو روک نہیں سکا اس مسافر کی طرف کو گھوڑا دوڑایا اور جاتے ہی ایک چابک بہت زور سے رسید کیا جس سے وہ گھبرا کر اٹھا اور ایک رسید کیا جس سے وہ کھڑا ہو گیا۔ غرضیکہ یہ برابر چابک مارتا رہا اور وہ برابر روتا ہوا اور چلاتا ہوا بھاگتا رہا اور یہ اس کے پیچھے گھوڑا دوڑاتا رہا۔ بالآخر جب وہ فصل سے نکل گیا تب اس سے کہا کہ اس وجہ سے میں نے تجھے مارا۔ اس مسافر کو جب یہ خبر ہوئی تو بہت ممنون و شکر گزار ہو کر دعائیں دیں کہ تم نے میری جان بچائی۔ اب بتلایئے کہ پہلے ہی اس کی سمجھ میں کیسے آ سکتا تھا اور آسانی سے اٹھانے اور سمجھانے کی مہلت کہاں تھی۔

ایک ماہ کی مدت اصلاح نفس کیلئے کافی نہیں

ملفوظ ۱۱۶۔ ایک مولوی صاحب بعد تحصیل علوم درسی رام پور سے تشریف لائے اور حضرت والا کو ایک پرچہ دیا اسے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور آپ نے کبھی مجھ سے خط و کتابت بھی کی ہے۔ ان صاحب نے کہا کہ رام پور سے آیا ہوں اور خط و کتابت تو کبھی نہیں کی۔ اس پر فرمایا اب آپ کا کیا ارادہ ہے کچھ قیام ہوگا۔ اس پر ان صاحب نے کہا اصلاح نفس کیلئے حاضر ہوا ہوں اور ایک ماہ قیام کروں گا حضرت والا نے فرمایا کہ ایک ماہ تو اصلاح کیلئے کافی نہیں ہو سکتا۔ افسوس علوم درسیہ کیلئے لوگ دس دس سال خرچ کرتے ہیں اور اس سے کم مدت کو کافی نہیں سمجھتے بھلا اصلاح نفس کیلئے ایک مہینہ کیوں کر کافی ہو سکتا ہے انصاف تو کیجئے حالانکہ درسیات پڑھنے سے خود بھی مقصود ہے دیکھئے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ بیوی میں تو پردیس جانا چاہتا ہوں اور اب صرف ایک مہینہ کا قیام رہا ہے۔ مگر جی یوں چاہتا ہے کہ لڑکے کھلا کر جاؤں تو بتلایئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ماہ میں لڑکا بھی ہو جائے اور کھلا بھی لیں۔ ایسی ہی ایک ماہ میں اصلاح ہوگی جیسے لڑکا ہوگا افسوس دنیا کی بعض مقاصد کے واسطے ساری عمر صرف کر دیتے ہیں اور اخروی مقصود کے حصول کیلئے ایک سال بھی خرچ نہیں کرتے فرمایا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک مہینہ آپ یہاں رہیں اور جو کچھ میں کہا کروں وہ سنا کریں اس سے نفع ہوگا اور فرمایا کہ اس پرچہ کو اس بکس

میں ڈال دیجئے۔ میں صبح کو دیکھ کر کچھ تعلیم کردوں گا اپنے کام میں مصروف رہئے۔ باقی رہے احوال سو اول تو وہ لازم نہیں پھر اس کے واسطے ایک مدت چاہیے اور یہ بھی فرمایا کہ یہاں لوگوں کو موقع بات چیت کا نہیں ملتا تھا۔ بالخصوص ان لوگوں کو جن پر غلبہ ادب ہوتا ہے وہ ہمیشہ رہ جاتے تھے اور جری لوگ سبقت کر کے مجھے پرچہ دے دیتے تھے لوگوں کی پریشانی کی وجہ سے اور آسانی کے واسطے میں نے یہ بکس رکھ دیا ہے کہ ہر شخص بے تکلف اپنے حالات لکھ کر ڈال دے میں جواب دے دیتا ہوں اور اگر کسی کو زبانی سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو وہ یہی لکھ کر بکس میں ڈال دیتا ہے اور میں اس کیلئے خود وقت مقرر کر دیتا ہوں۔

علماء کی بے جا شکایت

ملفوظ ۱۱۷۔ ایک مرتبہ نواب وقار الملک مجھے علی گڑھ کالج میں لے گئے اور وہاں کے طلباء کی بھی کثرت سے درخواستیں تھیں۔ میرا وہاں بیان ہوا۔ میں نے اول ہی کہا کہ صاحبو! آپ لوگوں کو یہ شکایتیں ہیں کہ علماء ہماری خبر نہیں لیتے۔ آپ لوگوں میں سے کوئی شخص امراض جسمانی میں مبتلا ہوتا ہے تو فوراً ڈاکٹر اور طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہاں کامیابی نہیں ہوتی۔ دوسری جگہ جاتے ہیں یہاں تک کہ ہر جگہ سے ناکام ہو کر سول سرجن کے پاس جاتے ہیں۔ غرض جب تک صحت نہیں ہوتی۔ اسی دھیان اور دھن میں لگے رہتے ہیں۔ اب میں آپ سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جو معاملہ آپ حضرات ان امراض کے مصلح کے ساتھ کرتے ہیں وہی معاملہ امراض باطنی کے معالجین کے ساتھ کرتے ہیں اگر ایک جگہ سے ناکامیابی ہوئی تو دوسری جگہ رجوع کرتے ہیں اور اسی طرح تیسری اور چوتھی جگہ علیٰ ہذا بس دینی معاملات میں اول تو آپ لوگوں نے ایک یہ خیال قائم کر لیا ہے کہ ہمارے برابر کوئی جانتا ہی نہیں اور بعضوں کی تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ وہ دین ہی کو ضروری نہیں سمجھتے اور دوسرے اگر کسی کو توفیق رجوع کرنے کی ہوئی بھی تو ایک شخص سے دریافت کر لیا وہ بھی ان شرائط کے ساتھ نہیں۔ جن شرائط سے ڈاکٹر کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔ اب اگر ایک جگہ سے شفاء نہیں ہوئی۔ اور یہ ممکن ہے جیسے امراض ظاہری میں یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی طبیب سے آرام ہو جائے تو آپ لوگ دریافت کرنا ہی چھوڑ دیتے ہیں اور یہ فیصلہ کلی کر لیتے ہیں کہ

بس جی اب کوئی نہیں رہا۔ میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ یہی وہ مرض ہے کہ جس کی وجہ سے آپ علماء سے بے زار ہوگئے ہیں۔ افسوس آپ ڈاکٹروں سے بدگمان اور بیزار نہیں ہوتے حالانکہ اکثر ناکامی ہوتی ہے حتیٰ کہ سول سرجن کے یہاں جاکر بھی بہت سے مریض ہلاک ہوجاتے ہیں۔ وجہ اس کی صرف یہی ہے کہ ان امراض کو مہلک سمجھا جاتا ہے اور امراض باطنی کو امراض ہی نہیں سمجھتے۔ پھر فرمایئے توجہ ہو تو کیونکر ہو میں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ لوگوں کے شبہات کے جواب دینے کو تیار ہوں اور صورت بھی ایک آسان بتلائے دیتا ہوں۔ آپ لوگ کالج میں ایک رجسٹر بنا کر رکھ لیجئے اور جس شخص کو کوئی شبہ ہو اس رجسٹر میں لکھ دیا کرے چھ ماہ بعد وہ میرے پاس بھیج دیا کرو ان شاء اللہ میں واقعی جو شبہات اور اعتراض ہوں گے ان کے جوابات لکھا کر آپ حضرات کے پاس بھیج دیا کروں گا۔ اس دستور العمل کے بعد میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ چند سال کے بعد شبہات کی جڑ کٹ جائیگی۔ مگر حضرت آج تک کسی سے بھی یہ نہیں ہوسکا اور وجہ اس کی یہی ہے کہ دین کو ضروری نہیں سمجھتے۔ غرض یہ ہے کہ لوگ علماء کی شکایت کرتے ہیں کہ یہ ہماری خبر نہیں لیتے سول سرجن کی کیوں نہیں شکایت کرتے کہ گھر گھر کیوں نہیں پھرتا وجہ یہ ہے کہ ان کی عظمت ہے علماء کی عظمت نہیں۔

ارضی بلائیں

ملفوظ ۱۱۸۔ ایک مہمان رئیس کی طرف جو بعض شبہات کی تحقیق کر رہے تھے مخاطب ہو کر یہ بھی فرمایا کہ حضرت یہ بلائیں ارضی ہیں سماوی نہیں ہیں یہ خود لوگوں نے اپنے ہاتھوں خریدی ہیں۔ سماوی بلاؤں کا رنگ ہی اور ہوتا ہے یہ وہ بلائیں ہیں جن کے واسطے حق تعالیٰ فرماتے ہیں **وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم** اور رہا یہ شبہ کہ اللہ میاں بھی کافروں کے مددگار ہیں جیسا کہ بعض گستاخوں نے جنگ طرابلس میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ بھی تثلیث کے طرفدار ہیں نعوذ باللہ تو حضرت سنئے نافرمانی وہ چیز ہے کہ بھنگی سے شہزادے کے چابک لگوائے جاتے ہیں۔ تو کیا اس صورت میں بادشاہ بھنگی کا طرفدار ہے اور کیا اس سے یہ لازم آگیا کہ بھنگی مقبول ہے بلکہ بات یوں ہے کہ شہزادہ اپنے مردود ہونے کی وجہ سے مغلوب ہے۔ (چونکہ عصر کی جماعت کھڑی ہوگئی اس لئے ملفوظ بند ہوگیا)

پھر بعد نماز فرمایا کہ مجھے ایک آیت شریف یاد آئی۔ سورہ بنی اسرائیل میں ہے اور یہ بنی اسرائیل کافر نہیں تھے۔ اہل کتاب تھے۔ انبیاء کے قائل تھے حق تعالیٰ نے ان کے بارے میں ایک دو پیشین گوئیاں ان کی کتاب میں بیان فرمائی ہیں۔ وہ کلام اللہ میں منقول ہیں۔ **وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا فاذا جاء وعدا ولا ھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجا سوا خلل الدیار' وکان وعدا مفعولا** مطلب یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات بتلا دی تھی کہ تم سرزمین میں دوبارہ فساد مچاؤ گے اور بڑا زور چلانے لگو گے پھر جب ان دو باتوں میں سے پہلی مرتبہ میعاد آئے گی۔ یعنی تم اول مرتبہ شرارت کرو گے تو ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کریں گے۔ جو بڑے خونخوار ہوں گے پھر وہ گھروں میں گھس پڑیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے کہ جو ضرور ہو کر رہے گا اب اس میں دیکھنے کی چند باتیں ہیں ایک تو یہ کہ **لتفسدن فی الارض** میں دیکھنا چاہئے کہ ان لوگوں کو جو کہ اہل کتاب ہیں مفسد اور حد سے گزرنے والا فرمایا ہے اور دوسرے بات یہ ہے کہ جن کو عبادالنا فرمایا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ مشرک ہیں بت پرست ہیں ان کو اپنا بندہ فرما رہے ہیں۔ اس حیثیت سے کہ ہماری مملوک ہیں اور ہمارا آلہ عذاب ہیں نہ اس حیثیت سے کہ مقبول ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تمہارے مردود ہونے کی وجہ سے ان کو تم پر مسلط کر دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے وعدہ کو فرماتے ہیں **قولہ تعالیٰ فاذا جاء وعدالآخرۃ لیسوء' وجوھکم ولید خلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبر واما علوا تتبیرا** فرماتے ہیں کہ (پھر جب دوسری میعاد آئے گی یعنی دوبارہ شرارت کرو گے پھر دوسروں کو مسلط کریں گے تاکہ وہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ تمہاری مسجد میں گھسے تھے یہ وہ لوگ بھی اس میں گھس پڑیں اور جس جس طرح پر ان کا زور چلے سب کو برباد کر ڈالیں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی مقامات مقدسہ کی بے حرمتی ہمارے ہاتھوں ہو چکی ہے اور اب بھی ہمارے ہاتھوں ہی ہو رہی ہے۔ رہا یہ شبہ کہ اللہ تعالیٰ کو یہ کیسے گوارا ہو سو ان کے نزدیک تمام زمین برابر ہے خدا پر تھوڑا ہی قانون چلتا ہے۔ یہ تو ہمیں حکم ہے کہ ہم ان کی تعظیم کریں خدا پر لازم نہیں کہ کسی کی تعظیم کریں۔ دیکھئے اگر ٹوپی پر نجاست پڑ جاتی ہے تو اسے

اتار کر پھینک دیتے ہیں ایک منٹ پر نہیں رکھتے اور جوتا اگر نجاست میں بھر جائے تو اسے کوئی نہیں پھینکتا۔ جانتے ہیں کہ یہ تو نجس ہی ہے اگر اور نجاست میں بھر گئی تو کیا ہوا اسی طرح کافر اور مسلم کی مثال ہے کہ مومن مثل ٹوپی کے ہے کہ اگر اس میں ایک دھبہ بھی پڑ جاتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے اور کافر مثل پاپوش کے ہے۔ کہ اگر سب بھی بھر جائے تو ناگوار نہیں ہوتا تو کیا اس سے یہ لازم آگیا کہ جوتا کلاہ سے افضل ہے۔ ان رئیس صاحب نے بعض اہل غلو کے عذر کے طور پر کہا کہ مصیبت کے وقت عقل بھی جاتی رہتی ہے حضرت والا نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر کس کی عقل جاتی رہتی ہے جو نافرمان ہے اس کی عقل جاتی رہتی ہے بلکہ اس کی حالت راحت میں بھی ایسی ہی ہوتی ہے کیونکہ وہ راحت کو اپنی ہی عقل کا ثمرہ سمجھتا ہے اور مصیبت کو اوروں کے سر تھوپتا پھرتا ہے اور مطیع مصیبت کے وقت اور بھی زیادہ عاقل اور بیدار ہو جاتا ہے کیونکہ بوجہ طاعت اور تابعداری کے حق حق تعالیٰ اس میں عرفان کی شان پیدا کر دیتے ہیں اور فوراً رجوع بحق پیدا ہو جاتا ہے اس کو راحت اور مصیبت دونوں مذکر حق ہوتے ہیں (جامع۔ جیسا کہ حضرت عارف معین الدین چشتیؒ نے فرمایا

ازیں مصائب دوراں مثال شاداں باد　　　کہ تیر دوست بہ پہلوئے دوست می آید

اور حضرت بو علیؒ فرماتے ہیں

کفر و ایمان ہر دور ابرہم بزن　　　بعد ازیں دریاب معنی را بہ فن

یعنی اے خدا کے بندے جب تو طاعت حق ہے تو تجھے راحت اور مصیبت سے بالکل قطع نظر کر لینی چاہئے)

اور حضرت والا نے یہ بھی فرمایا کہ آپ اب اس کا تجربہ کر لیں دو عالموں کے پاس جایئے ایک ان میں متدین اور متقی ہے اور ایک فقط عالم ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ متقی کو عاقل اور فہم پائیں گے اور غیر متقی کو نہایت خشک اور کورا بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ ایک شخص ان پڑھ اور متقی ہو اور دوسرا فقط عالم آپ اس ان پڑھ میں جو فہم دیکھیں گے وہ اس عالم میں ہرگز نہ ہوگی۔ چنانچہ حضرات صحابہؓ میں اکثر وہ لوگ تھے کہ پڑھنا جانتے تھے نہ لکھنا مگر جب بادشاہوں کے دربار میں دعوت اسلام دینے جاتے تھے۔ اور شاہان دنیا سے خطاب کرتے تھے بڑے بڑے بادشاہ ان کی باتیں سن کر حیران ہو جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ

کی خلافت میں جب سفیر اسلام ہرقل کے دربار میں تشریف لے گئے ہیں اور اس نے حضرت عمرؓ کے حالات دریافت کئے ہیں کہ تم اپنے خلیفہ کے حالات سناؤ وہ کیسے ہیں اور کیا کرتے ہیں تو ایک شخص ان پڑھ معمولی لباس میں سے جواب دیتے کہ ہمارے خلیفہ کا مختصر یہ حال ہے کہ لا یخدع ولا یخدع دیکھئے ایک ان پڑھ شخص نے دو جملوں میں وہ جواب دیا ہے کہ بادشاہ حیران ہوگیا۔ تو بات کیا تھی۔ طاعت کی برکت سے عرفان حق حاصل تھا حق تعالیٰ ان کے حامی اور مددگار تھے۔ مسلم ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ حضرت وہ تعلیم حق تھی اور انہیں طاعات کی بدولت تھی جن کو آج ہم نے چھوڑ رکھا ہے۔

صاحب سلطنت کو جن دو اوصاف کا ہونا ضروری ہے

ملفوظ ۱۱۹۔ غرض ہرقل نے یہ سن کر ارکان دولت جمع کیا اور کہا کہ ان کے خلیفہ میں یہ دونوں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں۔ تو ساری دنیا اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ لا یخدع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت بڑا متدین ہے جو سلطنت کا راس ہے اور وہ لا یخدع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت بڑا عاقل ہے جو صاحب سلطنت کو ہونا چاہئے اور تدین اور عقل جس میں جمع ہو وہ سب پر غالب ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے زیادہ کیا مسلمانوں کو مصیبت ہوگی اس طرف تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اتنا عظیم واقعہ دوسری طرف کفار کا زور۔ تیسرے ایک فرقہ مرتدین کا شور وغل۔ مگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ ایک تنہا شخص کہ جنکی مخالفت مشورہ میں تمام صحابہ کر رہے ہیں اور پھر حضرت صدیقؓ ساری دنیا کیلئے مقابلہ کیلئے تیار۔ یہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی ہلچل پڑ رہی ہے اور آپ حضرت اسامہؓ کو فوج دے کر شام بھیج رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہی ایک لشکر مانعین زکوٰۃ کے اوپر بھیج رہے ہیں حضرت عمرؓ اس کی مخالفت کرتے ہیں کہ یہ موقع نہیں ہے اگر ہم مدینہ سے باہر جائیں گے تو اندیشہ ہے کہ کفار مدینہ پر چڑھ آئیں اور اہل مدینہ کے ساتھ بے ادبی کریں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اللہ معنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں تھا۔ میرے ساتھ خدا ہے اگر ساری دنیا بھی پھر جائے گی تو ان شاء اللہ میں غالب آؤں گا اور اس علم کو ہرگز نہ

کھولوں گا جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے باندھا ہے اور جو شخص زکوٰۃ و صلوٰۃ میں فرق کرے گا اس سے ضرور قتال کروں گا۔ اگر چہ ازواج کو بھیڑیئے گھسیٹ کر لے جائیں۔ طاعت کی برکت سے حق تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں وہ رعب ڈالا یہ سمجھے کہ ان کے پاس بہت سامان معلوم ہوتا ہے کہ جو اتنی بڑی فوج باہر روانہ فرما رہے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ طاعت کے نور نے وہ نصرت فرمائی کہ سب پر غالب آ گئے۔

دیندار ہونا خوشی کی بات ہے

ملفوظ ۱۲۰۔ فرمایا کہ میرے ایک عزیز نے ایک عجیب بات کہی تھی کہ مولوی ہونا کوئی خوشی کی بات نہیں ہے۔ دیندار ہونا خوشی کی بات ہے واقعی عجیب بات ہے۔

شیطان نے لوگوں کا راستہ مار رکھا ہے

ملفوظ ۱۲۱۔ فرمایا ایک صاحب نے خط لکھا ہے کہ مجھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے مگر دل نہیں لگتا۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ اس میں حرج ہی کیا ہے۔ شیطان نے لوگوں کا راستہ مار رکھا ہے۔ (جامع نے عرض کیا کہ حضرت دوا پینے میں کون سا دل لگتا ہے ہر شخص دوا کو بے دلی سے پیتا ہے اور اسی حالت میں ہم دیکھتے ہیں کہ مریضوں کو شفاء ہوتی ہے اسے کوئی نہیں کہتا کہ دوا پیتا ہوں اور دل نہیں چاہتا جانتے ہیں کہ دوا پینے میں کب دل لگا کرتا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ دل کے نہ لگنے سے دوا کا اثر تھوڑا ہی جاتا رہے گا) فرمایا کہ بالکل سچ ہے۔

تربیت کا مفہوم

ملفوظ ۱۲۲۔ ایک صاحب نے لکھا تھا کہ میری تربیت کر دیجئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ تربیت سے آپ کی کیا مراد ہے ان صاحب نے جواب دیا کہ میں کچھ وظیفہ پڑھا کرتا ہوں اس کی اجازت فرما دیجئے۔ میں نے ان کو لکھا ہے کہ تربیت کے معنی اجازت دینا کس زبان میں ہے۔ اب لوگ مجھے وہمی کہتے ہیں۔ بتلایئے اس میں کون سے وہم کی بات ہے۔

طالبان جاہ کا حال

ملفوظ ۱۲۳۔ فرمایا کہ طالبان جاہ دین کا کام بھی کرتے ہیں تو وہ بھی جاہ کے واسطے کرتے ہیں۔

خلافت کو حضرت عمرؓ کی ضرورت

ملفوظ ۱۲۴۔ فرمایا کہ حضرت عمرؓ کو جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خلافت سپرد کی تو حضرت فرماتے ہیں مجھے خلافت کی حاجت نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ آپ کو خلافت کی ضرورت نہیں مگر خلافت کو آپ کی ضرورت ہے۔

حکایت حضرت عالمگیرؒ اور پسر راجہ

ملفوظ ۱۲۵۔ فرمایا حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کی تاریخ پر بہت نظر تھی۔ ان سے سنا ہے کہ عالمگیر کے وقت میں ایک راجہ تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا اس نے ایک لڑکا نابالغ بچہ چھوڑا اور ایک بھائی تھا۔ اکثر لوگوں کی یہ رائے تھی کہ گدی پر بھائی کو بٹھایا جائے۔ مگر چند آدمی اور وزیر لڑکے کے طرف دار تھے۔ وزیر کی یہ رائے ہوئی کہ اس لڑکے کو بادشاہ کے پاس لے جانا چاہئے تاکہ ترحم اس کا مرجح ہو جائے چنانچہ وزیر لڑکے کو لے کر دہلی کو روانہ ہوا اور راستہ میں سب محتمل سوالات سمجھا دیئے کہ اگر بادشاہ یوں دریافت کریں تو یہ جواب دینا اور اگر یہ سوال کریں تو یہ کہنا لڑکا جب دہلی کے اندر آیا تو اس نے وزیر سے سوال کیا کہ اگر بادشاہ نے مجھ سے وہ باتیں دریافت کیں جو تم نے نہیں بتلائی ہیں تو میں کیا جواب دوں گا۔ وزیر یہ سوال سن کر دنگ رہ گیا اور کہا کہ جس خدا نے تیرے دل میں یہ بات ڈالی ہے وہ ہی جواب بھی تیرے دل میں ڈال دے گا۔ جب دربار میں پہنچے تو عالمگیر محل کے اندر حوض پر غسل فرما رہے تھے۔ اس لڑکے کو اندر بلا لیا اور مزاحاً اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حوض پر لٹکا کر فرمایا کہ تجھے ڈبو دوں اس بات پر لڑکا ہنسنے لگا۔ یہ حرکت بادشاہ کو بہت ناگوار معلوم ہوئی کہ راجہ کا لڑکا اس قدر بے ادب فرمایا کہ تو بہت بے ادب معلوم ہوتا ہے۔ ہنسی کی کیا بات تھی؟ لڑکے نے جواب دیا کہ حضور بے شک بہت بے ادبی ہوئی مگر مجھے ایک خاص وجہ سے بے ساختہ ہنسی آ گئی اور بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔ جب حضور نے یہ فرمایا کہ تجھے ڈبو دوں تو مجھے خیال ہوا کہ حضور تو اگر کسی کی ایک انگلی بھی پکڑ لیں اور وہ ڈوبتا ہوا ہو تو نہ ڈوبے اور میرے تو دونوں ہاتھ حضور کے ہاتھوں میں ہیں میں کیسے ڈوب سکتا ہوں بادشاہ کو یہ جواب

بہت پسند آیا اور کہا کہ یہ لڑکا بے شک گدی کے قابل ہے اور فوراً گدی پر بٹھانے کا حکم صادر فرمایا (جامع۔ دیکھئے وہ لڑکا بادشاہ کے تابع تھا۔ جب ہی تو اپنے ڈوبنے پر تعجب کیا اور اگر بادشاہ لڑکے کے تابع ہوتا تو ڈوبنے میں کیا تعجب تھا) اسی طرح اگر علماء بے علموں کے ساتھ ہو جائیں تو کیا نفع ہو۔ ہاں بے علم لوگ علماء کے تابع ہو جاتے تو کچھ نفع ہوتا۔ دیکھئے ایک موٹی بات ہے کہ اگر کوئی طبیب مریضوں کا اتباع کرنے لگے تو کیا مریضوں کو فائدہ کی امید ہوگی۔ اور لوگ اس کو کمال سمجھیں گے ہرگز نہیں اور نہ اس میں کچھ مریضوں کی سعادت بلکہ مریض اگر طبیب کے تابع ہوں تو اس میں مریضوں کو نفع ہوگا اور یہ ان کا کمال بھی ہے اور عقلمندی بھی ہے کیونکہ اپنے آپ کو ایک حکیم اور دانشمند کے سپرد کر دیا اور اس صورت میں کہ جو طبیب مریضوں کے تابع ہو جائے یہ سراسر طبیب کا جہل ہے۔ ایسے طبیب کے بارہ میں وہی کہا جائے گا۔ جو مولانا رومؒ فرماتے ہیں

بے خبر بود نداز حال دروں　　　استعیذ اللہ مما یفترون

(اندرونی حالت سے بے خبر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ جو وہ جھوٹ بولتے تھے)

اور یہ نا عاقبت اندیش اسی حکم میں ہوں گے جس میں علماء بنی اسرائیل ہیں چنانچہ بعضے لوگ فخریہ بیان کرتے ہیں کہ علماء بھی ہمارے ساتھ ہو گئے۔ یہ کبھی نہیں سنا کہ کہتے ہوں کہ ہم علماء کے ساتھ ہو گئے۔

ہماری عبادات کا حال

ملفوظ ۱۲۶۔ فرمایا ایک شخص مجھے پنکھا جھل رہا تھا اور کبھی میرے سر میں مار دیتا تھا اور کبھی منہ پر میں نے دل شکنی کی وجہ سے کچھ نہیں کہا وہ تو اپنے دل میں خوش ہوتے ہوں گے ہم نے خوب خدمت کی مگر کوئی میرے دل سے پوچھے کہ ایک گھنٹہ مجھ پر کیا مصیبت گزری۔ الحمدللہ کہ میرے قلب میں گزرا کہ یہی حالت ہے ہماری عبادتوں کی کہ ہم تو خوش ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ مگر واقع میں ایسی عبادات سزا کے لائق ہیں اور منہ پر مار دینے کے قابل ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو ضعیف سمجھ کر قبول فرما لیتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال عقلی

ملفوظ ۱۲۷۔ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات عقلی پر کفار بھی متفق ہیں بلکہ بعض

اوقات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان آپ کے کمال عقلی کے جس قدر معتقد ہیں ان سے زیادہ کفار معتقد ہیں۔ اس طرح سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے جس قدر اسلام کو اور سلطنت کو ترقی ہوئی مسلمان تو اس کو تائید حق ثمرہ سمجھتے ہیں اور کفار چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل نہیں اس لئے اس کو ثمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال عقلی کا سمجھتے ہیں تو جو کام خدا کے کرنے کا ہے وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمجھتے ہیں مگر افسوس بعض نام کے مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ عقل میں بھی کامل نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات میں مخالفت کرتے ہیں (جامع۔ بالخصوص تمدن اور معاشرت میں تو یہ لوگ اس قدر مخالفت کرتے ہیں کہ الٰہی توبہ اہل یورپ کی غلامی کرتے کرتے ان کے دماغ سڑ گئے حالانکہ ان کا تمدن اکثر ہمارے جناب کے تمدن سے ماخوذ ہے افسوس ان لوگوں پر کہ ان کے نزدیک آقا کے اصول تمدن آج کل کے ضروریات زمانہ کیلئے ناکافی ہیں)

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا فہم

ملفوظ ۱۲۸۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ کفار نے حضرت صدیق اکبرؓ سے کہا کہ آپؓ نے اپنے یار کا دعوی بھی سنا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ مجھے معراج ہوئی ہے آپؓ نے فوراً جواب دیا بے شک اگر وہ کہتے ہیں تو سچ ہے۔ ضرور ہوئی ہے۔ کفار نے کہا کہ تم نے تو اتنی جلدی تصدیق کردی۔ آپؓ نے فرمایا تم کو معلوم نہیں ہے میں تو اس سے پہلے اس سے بھی زیادہ بڑے واقعہ کی تصدیق کر چکا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خود آسمان والے آیا کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں یہ تو ادنیٰ درجہ ہے کہ ان کو آسمان پر لے گئے سبحان اللہ! صحابہؓ کو تو اللہ تعالیٰ نے کیسے فہم عطا فرمائے ہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی تواضع

ملفوظ ۱۲۹۔ فرمایا کہ ایک صاحب کا خط آیا ہے کہ صاحب خدا کے واسطے کہیں آپ بھی ہندوستان سے نہ چلے جانا۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ جناب! میری ایسی ہمت کہاں ہے۔ (جامع۔ اس میں اپنی تواضع اور بیت اللہ شریف کا ادب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس تعلیم کے موافق عمل کرنے کی توفیق دے)

ملفوظات حکیم الامت - جلد ۱۵ - ۱۲

اپنی اصلاح مقدم ہے

ملفوظ ۱۳۰۔ فرمایا ایک مولوی صاحب کا خط آیا ہے۔ بے چارے بہت نیک آدمی ہیں لکھا ہے کہ میں اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہوں مگر فلانے مولانا صاحب منع کرتے ہیں اور جن امور سے میں بچنا چاہتا ہوں۔ بوجہ فتنے کے وہ مولانا کہتے ہیں کہ نہیں تمہیں یہی کرنا چاہئے۔ کیونکہ لوگوں کی دلداری کرنا ضروری ہے۔ اب میں جناب سے مشورہ لیتا ہوں آیا میں اپنی اصلاح اور عاقبت کی فکر کروں۔ یا لوگوں کی دلداری کروں فرمایا۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ اپنی اصلاح مقدم ہے اور یہ بھی فرمایا کہ آج کل آپ دیکھیں گے کہ لوگ کثرت سے اس بلا میں مبتلا ہیں کہ کسی طرح سے اپنا گروہ بڑھے۔ بس جی آج کل تو پالیسی رہ گئی ہے اور فرمایا کہ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اے عزیز تو کیا امید کرسکتا ہے اپنی اصلاح کی جبکہ تیرا معالج ہی بیمار ہے۔

خط نہ لکھنے پر معذرت کی ضرورت نہیں

ملفوظ ۱۳۱۔ فرمایا ایک صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے بہت روز سے جناب کو خط نہیں بھیجا ہے میں معافی چاہتا ہوں میں نے جواب لکھا کہ اس میں میرا کون سا نقصان ہوا ہے جو آپ معافی چاہتے ہیں۔

نفس کی شرارتیں

ملفوظ ۱۳۲۔ فرمایا ایک صاحب نے بہت لمبا خط لکھا ہے کہ میں جس کام میں لگ جاتا ہوں اس میں ایسا انہماک ہوتا ہے کہ دوسرے کاموں کی مطلق خبر نہیں رہتی۔ دوسرے کام بالکل ملیامیٹ ہو جاتے ہیں اگر گھر کے کام کوشش کر کے کرتا بھی ہوں تو بدقت ہوتے ہیں میں نے جواب لکھا ہے کہ جب بدقت کرنے پر قادر ہو پھر کیوں نہیں کرتے اور اس قدرت سے کام نہ لینے کی کیا وجہ اور فرمایا یہ ساری نفس کی شرارتیں ہیں۔ دین کے کام میں بھی لوگ راحت ڈھونڈتے ہیں۔ راحت ہوتی ہے مگر کام کے بعد ہوتی ہے۔ لوگ پہلے راحت طلب کرتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی مریض یوں کہے کہ میں تندرست نہیں ہوتا۔ اور دوا پینے سے بہت دل گھبراتا ہے اگر پیتا ہوں تو بدقت پیتا ہوں تو صحت بدون ازالہ مرض کے نہ ہوگی اور

ازالہ مرض بدون دوا کے نہ ہوگا۔ مگر خدا جانے دینی امور میں لوگوں کی عقل کہاں مسخ ہوگئی ہے اور فرمایا ان صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی ایسی ترکیب بتلایئے جس سے خدا کی محبت جاگزیں ہوجائے اور دنیا کی محبت مغلوب ہوجائے۔ میں نے اس کا جواب لکھا ہے کہ اس کا درجہ اختیاری مطلوب ہے یا غیر اختیاری اور یہ بھی فرمایا کہ ان کو جس حالت کی طلب ہے یہ بہت مدت کے بعد کام کرنے سے ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اول حالات پیش آجائیں۔ حالانکہ ثمرات ہیں اعمال کے اور وہ بھی غیر ضروری ورنہ ثمرات کا ظہور تو آخرت میں ہوگا۔ یہاں تو اکثر ایک ذوق اور کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے دل خوش ہونے لگتا ہے۔

بے ادبی کرنے والے کا ضرر

ملفوظ ۱۳۲۔ فرمایا ایک مولوی صاحب کا خط آیا ہے انہوں نے ٹانڈہ بلانے کی درخواست کی ہے احقر نے عرض کیا کہ میرے پاس بھی ان کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ اگر کوئی بے ادبی ہوگئی ہو اور اس کی وجہ سے مولانا ناراض ہوجائیں تو راضی کر دینا اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ یہاں تو ادب اور بے ادبی کا سلسلہ ہی نہیں۔ ہاں یہاں تو وہ بے ادبی سمجھی جاتی ہے۔ جس میں بے ادبی کرنیوالے کا ضرر ہوتا ہے اور جس میں اس کا ضرر نہیں ہوتا میں اس کی کبھی پرواہ بھی نہیں کرتا ایک شخص نے عرض کیا کہ جب کسی شخص سے محبت ہو تو محبؔ کو اس کے قرب سے ڈرنا اس میں تعجب معلوم ہوتا ہے جب کسی شخص سے محبت ہوتی ہے تو پھر اس سے ڈر کیسا۔ وہ تو اگر جان بھی لے لے تو غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ فرمایا جی ہاں اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی کہے کہ روٹی کھانے کو تو دل نہیں چاہتا ہے مگر ہیضہ سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جی ہی نہیں چاہتا اور کھا کر ہیضہ بھی ہوجاتا تو وہ اس ہیضہ کو بھی مبارک سمجھتا اس پر ایک حکایت بیان فرمائی کہ کسی گاؤں سے کچھ لوگ بھاگے جارہے تھے ایک فاقہ زدہ بھی سامنے آگیا اس نے کہا کہ تم لوگ کہاں جارہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم گاؤں کو چھوڑے ہوئے جارہے ہیں۔ کیونکہ گاؤں میں ہیضہ کی بیماری ہورہی ہے۔ اس نے کہا کہ ہیضہ کسے کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہیضہ بہت کھانے سے ہوجاتا ہے۔ اس نے کہا کہ ایسا مبارک مرض ہمیں نہیں ہوا۔ تو حضرت طالب کی تو یہ حالت ہوتی ہے۔

مسائل دریافت کرنے میں اجر ملتا ہے

ملفوظ ۱۳۳۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت جیسے طالب علموں کو طلب علم میں اجر ملتا ہے۔ مسائل دریافت کرنے میں بھی اجر ملتا ہے یا نہیں فرمایا کہ جی ملتا ہے۔ یہ بھی تو طلب علم ہی ہے علم صرف عربی حاصل کرنے کا نام تھوڑا ہی ہے۔ جس بات میں طلب دین ہو وہی طلب علم ہے۔

کیا شیخ طالب کو خط لکھا کرے

ملفوظ ۱۳۴۔ فرمایا ایک صاحب لکھتے ہیں کہ آپ نے بہت دنوں سے خط نہیں بھیجا میں نے جواب لکھا ہے کہ کیا میں نے ابتداءً نہیں بھیجا یا آپ کے خط کا جواب نہیں دیا۔ (جامع اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حاکم حکیم خود لوگوں سے دریافت کرتے پھریں کہ تم علیل تو نہیں ہو یا تمہارا مقدمہ تو نہیں ہے)

سب احوال موافق سنت ہونے چاہئیں

ملفوظ ۱۳۵۔ فرمایا کہ احوال صحیح جب ہوتے ہیں عمل دین کے موافق ہوتا ہے اصلی پہچان یہی ہے (جامع سب حال قال سنت کے موافق ہو یہی مقصود ہے نیا مال نیا قال نیا عمل سب مردود ہیں سنت پر عمل کر کے ان سب کو مٹا دینا چاہئے)

اوراد سے زیادہ امراض سے نفع

ملفوظ ۱۳۶۔ فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے وہ بے چارے بیمار ہیں لکھا ہے کہ بیماری کی وجہ سے وظائف و اوراد بالکل نہیں ہوتے بہت قلق ہے۔ فرمایا میں نے جواب لکھا ہے کہ بعض مرتبہ امراض سے وہ نفع ہوتا ہے جو اوراد سے نہیں ہوتا اور حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس طریق کا اصول یہ ہے کہ پریشان کی تسلی کی جائے اور جو شخص بے فکر ہو اس میں فکر پیدا کی جائے آج کل چونکہ لوگ فن سے واقف نہیں ہیں۔ اس لئے ان باتوں کی قدر نہیں کرتے اور مجھے تو پریشان کی حالت پر اس قدر رحم آتا ہے کہ خود پریشان ہو جاتا ہوں اور جیسے اپنی پریشانی بری معلوم ہوتی ہے ایسے ہی دوسروں کی پریشانی بری معلوم ہوتی ہے جن لوگوں کو کبھی پریشانی نہیں ہوئی وہ دوسروں کی پریشانی کی کیا قدر کریں گے۔

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست   حال شیرا نے کہ شمشیر بلا برسر خورند

یہ لوگ اگر خود پریشان ہوتے اور خود ان کے مشورہ پر انہی کو عمل کرنا پڑتا۔ جب معلوم ہوتا کیونکہ کبھی پریشانی دیکھی نہیں ہے۔ اس لئے جو جی میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی پریشان پر ملامت نہیں کی۔ حضرت حنظلہؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت پریشان خاطر حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا حال ہے تمہارے اے حنظلہؓ حضرت حنظلہؓ کہتے ہیں۔ یا رسول اللہ میں منافق ہوگیا آپ نے فرمایا کیا بات ہے بیان کرو۔ آپؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو قلب کی حالت آپ حضور میں ہوتی ہے وہ غائبانہ نہیں رہتی اور طرح طرح کے خیالات دل میں آتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **حنظلہ ساعة فساعة الی آخر الحدیث**۔ دیکھئے وہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے منافق کہہ رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا آج لوگ مجھے یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر کیوں سختی نہیں کرتے بالخصوص مصلحین پر۔ تو نہایت ہی افسوس ہے کہ ان لوگوں کو فن سے بالکل ہی مناسبت نہیں اس کی تو وہ ہی مثل ہوئی کہ مرے کو مارے شاہ مدار (جامع کہتا ہے کہ جو آپ ہی مر رہا ہو اس کو گر مارا تو کیا مارا)

دیکھئے فقہاء صاف لکھتے ہیں کہ کوئی شخص جان بوجھ کر بھی کبائر کا مرتکب ہو جائے اور ہوش واختیار میں بھی ہو۔ مگر جب تک وہ اس کو گناہ سمجھے گا کافر نہ ہوگا اور نہ کسی کو کافر کہنے کی مجال ہے اور نہ اس کی بیوی اس کے نکاح سے علیحدہ ہوگی۔ آفرین ہے لوگوں پر کہ ایک شخص خواب میں یا بے اختیاری میں اگر کوئی بات دیکھے یا زبان سے کہے اس پر کفر کا فتویٰ جاری کرتے ہیں اور ہمیشہ خود خواب میں احتلام میں مبتلا ہوتے ہیں اور اپنے کو زانی نہیں کہتے اور باوجود غسل وطہارت کے سب مسئلہ جاری کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے استادؒ سے ایک طالب علم مولوی مظہر نامی نے بیان کیا تھا وہ میرے ساتھ موجز میں شریک تھے انہوں نے مولانا سے رام پور کا ایک قصہ بیان کیا کہ وہاں ایک شخص پر ایک حال طاری ہوا وہ اپنے کو ملحد اور زندیق سمجھتے تھے اور خود صاحب سلسلہ بھی تھے مگر بے چارے فن نہیں جانتے تھے۔ اس لئے وارد کی حقیقت سے مطلع نہیں ہوئے مولوی صاحب اس وقت زندہ تھے یہ

صاحب ان کے پاس گئے۔ مولوی صاحب مثنوی شریف پڑھا رہے تھے ان صاحب حال سے دریافت کیا کہ تم کون ہو ان صاحب نے کہا کہ میں شیطان ہوں۔ مولانا نے فرمایا کہ اگر شیطان ہو تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ وہ سیدھے اٹھے ہوئے قیام گاہ کو چلے گئے۔ اور سمجھ گئے کہ واقعی میں ایسا ہی ہوں تو پھر اپنے وجود ناپاک سے دنیا کو پاک کر دینا چاہئے۔ اپنے ایک مرید سے کہا کہ میں اپنا گلا کاٹوں گا۔ اگر کچھ باقی رہ جائے تو پھر تم صاف کر دینا اس بھلے آدمی نے بھی وعدہ کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے حجرہ میں جا کر اپنی گردن کاٹ لی جب وہ مر چکے تو مرید نے کسی ترکیب سے کیواڑ کھول کر اندر دیکھا تو کام تمام ہو چکا تھا کچھ حصہ کھال کا باقی تھا اس نے اس کو بھی صاف کر دیا۔ اس حالت میں اس کو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ نواب صاحب کے یہاں مقدمہ پیش ہوا اس نے سارا واقعہ بیان کیا چونکہ اس میں مولانا صاحب کا بھی نام تھا اس لئے ان کو بھی بلایا ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا بیشک یہ واقعہ سچا ہے وہ میرے پاس گئے تھے اور یہ کہا تھا میرے نزدیک یہ شخص یعنی مرید سچا معلوم ہوتا ہے۔ اس پر نواب صاحب نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس پر مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ ان کو یہ جواب دینا چاہئے تھا کہ کیا حرج ہے شیطان بھی تو انہی کا ہے تعلق تو اب بھی باقی رہا۔ اس سے ان کی فوراً تسلی ہو جاتی اور اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ خود مجھے صدہا احوال ایسے پیش آئے ہیں مگر اس کو تو میں ہی جانتا ہوں یا وہ جانتا ہے جس پر گزرتی ہے لوگ کیا جانیں اور یہ بھی فرمایا کہ خواب میں کبھی صورت مقصود ہوتی ہے اور کبھی معنی مقصود ہوتے ہیں۔ امام اعظم صاحبؒ نے ایک دفعہ ایک خواب دیکھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں قبر سے اکھاڑ رہا ہے۔ حضرت ابن سیرینؒ سے اس کی تعبیر دریافت کی فرمایا کہ یہ شخص وارث نبوت ہوگا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ظاہر کرے گا اس سے تفتیش دین مراد ہے اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کی ہزاروں خوابیں ہیں۔

ایک شخص مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے پاس روتے ہوئے آئے حضرت نے فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے۔ حضرت نے فرمایا کہ بیان تو کرو ان صاحب نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا یہ تو بہت اچھا خواب ہے۔ تمہارے لڑکا پیدا ہوگا اور حافظ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان صاحب کی تسلی ہو گئی۔ جامع کہتا ہے اس پر کوئی صاحب ان کے ارتداد کا فتویٰ نہیں لگاتے نہ حضرت شاہ صاحب کو کسی کی مجال ہے کہ یوں کہیں کہ تنبیہ نہیں کی خیر۔

تم کو آتا ہے پیار پر غصہ　　ہم کو غصہ پہ پیار آتا ہے

ادب حضور سیدنا ابوبکر صدیقؓ

ملفوظ ۱۳۷۔ فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو ہجرت کی ہے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوئے ہیں۔ جب مدینہ پہنچے تو بغرض زیارت انصار جوق در جوق آنا شروع ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مصافحہ کرنا شروع کیا چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زیادہ معلوم ہوتی تھی اس لئے وہ لوگ یہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہیں۔ حضرت صدیقؓ برابر مصافحہ کرتے رہے اور انکار نہیں کیا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تھکے ہوئے تھے۔ آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف سے بچایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آئی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی چادر سے سایہ کیا تب لوگ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ حضرت یہ ہے خدمت کا طریقہ یہ باتیں ہیں جن سے صحابہؓ کے علوم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خلوص معلوم ہوتا ہے۔ آج کل لوگوں نے صرف جوتا اٹھا کر رکھ دینے کا نام محبت رکھا ہے چاہے اس سے تکلیف ہی پہنچے۔ مگر اپنا دل راضی ہو جائے۔

خلاف شرع امور کی اصلاح شیخ پر فرض ہے

ملفوظ ۱۳۸۔ فرمایا کہ اگر کسی مرید میں کوئی بات خلاف شرع ہو اور شیخ اسکی اصلاح نہ کرے تو میرے نزدیک وہ شیخ خائن ہے اور شیخ بنانے کے لائق نہیں۔ جب سائلوں کو شفاء نہیں ہوتی تو کیوں ان کا راستہ کھوٹا کرے ان لوگوں سے کوئی پوچھے تم کس مرض کی دوا ہو۔ جب دوا ہی نہیں کرتے تو لوگوں کو کیوں گمراہ کرتے ہو۔ کیا لوگوں نے امانت صرف اسی کا نام رکھ چھوڑا ہے کہ کسی کا روپیہ پاس رکھ کر واپس کر دیا حالانکہ طالبین اور ذاکرین اپنے کو ہمارے سپرد کر دیتے ہیں۔ اگر ہم ان کی تربیت میں کسی قسم کی کوتاہی کریں گے تو کیا ہم خائن نہ ہوں گے۔ جب ان لوگوں نے اپنا دین وایمان تمہارے سپرد کر دیا۔ پھر کیوں ان کی اصلاح نہیں کرتے اور یہ بھی فرمایا جو شخص ایمان میں خیانت کر رہا ہے اور کونسی بات نہیں کر سکتا اور اس کا کیا

اعتبار ہے جس کو ایمان کی پرواہ نہ ہو وہ مال میں کیا وفا کرے گا۔ چنانچہ آج کل کے پیروں نے بہت سوں کے ایمان خراب کر رکھے ہیں۔ عام لوگوں کی کیا شکایت بلکہ بہت پرانے پرانے پیر ہیں جن کو سب جانتے ہیں کہ یہ پیر ہیں مگر خلاف شرع ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں (جامع کہتا ہے کہ ہم نے بھی ایک پیر کو سنا ہے کہ بخشی الاولیاء کہلاتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ شراب تک نہیں چھوڑتے۔ چنانچہ ایک جگہ ایک بہت بڑے شخص ہیں مگر وہ دنیا دار ہیں وہ بھی مے خوری کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ان کے یہاں جا کر مے نوشی ہوتی ہے اور صرف اس غرض سے ان کے ہمراز بنے ہیں کہ لوگوں کو بہکا کر ان حضرات کا شکار کراتے ہیں۔

فرمایا دیوبند کے بعض لوگوں کا یہ خیال ہوا تھا کہ جب سے یہ مدرسہ ہوا ہے ہم لوگوں پر غربت آ گئی۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں کہ مدرسہ تمہاری غربت کا سبب ہے بلکہ بات یہ ہے کہ پہلے تم لوگ خدا کے احکام کو نہیں جانتے تھے تو جرم میں تخفیف ہوتی تھی۔ اب چونکہ تم مدرسہ کی وجہ سے احکام خداوندی کو جان گئے ہو اور جان جان کر عمل نہیں کرتے اس لئے تم پر خدا کا غصہ ہے اگر عمل کرو گے پھر خوشحال ہو جاؤ گے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس سے تو علم کا نہ پڑھنا ہی اچھا ہے جاہل رہنا خود ایک جرم ہے۔ دیکھو اگر کسی شخص کو کھانا کھا کر ہیضہ ہو جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کھانا کھانا ہی چھوڑ دو۔

علامت شرارت نفس

ملفوظ ۱۳۹۔ فرمایا تھانہ بھون میں ایک خاں صاحب حضرت حاجی صاحب کے پاس ہر روز دوپہر کے وقت آ بیٹھتے حضرت حاجی صاحب بہت ہی خلیق تھے سخت تکلیف ہوتی تھی مگر سب گوارا کرتے تھے۔ آنکھوں میں نیند بھری ہوئی ہے اور بیٹھے ہیں۔ جب اسی طرح کئی دن ہو گئے تو حضرت حافظ ضامن صاحب نے فرمایا کہ خاں صاحب! آپ تو رات کو جورو کی بغل میں لیٹ کر سوتے ہو اور اب تک اپنے کام کاج کرتے رہتے ہو اور جب سب کاموں سے فارغ ہو جاتے ہو تو بزرگوں کو پریشان کرنے آ جاتے ہو۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ رات کو کیا کام کرتے ہیں۔ ساری رات تو اپنی آنکھیں پھوڑیں اور دن کو آپ سے باتیں کریں تو کیا یہ آدمی نہیں ان کو آرام کی ضرورت نہیں۔ خبردار! اگر اب آئے تو ٹانگیں توڑ

دوں گا فرمایا ہر شخص کا مزاج حق تعالیٰ نے جدا جدا بنایا ہے۔ تفاوت مزاج کوئی بری چیز نہیں ہے خیر ہونی چاہئے شرارت نفس نہ ہو اور اس کی پہچان یہ ہے کہ جب ہم کسی کو مسئلہ بتلا دیں اور لوگ اس پر ہم کو سخت سست کہیں اور ہم کو غصہ آئے تو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہ گستاخی اگر دوسرے شخص کے ساتھ اس کے مسئلہ بتلانے پر کی جائے تو تب بھی غصہ آتا یا نہیں۔ اگر غصہ آتا تب تو یہ خدا کے واسطے ہے اور اگر اس دوسرے کیلئے نہیں آتا۔ تو محض نفس کی شرارت ہے اور شفاء غیظ ہے ورنہ مسئلہ تو دونوں جگہ وہی ہے۔ اگر غیظ کا سبب رد حق ہے تو دونوں جگہ ہونا چاہئے اسی طرح اگر خوشی ہو تو اس کی بھی یہی پہچان ہے کہ اگر خوشی کی وہ ہی بات ہے دوسرے کو حاصل ہو تب بھی خوشی ہوتی ہے یا نہیں۔

احوال قال سے سمجھ نہیں آسکتے

ملفوظ ۱۴۰۔ فرمایا جو لوگ حالات کو قال سے سمجھنا چاہتے ہیں یہ ان کی سخت غلطی ہے کیونکہ حالات میں یہی کچھ مبادی حالیہ ہوتے ہیں۔ بدون ان کے پیدا ہوئے کیونکر سمجھ میں آسکتے ہیں۔ میں نے اپنے بچپن میں ایک چھوٹی سی کتاب دیکھی تھی اس میں لکھا تھا کہ کسی لڑکی نے اپنی سہیلی سے دریافت کیا کہ شادی ہونے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وہ ہمیں بھی بتلا دو اس کتخدا شدہ نے جواب دیا کہ تم جب مجھ جیسی ہو جاؤ گی خود جان لوگی۔

بیاہ یونہی جب تمہارا ہوئے گا　　جب مزہ معلوم سارا ہوئے گا

بلا ضرورت سوال کرنا مناسب نہیں

ملفوظ ۱۴۱۔ فرمایا ایک شخص کا خط آیا ہے انہوں نے قنوت نازلہ کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ آج کل نماز میں پڑھنی چاہئے یا کہ نہیں اور اگر پڑھیں تو ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں یا ہاتھ باندھ کر اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائیں یا نہیں۔ میں نے ان کو جواب لکھا ہے بھلا ایسا جواب کیا کسی کو پسند آئے گا مگر اس کی حقیقت تو میں ہی جانتا ہوں آپ نے قنوت نازلہ میں استفسار کیا جو چنداں ضروری نہیں اور رذائل نفس کے متعلق کچھ نہ پوچھا جو نہایت ضروری ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ یہ شخص ایک کم قوم کے ہیں۔ انہوں نے باہر

جا کر اپنے کو سید ظاہر کیا اور نام بھی بدل دیا مجھے معلوم ہوا تو میں نے سمجھا دیا کہ اب مجھ سے تعلق رکھنے کی یہ صورت ہے کہ جہاں اپنے کو سید ظاہر کیا ہے وہاں جامع مسجد میں علی الاعلان اپنی قوم کو ظاہر کرو پھر اس کے بعد جو کچھ پوچھو گے بتلاؤں گا انہوں نے مجھے لکھا کہ میں نے ظاہر کر دیا میں نے اپنے ایک دوست سے معلوم کیا تو غلط ثابت ہوا خیر اگر یہ لکھ دیتے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ تو کچھ مضائقہ نہیں تھا۔ انہوں نے مجھ سے جھوٹ بولا اور اب جو خط قنوت کی تحقیق کیلئے بھیجا ہے اس میں بھی چالاکی کی ہے کہ نہ اصلی نام لکھا اور نہ وہ نام لکھا جواب رکھا ہے بلکہ اور ایک تیسرا نام لکھا پہلے تو میں بالکل نہیں سمجھا مگر جب جواب لکھنا شروع کیا تو سمجھ میں آ گیا کہ یہ وہ شخص ہیں اس لئے ایسا جواب لکھا۔ تو اب رہی یہ بات کہ جواب سے اور سوال سے کیا مناسبت ہے تو اس کا ثبوت کلام اللہ میں موجود ہے۔ کقوله تعالیٰ **یسئلونک عن الاهلة قل هی مواقیت للناس** کہ سوال تو کرتے ہیں چاند کے گھٹنے بڑھنے کی علت سے اور جواب ملا ہے اس کی حکمت و فائدہ کا مطلب یہ ہے کہ علت سے سوال مت کرو۔ فائدہ دیکھو تو جو جوڑ یہاں ہے وہ ہی میرے جواب میں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ضرورت سے سوال کرو۔

امور دنیاوی سے متعلق ہر دعا کا بعینہ قبول ہونا ضروری ہے

ملفوظ ۱۴۲۔ فرمایا کہ ایک شخص کا خط آیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ میرے اوپر قرضہ بہت ہو گیا ہے۔ ہمیشہ دعائیں کرتا ہوں مگر ایک قبول نہیں ہوتی۔ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتے ہیں حالانکہ میری دعا قبول نہیں ہوتی سخت پریشان ہوں آپ ہی دعا کر دیجئے۔ آپ اللہ کے نیک بندہ ہیں۔ میں نے لکھا ہے کہ توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تو شیطان تک کی بھی دعا قبول کر لی کہ قیامت تک کیلئے عمر دیدی اور فرمایا کہ لوگوں کو اس سے دھوکا ہوتا ہے۔ **انی اجیب دعوة الداع اذا دعان** چونکہ یہ مطلق ہے امام رازیؒ نے اس آیت سے جواب دیا ہے **بل ایاه تدعون فیکشف ما تدعون الیه ان شاء** کہ اس کے ساتھ مقید اگر خدا چاہے گا اور مناسب ہوگی تو قبول ہوگی۔ دوسری یہ بات کہ کچھ امور تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں بندہ کے اختیار کوشش کو دخل ہے اور کچھ ایسے امور ہیں جن میں بندہ کے

اختیار و کوشش کو دخل نہیں ۔ تو جن امور میں دخل ہے ان میں کوشش کے ساتھ دعا کرنے سے برکت ہوتی ہے تنہا دعا سے کچھ نہیں ہوتا ۔ جیسے کوئی اولاد کے واسطے دعا کرے اور نکاح نہ کرے تو ہرگز قبول نہ ہوگی اور جو امور غیر اختیاری ہیں جیسے کہ بارش تو دعا قبول ہو جاتی ہے ۔ جو ان کی مصلحت کے خلاف نہ ہو یہ تو ہمارا بھی محاورہ ہے جیسے کہ بچوں سے خوش ہو کر کہہ دیتے ہیں جو تم مانگو گے وہی دیں گے تو کیا وہ سانپ یا سنکھیا مانگے تو کیا دیدیں گے مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو چیز بچہ کے مناسب ہوگی ۔ وہ دیدیں گے ہاں یہ تفصیل امور دنیاوی میں ہے کہ آخرت کے متعلق جو سوال کرے گا وہی عنایت ہوگا کیونکہ وہ مقصود بالذات ہے ۔

ایک مظلوم بچے سے عدل وانصاف

ملفوظ ۱۴۳ ۔ ایک کم سن نے بعد عصر ۲۲ رجب کو حضرت والا کی خدمت میں ایک پرچہ پیش کیا جس میں اپنی مظلومیت کا اظہار کیا تھا ۔ حضرت والا نے اس کے حالات سن کر ان دو شخصوں کو بلایا جو اس پر ظلم کرتے تھے ان میں ایک نابینا حافظ تھے جو اس بچہ کو اپنے وطن سے ملازم رکھ کر اپنی خدمت کیلئے لائے تھے اور ایک مولوی صاحب کہ جو کچھ مدت سے اپنی اصلاح باطنی کیلئے خانقاہ میں مقیم ہیں کہ یہ دونوں مجھ پر ظلم کرتے ہیں ۔ حافظ جی کھانے کو نہیں دیتے فقط دو روٹی دیتے ہیں اور مجھے سخت مار بھی دیتے ہیں اور وہ مولوی صاحب بھی حافظ جی کو سکھلاتے ہیں اور خود بھی مارتے ہیں اور کئی شخص بطور گواہ کے بلائے جو اپنی آنکھوں سے ان کے جور و ستم دیکھ چکے تھے ان سے ان دونوں صاحبوں کے سامنے شہادت لی ۔ اب حافظ جی سے دریافت کیا کہ حافظ صاحب آپ اس بچہ پر کچھ زیادتیاں کرتے ہیں ۔ حافظ جی نے کہا کہ اس میں چوری کا مرض ہے ۔ حضرت نے فرمایا میں یہ نہیں پوچھتا کہ اس کے اندر کیا مرض ہے ۔ میں تو یہ دریافت کرتا ہوں کہ تمہارے اندر بھی یہ مرض ہے یا نہیں کہ تم اس پر ظلم کرتے ہو ۔ نصف خوراک کھانا دیتے ہو ۔ جب حافظ جی نے صاف جواب نہ دیا تو لڑکے سے کہا کہ تو بتلا سچ کیا بات ہے ۔ کسی سے نہ ڈرنا ۔ اس بچہ نے کہا کہ مجھے روٹی کم دیتے ہیں اور مارتے ہیں اور مولوی صاحب بھی مارتے ہیں اب حافظ جی سے پوچھا کہ حافظ جی بتلاؤ کہ یہ ٹھیک کہتا ہے یا نہیں حافظ جی نے کہا ٹھیک کہتا ہے فرمایا پھر کیوں مارتے ہو اسے روٹی پیٹ بھر کے کیوں نہیں دیتے ۔ کیا تم نے یہ شرط ٹھہرالی تھی کہ

پیٹ بھر کے روٹی نہیں دوں گا۔ حافظ جی نے کہا کہ ہم نے روٹی کم کر دی تا کہ چوری کا مرض جاتا رہے۔ فرمایا ارے عقل کے دشمن اس سے تو اور یہ مرض بڑھے گا کہ جب بھوکا ہوگا چوری کرے گا۔ نیز آپ نے یہ چوری کا علاج کسی شرعی دلیل سے تجویز کیا ہے یا آپ نے کسی عالم سے دریافت کیا تھا اور مارنے کو بھی آپ نے چوری کی سزا کہاں سے تجویز کی ہے اور فرمایا کہ ظالم! خدا کا خوف نہیں رہا۔ آنکھیں تو پھوٹ گئیں دل بھی اندھا کرلیا۔ اب مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولانا آپ نے اس لڑکے کو کیوں مارا۔ آپ کا کیا قصور کیا تھا آپ کو کیا حق تھا انہوں نے کہا کہ جی یہ چوری کیا کرتا تھا۔ فرمایا کہ آپ کا کچھ چرایا تھا۔ فرمایا میرا تو نہیں فلاں صاحب کا حلوہ کھالیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ کو کیا حق تھا اگر کچھ کہتے تو وہ کہتے۔ جاؤ دور ہو جاؤ ابھی خانقاہ سے چلے جاؤ اور اندھے تو بھی نکل اور پھر فرمایا جاؤ ابھی یہاں سے دور ہو جاؤ دونوں (اے نیاز) پھینک دو ان کا اسباب ابھی نکال دو اور حافظ جی سے کہا کہ جاؤ ابھی اس کے لڑکا کا کرایہ لاؤ (مظفر پور کا) ہاں یہ بچہ ہے اکیلا نہیں جا سکتا دو آدمیوں کا کرایہ لاؤ اور اگر بارہ برس کا نہیں ہے تو نصف کرایہ اس کا اور ایک شخص کا جو اس کو پہنچا کر واپس آئے۔ اسے کرایہ دو اور اگر بارہ برس کی عمر ہے تو دو کرایہ لاؤ۔ ہم اپنے اہتمام سے پہنچا دیں گے اور لڑکے سے خطاب کر کے کہا کہ تم آج سے ہمارے یہاں کھانا کھایا کرو اور نیاز! میرے سامنے کھلایا کرو اور یہ بھی فرمایا کہ ان کم بختوں کو ہا ہو کرنی آتی ہے۔ یا بیٹھ کر تسبیح گھمانی خدا کا خوف ذرا دل میں نہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ سے محبت رکھنے والا تو کسی کافر کسی (بلی) کے ساتھ بھی ان مظالم کو گوارا نہ کرے گا اور اس پر آزاد بنتے ہیں مجھے تو اس قدر حافظ جی پر غصہ نہیں کہ یہ معذور ہیں مگر مولانا کو کیا ہوا ہے پڑھ لکھ کر سب ڈبو دیا۔ حافظ جی چونکہ معذور تھے اس لئے حضرت نے ان کو ۱۵ یوم بیٹھنے کی اجازت دی کہ اس میں اپنا انتظام کر لو اور جاؤ دوسرے دن مجلس میں حافظ جی کو حضرت نے نہ دیکھا تو حاضرین میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ آج حافظ جی نہیں آئے۔ ان صاحب نے کہا کہ وہ خوف کی وجہ سے نہیں آئے کہ شاید میرے جانے سے حضرت کو تکلیف ہوگی۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جب میں نے ان کو ۱۵ یوم کی اجازت دیدی ہے تو اس کا تو یہی مطلب ہے کہ ان دنوں میں آ کر سنا کریں۔ بعد میعاد البتہ ان کو نہیں آنا چاہئے۔ ہاں

ان مولوی صاحب کو ہرگز تشریف لانے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ ان کو ایک دن بھی اجازت نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت والا حافظ جی کو مظالم اور بخل کی برائیاں سمجھاتے رہے۔

غیر اللہ کی عبادت کرنے کی مثال

ملفوظ ۱۴۴۔ فرمایا کہ اہل بدعت اور جملہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کی ایسی مثال ہے جیسے شیطان کی کہ کم بخت نے حضرت آدمؑ کو سجدہ بھی نہیں کیا۔ حالانکہ یہ حکم خداوندی تھا اور ان کی اولاد سے زنا اور اغلام کراتا ہے اور عار نہیں ہوتی۔ اس بے حیائی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے۔ سجدہ کرنے میں تو آپ کو خاک و نار یاد آئے اور پھر اس خاک کے نیچے آپڑتا ہے اس کا کچھ بھی خیال نہیں۔ اسی طرح اہل دنیا کی حالت ہے کہ خداوند تعالیٰ کے تو خلاف کرتے ہیں اور اس کی ادنیٰ ادنیٰ مخلوق کے سامنے سجدہ کرتے پھرتے ہیں مساجد میں سجدہ کرنے سے عار آتی ہے اور مقابر پر جا کر ناک رگڑتے ہیں۔ بہت سے رئیسوں کو دیکھا ہے کہ وہ مسجد میں آنا اپنی حقارت سمجھتے ہیں اور قبروں کی خاک اپنے منہ کو ملتے ہیں زکوٰۃ دینے میں دم نکلتا ہے اور ڈوم میراثی طوائفوں میں خوب خرچ کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اہل اللہ سے نفرت کرتے ہیں اور شیاطین کا اتباع کرتے ہیں انبیاء پر طعن اور ساحروں پر اطمینان کرتے ہیں۔ بلی سے خوف اور شیر سے بے فکری خالق سے بے نیازی اور مخلوق کی غلامی کرتے ہیں ان کی وہی مثال ہے جو مولانا رومؒ نے فرمائی ہے۔

دست بوسی چوں رسید از دوست شاہ　　پائے بوسی اندر اندم شد گناہ

اور اس پر اپنے کو جید وقت اور شبلی دوراں سمجھتے ہیں۔ ایسے ولیوں کی بعینہ وہ حالت ہے جو کہ مولانا نے فرمایا ہے۔

کار شیطان میکنی نامت ولی　　گر ولی این است لعنت بر ولی
حرف درویشاں و نکتہ عارفاں　　بستہ اند ایں بیحیایاں برزیاں

علمائے تصوف کی اصلاحیں یاد کر لی ہیں اور مطلب خاک نہیں سمجھتے اس کے بعد حکایت بیان فرمائی کسی بزرگ نے شیطان سے کہا کہ کم بخت بڑا بے حیا ہے اور بڑا بے عقل ہے تو نے ہمارے باپ کو سجدہ بھی نہیں کیا اور ان کی اولاد سے زنا کراتا ہے۔

بعض مرتبہ حضرت حکیم الامتؒ کی سختی میں حکمت

ملفوظ ۱۴۵۔ فرمایا کہ بعض لوگوں کو بدون سختی کے شفاء نہیں ہوتی یہ میرا بارہا دفعہ کا مشاہدہ ہے اب لوگ مجھے سخت کہتے ہیں اب بتلایئے جب مجھے پورا یقین ہو جائے کہ بدون سختی کے فلاں شخص کا مرض نہیں جائے گا۔ تو میں سختی نہ کروں تو یہ خیانت ہے یا نہیں چنانچہ ایک شخص حضرت والا کے پاس آیا کہ حضرت میرا جی عیسائی ہونے کو چاہتا ہے حضرت والا نے ان کے ایک چپت رسید کیا کہ منہ پھر گیا اور دوسرا دوسری طرف اور فرمایا کہ آپ کا خدا ہونے کو کیوں دل نہیں چاہتا۔ کم بخت عیسائی ہو کر تو غلام رہے گا۔ خود عیسیٰ ہی کیوں نہیں بن جاتا اور عیسیٰ ہونے میں پھر خدا کی غلامی کرنے پڑے گی خدائی کا دعویٰ ہی کیوں نہیں کرتا اور پھر ایک لات رسید کی کہ جا دور ہو جا یہاں سے وہ خانقاہ سے نکل کر بھاگنے لگا تو ڈانٹ کر فرمایا کہ باہر کو کیوں جاتا ہے۔ مسجد میں کیوں نہیں جاتا۔ وہ شخص خوف زدہ ہو کر مسجد میں جا بیٹھا تھوڑی سی دیر کے بعد خود آ کر کہا کہ میرے کل شبہے جاتے رہے اور تسکین ہو گئی اس کے بعد ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص اپنی نیک بیوی کو چھوڑ کر ایک بازاری عورت کے پاس جایا کرتا تھا حالانکہ بیوی بہت حسین اور خدمت گزار بھی تھی۔ مگر یہ ایک نہ سنتا تھا اس بیوی نے سوچا کہ آخر یہ کیا بات ہے ہم بھی تو معلوم کریں اس میں وہ کونسی خوبی کی بات ہے جو ہم میں نہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ نخرے کیا کرتی ہے اور جب اس کے یہاں جاتے ہیں تو دس بیس گالیاں سنا دیتی ہے اور دو چار پاپوش لگا دیتی ہے یہ گھر آئے تو ان کی بیوی سے کچھ کام کہا ان کی بیوی نے اول تو خوب گالیاں سنائیں اور پھر جوتا لے کر مارا۔ بس سیدھے ہو گئے اور کہا کہ اب سب نعمتیں گھر موجود ہو گئیں اب کہیں نہیں جائیں گے۔

ذکر و شغل نماز روزہ وغیرہ کی تقویت کیلئے ہیں

ملفوظ ۱۴۶۔ جاہل صوفی روزہ نماز کو فضول اور وظائف و اذکار کو اصل کہتا ہے۔ حالانکہ ذکر و شغل بدون حج روزہ نماز زکوٰۃ کے سب بے فائدہ ہے کیونکہ ذکر و شغل تو روزہ نماز کی تقویت کیلئے ہیں۔ اصل میں یہ ارکان تو بمنزلہ پودوں کے ہیں اور ذکر و شغل بمنزلہ پانی اب اگر کوئی احمق پودوں کو کھود کر پھینک دے اور پانی برابر جاری رکھے تو اس احمق کے بارے میں کوئی کیا حکم لگائے گا۔ ظاہر ہے!

مجذوب وغیرہ کے اقوال کا کچھ اثر نہیں ہوتا

ملفوظ ۱۴۷۔ فرمایا لوگ مجذوبوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بہت معتقد ہیں اور ہر مجنون کو مجذوب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مجنون مجذوب ہی ہوا کرے اس میں ایک نکتہ ہے جس کی وجہ سے لوگ مجذوبوں کے طالب ہیں وہ یہ ہے کہ مجذوب جو کچھ کہہ دیتا ہے وہی ہو جاتا ہے حالانکہ اس کے کہنے سے نہیں ہوتا ہے وہی منجانب اللہ ہوتا ہے۔ یعنی جب کوئی کام منجانب اللہ ہونے والا ہوتا ہے تو ان کو اس کا انکشاف ہو جاتا ہے نہ کہ وہ کام ان کے کہنے کی وجہ سے ہوتا ہے بلکہ ان کا کہنا اسی وجہ سے ہوتا ہے اگر یہ نہ بھی کہتے تو تب بھی ہوتا اس کی مثال ہے جیسے تار بابو کے پاس تار آتا ہے اور وہ اس کو لکھ کر لوگوں کو تقسیم کر دیتا ہے تو مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ جو چاہتا ہے وہ خبر دیتا ہے بلکہ اس کے پاس دوسری جگہ سے خبر آتی ہے اس کو لکھ کر تقسیم کر دیتا ہے اس میں انکو دخل نہیں۔ اگر اس پر یہ آمد نہ ہو تو کچھ نہیں لکھ سکتا اب اگر کوئی اپنی بیوقوفی سے تار بابو کو مٹھائیاں اور نذرانہ پیش کرنے لگے تو اس میں کسی کا کیا نقصان ہے اور اس بے وقوفی کا کیا علاج یہ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ یہ خبریں اس بابو کے اختیار میں ہیں خواہ اچھی خبریں دیں خواہ بری خبریں دیں حالانکہ بابو کو اس کے اخفاء و اظہار میں کوئی دخل نہیں بلکہ تم اگر اس کو برا بھی کہو گے تب بھی وہ اس میں کمی زیادتی نہیں کر سکتا غرض کہ مجذوب وغیرہ کے قول کا کچھ اثر نہیں ہوتا لوگ ناحق اپنا وقت خراب کرتے ہیں۔ دعا سالک سے کرانی چاہئے کہ ان کی دعا کا اثر ہوتا ہے اور وہ خلاف انکشاف بھی دعا کر سکتے ہیں۔ بخلاف مجذوب کے کہ ان کو اس کی اجازت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کو بوجہ نقصان اس انکشاف کا یقین ہو گیا ہے اور سالک کو بوجہ کمال حال کشف کا یقین نہیں ہوتا۔

فیوض الرحمن

جمع فرمودہ:
مولانا فیوض الرحمن رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد وصلوٰۃ کے یکے از کمترین واذل خدام آستانہ اشرفی بندہ عاجز سراپا گناہ ہیچمدان محمد عزیز الرحمٰن ابن جامع معقول والمنقول حضرت مولانا الفاضل مولوی عبدالحکیم ابن مولانا حضرت حیات گلؒ سوکالی ہزاروی الحنفی غفرلہ ولآباہ وستر فی الدارین عیوبہ ناظرین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ اس ناکارہ خلائق پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل واحسان ہوا اور سب سے بڑی نعمت ہوئی کہ حضرت سیدی سندی معتمدی ذخیرۃ یومی وغدی خاتم الاولیاء وسید العلماء زیب شریعت وطریقت حکیم الامۃ مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ اسرار ہم کی خدمت میں کچھ عرصہ مراسلت وخط وکتابت کرنے کے بعد جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق جولائی ۱۹۳۷ء میں گورنمنٹ ہائی سکول ڈیرہ اسماعیل خان سے بایام تعطیلات موسم گرما آستانہ اشرفی تھانہ بھون میں حاضری کی نعمت سے شرف یابی ہوئی

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل نسیم صبح تیری مہربانی

الحمدللہ علی نعمائہ حمدا کثیرا کثیرا اس کے بعد جب ڈیرہ اسماعیل ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۶ء مطابق ۲۶ فروری ۱۹۳۸ء کو احقر گورنمنٹ ہائی سکول ایبٹ آباد آگیا اور اچانک یہاں تبادلہ ہوگیا۔ تو ایبٹ آباد سے بھی بارہا خانقاہ اشرفیہ میں حاضری کی دولت سے بہرہ اندوز ہوتا رہا۔ سب سے آخری دفعہ حاضری اواخر ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۴۳ء کو ہوئی جس میں ۱۶ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ تک خانقاہ میں قیام رہا۔ آخر بروز ہفتہ (سنیچر) ۱۶ محرم کو غروب کے وقت جبکہ حضرت مخدوم العالم مرشدنا حکیم الامۃ قدس سرہ اپنی نشست گاہ (سہ دری) سے اٹھ کر مکان پر تشریف لے جانے کیلئے حوض کے پاس پہنچے تو احقر نے بڑی ہمت کر کے آگے بڑھ کر حضرت اقدس کی خدمت میں واپسی وطن کیلئے اجازت چاہی کہ واپس جانے کا ارادہ ہے۔ آخر خانقاہ کے بڑے دروازے میں پہنچ کر حضرت اقدس سے دعائیہ کلمات کے ساتھ رخصت ہوا

ملفوظات حکیم الامت - جلد ۱۵ - ۱۳

اس غروب کے وقت کیا پتہ تھا۔ کہ آئندہ حاضری تک یہ آفتاب علم وہدایت غروب ہو جائے گا اور اشرف المقابر (تکیہ) میں ہمیشہ کیلئے رونق افروز ہوگا۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　　روئے گل سیر نشدیم و بہار آخر شد

(افسوس پلک جھپکتے ہی صحبت یار ختم ہوگئی ابھی میں نے پھول کو سیر ہو کر دیکھا بھی نہ تھا کہ موسم بہار ختم ہوگیا)

یہ بدعمل سوائے اس نسبت کے اور کچھ بھی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ حق تعالیٰ حضرت اقدس کے طفیل سے اپنی محبت وایمان کامل اور آخر حسن خاتمہ کے ساتھ اس عالم فانی سے احقر ناکارہ کو لے جائے۔ ویرحم اللہ عبدا قال آمینا۔ (اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کریں جو اس پر آمین کہے)

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا　　بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

(فی الجملہ میرے لئے تو اتنی نسبت کافی ہے کہ بلبل کو پھول کا قافیہ چاہئے اور بس)

القصہ: احقر حضرت حکیم الامت کی بارگاہ عالی میں کبھی کوئی ملفوظ لکھ بھی لیتا تھا۔ حضرت اقدس کے ملفوظات کا مکمل طور پر ضبط کرنا ہر ایک شخص کا کام نہ تھا۔ پھر ان جواہرات ومضامین علمیہ عالیہ کا کماحقہ ضبط تحریر میں لانا مجھ بے علم و بے مایہ کی طاقت وقدرت سے بالا تھا۔ نیز اس وقت یہ خیال بھی نہ تھا کہ کبھی ان کے شائع کرنے کی نوبت آئے گی اب ایک عرصہ کے بعد دل میں خیال آیا کہ ان کو ایک جگہ ترتیب دیکر حضرت خاتمۃ المحققین مجدد تھانویؒ کے کسی خلیفہ خاص سے اصلاح کرالوں۔ چنانچہ اس کیلئے بندہ نے حسب مشورہ جناب مخدومی حضرت مولانا مولوی شبیر علی صاحب ناظم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون کرم فرمائیم جامع کمالات علمیہ وعملیہ حضرت مفتی مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں درخواست کی۔ حضرت مفتی صاحب نے اپنی بے حد مصروفیتوں اور مشاغل کے باوجود احقر کی درخواست کو منظور فرمالیا اور نظر اصلاح فرما کر مسودہ احقر کو پہنچادیا۔ یہ ملفوظات اگرچہ اس درجہ کے تو ہر نہیں جیسے صاحب ملفوظات کے نظر کردہ ملفوظات ہوتے تھے مگر درجہ دوم کے ضرور ہیں۔

بمصداق **مالا یدرک کلہ لایترک کلہ** (جب کل کو حاصل نہ کر سکے تو سارے کو چھوڑے بھی نہیں) احقر سے جتنا کچھ اور جیسا کچھ بھی ہو سکا ہدیہ ناظرین و شائقین کر دیا گیا۔ اس میں جو غلطی ہو وہ میری جانب منسوب ہو۔

اس کے آخر کے چند ایسے ملفوظات شریفہ بھی ملحق کر دیئے جو حضرت اقدسؒ کے ملفوظات شائع کردہ سے احقر کے پاس منتشراً منقول و ماخوذ تھے چونکہ مجتمع کا نافع بلکہ انفع ہونا ظاہر ہے۔ اس لئے شائقین مستفیدین کیلئے ان کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔ حضرت حاتم اصم فرماتے ہیں کہ جب تک کچھ حصہ قرآن شریف کا اور کچھ حصہ اپنے مرشد و بزرگان سلسلہ کے ملفوظات و حکایات کا نہ پڑھا جائے تب تک ایمان کی سلامتی نظر نہیں آتی۔

حضرت ہمدانیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب مرشد وفات پا جائے تو پھر کیا کیا جائے۔ تاکہ ایمان سلامت رہے۔ فرمایا ان کا کلام پڑھا جائے۔ ان کے علوم کو سنا جائے اور سوچا جائے اس لئے کہ ان کی باتوں اور حکایتوں کے سبب تجھے ان سے نسبت حاصل ہوگی اور وہ نسبت تمہاری نجات کا موجب ہوگی۔ **من تشبہ بقوم فھو منھم** (جس نے دوسری قوم سے مشابہت کی وہ ان میں سے ہے) نیز مشائخ و بزرگان دین کی حکایات و ملفوظات پڑھنے سننے کا ایک یہ فائدہ بھی ہے جب ان کے افعال، اقوال، احوال اپنے اندر نہ پائے گا تو اس کے دل سے غرور و تکبر دور ہو جائے گا اور ان کی پیروی کر کے انہی میں سے ہونے کی کوشش کرے گا اور ہو جائے گا۔

حق تعالیٰ اس روسیاہ ناکارہ کو اور دیگر حضرات طالبین سالکین کو حضرت مسند الاولیاء و مرجع علماء جعل الفردوس ماواہ کی ہدایات و ملفوظات پر چلنے اور عمل کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

دریں زمانہ رفیقے کہ خالی از خلل است　　صراح مئے ناب و سفینہ غزل است

(یعنی اگر شیخ کی صحبت میسر نہ ہو تو پھر ذکر اللہ اور بزرگوں کے ملفوظات کا مطالعہ اس کے قائم مقام ہیں)

اب حضرت اقدس کے بعد حضرت کی تصانیف و ملفوظات و کلمات سے حضرت کے فیوض و برکات حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

چونکہ شد خورشید مارا کرد داغ　　چارہ نبود بر مقامش از چراغ

چونکہ شد از پیش دیدہ وصل یار   نابے باید از وہاں یاد گار
چونکہ گل رفت وگلستان شد خراب   بوئے گل راز کہ جوئیم از گلاب

(موسم گل ختم ہوگیا اور چمن اجڑ گیا۔ گلاب تو ہے نہیں جس سے خوشبو حاصل ہو اب عرق گلاب سے اس کی خوشبو حاصل کرو چونکہ آفتاب چھپ گیا اور ہم کو داغ دے گیا' اب اس کی جگہ چراغ ہی کافی ہے)

اب آخر میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ جو ان کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے' وہ جامع ملفوظات کیلئے بھی دعائے خیر فرمائے۔ شاید اس دعا کی وجہ سے اس بندہ روسیا کی آخرت بھی اچھی ہو جائے اور عذاب سے نجات ہو جائے اور قبر میں راحت مل جائے نیز اس کے معین کیلئے بھی۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو مومن کسی کیلئے دعا کرتا ہے' ایک فرشتہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ تم کو بھی یہ نعمت عطا فرمائے۔

بماند سالہا ایں نظم وترتیب   زمانہ ہر ذرہ خاک افتد بجائے
غرض نقشیست کز ما یاد ماند   کہ ہستی رانمے بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت   کند درکار ایں مسکیں دعائے

(یہ نظم اور ترتیب کئی سال تک رہی' ہم سے مٹی کا ہر ذرہ اسی طرح رہا۔ الغرض تیرا نقش جو ہم سے یاد رہا کہ ہستی کو باقی نہیں دیکھتا۔ شائد کو اہل دل مہربانی کرے کہ اس مسکین کے حق میں دعا کردے) حسب تجویز ہادینا و مرشدنا قدوۃ السالکین وزبدۃ العارفین حضرت مطاعی جناب مولانا مولوی محمد حسن صاحب امرتسری قدس سرہ اس مجموعہ کا نام فیوض الرحمٰن الملقب بہ الکلمۃ الحق رکھا گیا۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذهديتنا وهب لنا من لدنك رحمه ۔ انک انت الوهاب. اللهم احسن عاقبتنا فى الامور كلها واجرنا من خزى الدنيا والاخرة ويرحم الله عبد اقال آمينا۔

(اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو ہدایت عطا فرمانے کے بعد ٹیڑھا نہ کر اور ہمیں اپنے خزانہ سے رحمت عطا فرما' بے شک تو بخشنے والا ہے۔ اے اللہ ہمارے جملہ امور میں ہماری عاقبت بخیر فرما اور ہمیں دنیا اور آخرت کی رسوائی سے بچا اور اس بندہ پر رحم فرما جو اس پر آمین کہے)

یکے از کمترین و کھترین خدام آستانہ اشر فی ہیچ مدان ناچیز بندہ عزیز الرحمن سو کالی الحنفی غفرلہ ولو الدیہ مدرس عربی گورنمنٹ ہائی سکول ایبٹ آباد۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ' ناکارہ خلائق محمد شفیع دیوبندی نے امتثال امر کیلئے ان ملفوظات کو باستیعاب مطالعہ کیا۔ جن مواقع میں ملفوظات نامکمل تھے اور پورا ملفوظ احقر کو بھی یاد نہ تھا یا زیادہ طویل تھا اور اس کی تکمیل اس وقت آسان نہ تھی۔ ان پر حلقہ کھینچ دیا گیا۔ بہت سے ملفوظات میں ایہام یا ابہام تھا اس کی توضیح اپنی عبارت میں کر دی ہے۔ بعض ملفوظات کی اس وقت اشاعت احقر کے نزدیک مناسب نہ تھی۔ ان پر بھی حلقہ کر دیا ہے یہ میرا مشورہ ہے۔ اب جامع ملفوظات خود اس پر نظر فرما کر جیسی رائے ہو اس پر عمل فرمائیں۔ واللہ ولی التوفیق۔ بندہ محمد شفیع عفی عنہ دیوبند ۸ رجب ۱۳۶۵ھ۔

جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق اگست ۱۹۳۷ء میں گورنمنٹ ہائی سکول ڈیرہ اسماعیل خان سے پہلی مرتبہ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں احقر کی حاضری۔

راحت اصول پر چلنے سے ملتی ہے

ملفوظ ۱۔ فرمایا میں نہ دوسروں کا غلام بنتا ہوں اور نہ دوسروں کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہوں۔ اصل چیز اصول صحیحہ ہے۔ میں خود بھی انکا اتباع کرتا ہوں اور دوسروں کو بھی انہی کے اتباع کا مشورہ دیتا ہوں۔ راحت اصول پر چلنے اور باقاعدگی ہی میں ہے۔

علماء دین قابل قدر ہیں

ملفوظ ۲۔ فرمایا ہمارے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ (التوفی ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ) بہت صاحب کمالات تھے۔ عالم کی بہت قدر کرتے خواہ وہ مرید ہی کیوں نہ ہو بلکہ عالم صوفی کو اپنے مسند پر بٹھاتے۔ پھر فرمایا عالم قابل قدر ہے۔ اگر صوفی بھی ہو تو پھر زیادہ قابل تعظیم ہے۔

آج کل فہم مفقود ہے

ملفوظ ۳۔ فرمایا آج کل فہم مفقود ہے۔ ہر شعبہ خراب ہو چکا ہے۔ حضرت جنیدؒ کے دیدار کیلئے ایک صاحب نے دو تین لاکھ روپیہ صرف کر دیئے اور کہا

اے کہ یک دیدارِ تو دیدار ہاست
اے نثار دید تو دینار ہاست

(تیرے دیداروں میں سے ایک دیدار پر (ہزاروں) دینار قربان ہوں) پھر فرمایا اب کسی میں شوق مطلب نہیں ہے۔

حقیقی صوفیاء کے عوام بھی معتقد بن جاتے ہیں

ملفوظ ۴۔ فرمایا حقیقت چھپ نہیں سکتی' ضرور ظاہر ہو کر رہتی ہے بلکہ عوام بھی تاڑ جاتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شعبدہ باز قسما قسم کے شعبدے اور حیرت انگیز کھیل ناظرین کو دکھاتا ہے لیکن ان کا معتقد کوئی نہیں ہوتا۔ کوئی اس کو بزرگ یا مقبول خدا رسیدہ نہیں سمجھتا اور صوفی کے عوام بھی معتقد ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ حقیقی صوفی ہو نقال نہ ہو۔ ایک تو شراب پی کر جھومے اور دوسرا اس کی نقل اتارے۔ دونوں میں بڑا فرق ہے۔

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست
بسیار شیوہ ہاست بتاں را کہ نام نیست

(محبوبوں میں بہت ادائیں ہیں کہ ان کا نام نہیں ہے کیونکہ وہ ذاتی ہیں کہ ان کا نام نہیں بتایا جا سکتا)

اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب بندوں سے قاعدہ

ملفوظ ۵۔ فرمایا: عادۃ اللہ یہ ہے کہ مرید کے کمالات پیر کی زندگی میں اللہ تعالیٰ ظاہر نہیں کرتے۔ تاکہ مرید شیخ سے مستغنی نہ ہو جائے اس سلسلہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب بندوں سے یہ قاعدہ ہے کہ جب کبھی وہ ماسوا اللہ سے محبت کرنے لگیں تو ان پر اللہ تعالیٰ بلا اور تکلیف نازل کر دیتا ہے۔

غصہ سے متعلق امام شافعیؒ کا قول

ملفوظ ۶۔ فرمایا کہ مجھے غصہ کیوں نہ آئے۔ لوگ غصہ دلانے والی حرکات میرے ساتھ کرتے ہیں حضرت امام شافعیؒ نے طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ جس کو غصہ دلانے پر بھی غصہ نہ آئے وہ گدھا ہے۔ اور جب اس غصہ کی کوئی معذرت کرے اور وہ قبول نہ کرے وہ شیطان ہے۔ میں نہ گدھا بننا چاہتا ہوں اور نہ شیطان۔

مسلم و بخاری

ملفوظ ۷۔ فرمایا کسی کو بخار تھا۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا اچھا ہوا۔ پہلے تو مسلم تھے اب بخاری بھی ہو گئے اسی طرح ایک موقع پر کسی نے درد کی شکایت کی۔ فرمایا کہ لوگ درد کی تلاش میں اور تم کو مفت میں مل گیا ہے درد خواہ درد خواہ و درد خواہ۔

اہل اللہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ (احقر قریشی غفرلہ)

حکایات مولوی غوث علی شاہ صاحب پانی پتیؒ

ملفوظ ۸۔ فرمایا مجھ کو نہ کشف ہوتا ہے نہ اور کچھ ہے محض تجربہ ہے جس سے دوسرے کا اندازہ لگا لیتا ہوں اور وہ درست ہوتا ہے۔

عشق را نازم کہ یوسف را بازار آورد
ہمچو صنعا زاہدے را زیر زنار آورد

(عشق کو مجھ پر ناز ہے کہ یوسف علیہ السلام جیسے حسین کو بازار میں لاتا ہے صنعا جیسے زاہد کو زنار پہناتا ہے)

مولوی غوث علی شاہ صاحب پانی پتی کی تعریف میں فرمایا کہ ان کے پاس نافہموں اور بیلوں کا اچھا علاج تھا۔ ایک دفعہ امیر نے آکر کہا کہ آپ کیمیا جانتے ہیں۔ کہا کہ جانتا ہوں کہا مجھے بتلایئے کہا کہ نہیں بتلاتا ہوں۔ کیا میں تمہارا نوکر ہوں کہ بتلاؤں۔ اسی طرح باتیں ہوتی رہیں۔ پھر مولوی صاحب نے ایک کو کہا کہ زمین پر فلاں چیزیں لاؤ۔ وہ کوٹ کر ان کے سامنے رکھی گئیں۔ کہا کہ امیر صاحب کھائیں یہ کیمیا ہے۔ امیر کب کھانے والے تھے۔ پھر پہاڑ سے ایک درویش مولوی صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ کوئی کیمیا کے متلاشی امیر صاحب آئے تھے۔ کہا۔ ہاں۔ کہا ان کو میں نے بھیجا تھا۔ کہا یہ تم نے کیا حرکت کی۔ کہا کہ میں نے خیال کیا کہ ایسوں کا علاج مولوی غوث علی شاہ صاحب اچھا جانتے ہیں۔

مرزا غالب کی الحاح وزاری کا نفع

فرمایا کہ غالب شاعر کو ایک مرتبہ جنازہ پڑھانا پڑ گیا پہلے چونکہ کبھی ان کو جنازہ پڑھانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ شاعر تھے۔ یاد بھی ایسا ہی تھا۔ جنازہ میں آگے کھڑے ہو کر

اس مضمون کی دعا کی۔ یا اللہ مجھ کو آتا جاتا تو کچھ ہے نہیں۔ پھنس گیا ہوں۔ آپ میرا پردہ رکھیں اور اس مردہ کو بخش دیں۔ غالب نے اپنے رنگ میں بہت الحاح اور عجز سے بارگاہ ایزدی میں دعا کی۔ بعدہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اس مردہ کو خواب میں خوش وخرم دیکھا۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کی وجہ اس سے معلوم کی۔ کہا کہ غالب کی دعا خدا نے قبول فرمالی۔ جس سے یہ راحت مجھ کو ملی ہے۔

حضرت شاہ ولایت صاحب تھانوی

ملفوظ ۱۰۔ حضرت شاہ ولایت صاحب قدس سرہ تھانوی کے ذکر کے دوران (جن کا مزار تھانہ بھون میں واقع ہے) فرمایا کہ ان کے والد صاحب کا نام یوسف صاحب اور دادا کا نام اسمٰعیل صاحب ہے۔

تشویش سلوک میں نہایت مضر ہے

ملفوظ ۱۱۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ ذکر کے سلسلے میں فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے ایک بار فرمایا اگر حضرت حاجی صاحب اور حضرت جنید بغدادیؒ دونوں ایک جگہ موجود ہوں تو میں حضرت حاجی صاحب کی موجودگی میں حضرت جنید کو دیکھوں گا بھی نہیں مراد یہ تھی کہ طالب کا کام یہ ہے کہ پوری طرح اپنے شیخ کی طرف متوجہ رہے۔ دوسری طرف توجہ کرنا اگرچہ وہ اپنے شیخ سے افضل ہی ہو اس کیلئے موجب تشویش ہے اور تشویش سلوک میں نہایت مضر ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ صاحب جلال تھے

ملفوظ ۱۲۔ فرمایا کہ حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ بہت جوشیلے اور صاحب جلال تھے۔ مریدوں کو لٹھ سے پیٹا کرتے تھے۔ انکے عصا کو لوگ مولا بخش اور جوتے کو روشن دماغ کہا کرتے تھے۔

ٹھنڈا پانی پینے سے ہر بن مو سے الحمدللہ نکلتا ہے

ملفوظ ۱۳۔ فرمایا کہ ہمارے بزرگوں کے یہاں تقلیل طعام اور تقلیل منام نہیں ہے۔ تقلیل کلام اور تقلیل اختلاط ضرور ہے۔ اس ضمن میں فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کا بسترہ عمدہ اور نشست گاہ صاف سفید گھڑی بھی سامنے موجود۔ تمام ضروریات صفائی سے رکھتے تھے

بے ہودہ اور لغو چیزوں کو نہیں بڑھا رکھا تھا۔ کسی نے کہا تھا کہ نواب واجد علی تو ویسے ہی بدنام ہے۔ نوابی تو حضرت حاجی صاحب کے یہاں ہے۔ حضرت حاجی صاحب بہت سرد پانی پیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ سرد پانی پینے سے ہر بن مو سے الحمد للہ نکلتا ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ کی تواضع

ملفوظ ۱۴۔ فرمایا میں دیوبند جاتا ہوں تو چھوٹا بن کر جاتا ہوں اگرچہ اب سب مجھ سے چھوٹے رہ گئے ہیں۔

برادری والوں کا اعتقاد

ملفوظ ۱۵۔ فرمایا کہ برادری والوں کا اعتقاد اپنے بزرگ کی نسبت کچھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ایک بار میرے ایک عزیز نے کہا کہ میں سفر میں آپ کے ساتھ جاتا ہوں۔ میں ان کو لے گیا۔ جب واپس آئے تو یہ شکایت کرنے لگے کہ میں اس لئے گیا تھا کہ عمدہ کھانے کھاؤں گا۔ ان کی باہر بھی یہی حالت ہے کہ میں ایک چیز کھاؤں گا۔ دال ماش پکا لینا۔

حضرت والا نے ایک صاحب سے اسکی زمین کے حالات دریافت کئے۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ زمین درست ہو یا نہ ہو۔ آسمان درست ہونا چاہئے۔

لوگ حقائق نہیں سمجھتے

ملفوظ ۱۶۔ فرمایا کہ لوگ جنید اور شبلی کی قدر کرتے ہیں اور حضرات صحابہ کرامؓ کی نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ حقائق نہیں جانتے۔

واہیہ کبیری

ملفوظ ۱۷۔ فرمایا کہ سلوک و تصوف کے رنگ سے قبل حضرت نجم الدین کبریٰ بہت زبردست مناظر تھے ان کو علماء وغیرہ واہیہ کبریٰ کہا کرتے تھے بعد میں نجم الدین کبری کے نام سے مشہور ہو گئے۔

صاحب حدت نظر کیلئے عظیم خطرات

ملفوظ ۱۸۔ فرمایا لکھا ہے کہ جس میں حدت نظر ہو۔ اس کیلئے خطرات ہیں پھر فرمایا اللہ

میاں اگر سوال کریں کہ تم اتنے قانونی تھے۔ ہمارے قانون پر کیسے رہے۔ تو پھر خطرہ ہے بجز معاف کرنے کے کوئی صورت نہیں۔ اس ضمن میں فرمایا کہ اپنی سختی پر دل میں نادم ہوتا ہوں۔ لیکن بجز اس کے اصلاح کی کوئی صورت نہیں۔

ترک تعلقات میں بڑی آزادی ہے

ملفوظ ۱۹۔ فرمایا کہ زمانہ صبر کا ہے۔ نہ کہ جوش و خروش کا ترک تعلقات میں بڑی آزادی ہے۔

زمانہ جوش

ملفوظ ۲۰۔ فرمایا شروع میں جو اللہ اللہ کرنے والا ہوتا' میں اس کے پاس جاتا تھا بہت جوش کا وقت تھا۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ ایسا وقت بھی آنے والا ہے۔ جو بہت خطرناک ہے۔ اس وقت ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ اس وقت خودکشی کا بھی انسان ارادہ کر بیٹھتا ہے۔

رجب ۱۳۵۸ھ ستمبر ۱۹۳۹ء

حضرت حکیم الامت کی طریق سے مناسبت

ملفوظ ۲۱۔ فرمایا میں جاہل ہوں' بدعمل ہوں' بے رحم ہوں' سارے عیوب مجھ میں ہیں لیکن الحمدللہ صحیح علم اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے اور اس طریق کا علم ضرور رکھتا ہوں۔ مشائخ بہت ہیں۔ عابد' زاہد بھی ہیں۔ لیکن اس طریق کے علم سے اتنے واقف نہیں۔ فرمایا طالب میں شیخ کی اتنی محبت ہونی چاہئے اگر شیخ ارتکاب کبائر بھی کرے تو اس کی محبت میں فرق نہ آئے بلکہ کفر بھی ہو جائے مرید کی وہی حالت رہے۔ عقیدت چلی جائے مگر محبت نہ جائے۔ کیونکہ معصیت کے ساتھ عقیدت جمع نہیں ہو سکتی۔ لیکن طبعی محبت جمع ہو سکتی ہے کسی کا باپ اگر کسی معصیت میں مبتلا ہو جائے تو اس کو عقیدت تو نہیں رہتی بلکہ ازالہ عقیدت واجب ہے لیکن طبعی محبت باقی رہتی ہے وہ ممنوع بھی نہیں۔ بلکہ **وان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک به علم فلا تطعهما وصاحبهما فی الدنیا معروفا. واتبع سبیل من اناب الی** (پارہ ۲۱ سورہ لقمان) کا حکم ہے۔ یعنی اگر کسی شخص کے والدین مشرک کافر ہو جائیں تو کفر اور شرک میں ان کا کہا نہ مانو لیکن دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے یہ ہی حال شیخ کا ہونا چاہئے۔

محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے اگر کوئی یہ بھی کہہ دے کہ حضرت حاجی صاحب کے پیدا ہونے کے بعد آسمان و زمین کا رنگ دوسرا ہوگیا ہے اور بدل گیا ہے تو میں مان لوں گا۔

تعلق باللہ رکھنے والے مسلمان کا کمال

ملفوظ ۲۲۔ فرمایا جو مسلمان ہو اور خدا سے تعلق رکھتا ہو۔ اس پر خدا کا سایہ ہوتا ہے اس مسلمان سے کوئی کمال صادر ہو جائے تو کوئی تعجب نہ کرنا چاہئے۔

محق اور اس کی قسمیں۔ دوسری مجلس شریف

ملفوظ ۲۳۔ فرمایا کہ ایک محق ہوتا ہے یعنی اہل حق اور ایک محقق یعنی تحقیق کرنے والا میں نے اس طرح اس کی تقسیم کی ہے۔ مبطل، محق پھر محق کی دو قسمیں ہیں محق محقق۔ محق غیر محقق۔ فرمایا کہ محقق کیلئے اصطلاحی عالم ہونا ضروری نہیں۔ اپنے فن کا محقق ہونا چاہئے مثلاً سلوک کا۔

بڑوں کو بڑے ہی پہچانتے ہیں

ملفوظ ۲۴۔ مولانا دیوبندیؒ نے فرمایا کہ بڑوں کو بڑے پہچانتے ہیں چھوٹوں کو چھوٹے۔ اولیاء متوسطین کو لوگوں نے پہچانا ہے اور کاملین کو عوام نے نہیں پہچانا۔ اسی طرح انبیاء کرامؑ کو لوگوں نے کم پہچانا ہے۔ اولیاء کاملین کا تعلق بھی انبیاء کرامؑ سے ہوتا ہے۔ انبیاء کرامؑ کا عدم اخفاء باعث اخفاء ہوگیا۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فرمانا۔ آؤ دوڑیں۔ کون آگے ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ آگے بڑھ گئیں اور دوسری مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ حضرت والا قطب الارشاد والتکوین نے فرمایا کہ میں حیران تھا کہ حضور کا حجرہ چھوٹا تھا یہ دوڑنا کیسے ہوا۔ آخر مسند امام حنبلؒ میں یہ حدیث ملی کہ یہ واقعہ سفر میں ہوا لوگوں سے فرمادیا ہوگا کہ ادھر نہ دیکھنا یا آنکھیں بند کردو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قافلہ سے دور یہ واقعہ پیش آیا ہو۔

گھر میں غیر عورتوں کو نہ ٹھہرانے کا معمول

ملفوظ ۲۵۔ فرمایا کہ میں اپنے گھر میں غیر عورتوں کا ٹھہرانا برا سمجھتا ہوں کہ کون ان کے

شبہات کا جواب دیتا رہے مثلاً ایک عورت نے گھر میں قالین بچھا ہوا دیکھ کر کہا کہ ان کے یہاں تو قالین بھی بچھائی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

حضرت امام محمدؒ اور حضرت امام ابو یوسفؒ

ملفوظ ۲۶۔ فرمایا امام محمدؒ صاحب محدث تھے اور امام ابو یوسف صاحب فقیہ تھے۔ امام ابو یوسف کی شان مجتہدانہ تھی۔ حضرت والا نے اس کی وضاحت ہدایہ کتاب الصوم پچھنے لگانے کی بحث سے فرمائی۔

۱۹۴۰ء

حضرت حکیم الامتؒ کی تواضع

ملفوظ ۲۷۔ فرمایا معمولات تو بزرگوں کے ہوتے ہیں میرے کیا معمول ہیں کھانا کھا لیتا ہوں۔ پاخانہ پیشاب کرتا ہوں طلبہ اور مساکین کے اندر رہنے اور ان کی قدر کرنے سے شہرت ہوگئی۔ مجھ میں نہ کوئی کمال نہ حال نہ قال۔

اپنے بزرگوں کا حال

ملفوظ ۲۸۔ فرمایا پہلے جامعیت ہوتی تھی اب نہیں ہے۔ طلباء کو ذکر و شغل تعلیم علوم سے نکالنے والا ہے بہتر یہ ہے کہ مطالعہ کتب بھی ہو اور ذکر و شغل بھی ہو۔ فرمایا مولانا گنگوہیؒ معمولات کے سخت پابند تھے ہمارے بزرگ کبھی مخدوم بن کے نہیں بیٹھے۔

حضرت گنگوہی و حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ

ملفوظ ۲۹۔ فرمایا مولانا گنگوہیؒ سائل کو بہت مختصر جواب دیتے تھے اور حضرت مولانا یعقوب صاحب مفصل تقریر کرتے تھے۔

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۸ دسمبر بروز جمعہ ۱۹۴۱ء

اپنے معتقد کی توجہ سے نفع ہوتا ہے

ملفوظ ۳۰۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت والا نے فرمایا گو میں بیکار ہوں یعنی کچھ بھی نہیں

ہوں لیکن جس سے اعتقاد ہو جائے' عادۃ اللہ اس طرح ہے کہ اس کی توجہ سے فائدہ ونفع ہوتا ہے۔ میں ایک صاف گو طالب علم ہوں۔ اپنے آپ کو طالب علم سمجھتا ہوں۔ جو اس سے زیادہ میرے علم وعمل کو سمجھے وہ دھوکہ میں ہے۔ اپنے کو درویش بھی نہیں کہتا ہوں۔ طالب علم کہتا ہوں۔ خدا نے ہر مجلس اور ہر جگہ میں اپنے بزرگوں کی برکت سے میری عزت قائم رکھی ہے۔ یہ برکت اور دعا تو اسباب خفیہ میں سے ہوئی اور اسباب ظاہریہ میں سے اس کی بدولت کہ گول مول بات نہیں کی۔ ہر جگہ صاف معاملہ رکھا۔ پالیسی اور چالاکی سے کام نہیں لیا۔

از ما بجز حکایت مہر ووفا مپرس

ملفوظ ۳۱۔ کسی صاحب کے خط میں اوراد ووظائف کا ذکر تھا کہ فلاں سورہ کے پڑھنے سے الٹا اثر ہوا کچھ بھی فائدہ نہ ہوا خط کو پڑھ کر حضرت والا نے فرمایا کہ صاحب خط اپنے آپ کو مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی کے مریدوں سے شمار کرتے ہیں لیکن حال یہ ہے حضرت والا نے ان دو تین صفحوں کے لمبے چوڑے خط کا جواب صرف اس ایک شعر سے دیا

ما قصہ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم — از ما بجز حکایت مہر ووفا مپرس

(ہم نے سکندر اور دارا کا قصہ نہیں پڑھا ہے۔ ہم سے سوائے حکایت مہر اور وفا کے کچھ نہ پوچھو) اس کے سوا جواب میں کچھ تحریر نہ فرمایا۔

اللہ کی شان میں لفظ مقدم فتح دال پڑھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے

ملفوظ ۳۲۔ فرمایا میں نے پہلی مرتبہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے سنا کہ اللہ کی شان میں لفظ مقدم بفتح پڑھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ کے ساتھ لفظ مقدم دال کے کسرہ کے ساتھ صیغہ فاعل ہونا چاہئے۔ بفتح دال تو یہ معنی ہوں گے کہ کسی اور نے آگے کر دیا۔ مولانا خلیل احمد صاحب نے بفتح دال سن کر فرمایا۔ نعوذ باللہ استغفر اللہ۔

مجلس ربیع الاول ۱۳۶۱ھ دو اپریل ۱۹۴۲ء

اپنے آپ کو دوسروں سے افضل واحسن سمجھنا حرام ہے

ملفوظ ۳۳۔ فرمایا کوئی شخص اپنے آپ کو کسی خاص کمال میں دوسروں سے زیادہ سمجھے یہ

جائز ہے کبر میں داخل نہیں لیکن دوسروں سے افضل واحسن سمجھے۔ یہ کبر اور حرام ہے غرض اہلیت کا اعتقاد جائز ہے۔ افضلیت کا جائز نہیں اور مثال اس کی یہ ہے کہ ایک شخص کی دونوں آنکھیں سالم وبینا ہیں۔ دوسرے کی ایک آنکھ خراب ہے تو دونوں آنکھوں والا اگر اپنے آپ کو ایک آنکھ والے سے بیناء میں اکمل سمجھے تو کوئی گناہ نہیں۔ ایسا ہی سفید رنگ حسین آدمی سیاہ رنگ بدصورت سے اپنے آپ کو اکمل سمجھے تو وہ معذور ہے۔ ایک شخص جو قرآن کا حافظ ہے۔ وہ ایک سپارہ کے حافظ سے اپنے آپ کو اکمل سمجھے تو کوئی عیب نہیں۔ ہاں اس سے اپنے آپ کو افضل اور بہتر جانے یہ کبر اور ناجائز ہے کیونکہ افضل درحقیقت وہ ہے جس کا انجام اچھا ہو اور قبولیت عنداللہ حاصل ہو۔ اس کا کسی کو علم نہیں۔

تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد

(اس وجہ سے کہ وہ دوست کس کو چاہے گا اور کس کی طرف مائل ہوگا)

اپنے نفس سے بدگمانی

ملفوظ ۳۴۔ فرمایا اگر کوئی مخالف کچھ کہے تو مجھ کو اول بدظنی اپنے اوپر ہوتی ہے۔

علماء کو ضرورت استغناء

ملفوظ ۳۵۔ فرمایا علماء اگر اپنی جگہ پر رہیں تو لوگ ہاتھ جوڑ کر اور خوشامد کر کے انکی خدمت کریں ریاء سے بھی اگر استغناء ظاہر کریں تو جائز ہے۔

زبان عربی اور فارسی میں فرق

ملفوظ ۳۶۔ فرمایا عربی زبان شیریں ہے اور فارسی میں آگ بھری ہوئی ہے۔

معتقدین و مصدقین کی کثرت بھی عذاب ہے

ملفوظ ۳۷۔ جناب...... صاحب کے ذکر کے سلسلہ میں فرمایا کہ بہت بھولے ہیں سمجھ کم ہے۔ اس کی وجہ امراء کی صحبت ہے اس دوران میں فرمایا کہ معتقدین اور مصدقین کی کثرت بھی عذاب ہے۔ اس پر حضرت والا نے مثنوی کے اشعار ذیل فرمائے۔

چشمہاؤ چشمہاؤ رشکہاء　　برسرت ریزد چو آپ او مشکہا

خویش را رنجو رساز و زار زار — تا ترا بیروں کنند از اشتہار
اشتہار خلق بند محکم است — بند ایں از بند آہن کے کمت

(یعنی لوگوں کے غصے اور چشم بد اور غبطے و رشک تیرے سر پر اس طرح برستے ہیں جیسے مشکوں سے پانی گرتا ہے)

مولانا رومیؒ اس میں گمنامی کی ترغیب دیتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے شہرت سے بچو۔ لیکن یہ اس شہرت کیلئے ہے۔ جو اپنے اختیار اور قصد سے ہو۔ باقی غیر اختیاری شہرت سے وہ ایک بہت بڑی نعمت ہے اور یہ مضر بھی نہیں اس لئے کہ وہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اس میں خاص حکمتیں ہوتی ہیں۔ گمنامی بڑی عافیت چیز ہے۔ سو جہاں تک ہو سکے۔ شہرت سے بچنے کی تدابیر کرتا رہے۔ پھر فرمایا کہ ذی اثر آدمی کو چاہئے کہ اپنے معتقدین کو آزاد نہ ہونے دے اپنے اوپر ان کا تسلط نہ ہونے دے اور ان کو مسلط نہ کرے۔ ہاں تعلقات ہونے چاہئیں۔ خود خالی الذہن ہوکر اپنے اندر غور کرے۔ اللہ تعالیٰ امداد فرماتے ہیں دوسرے اگر مدح وثنا کریں تو خود اپنے اندر دیکھ لیا کرے۔ کبھی مدح وثنا کا جواب نفی سے دینا چاہئے کبھی خاموشی سے اور کبھی ڈانٹ وزجر سے جس طرح موقع ہو۔

آہستہ آواز سے بات کرنے پر عذاب

ملفوظ ۳۸۔ ایک صاحب باہر سے آئے اپنا تعارف کرنے کے موقع پر بہت آہستہ بات کرتے تھے حضرت والا نے آہستہ بات کرنے پر اس کو اٹھا دیا۔ کہ بلند آواز سے اپنا تعارف کیوں نہیں کرایا۔ فرمایا جاؤ اٹھو پھر آؤ۔ اس کے فوراً نہ اٹھنے پر فرمایا کہ اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ اگر اعتقاد ہو تو پھر کچھ دیر کے بعد آنا ورنہ نہ آنا۔

فضول اور لغو باتوں پر غصہ

ملفوظ ۳۹۔ کسی صاحب نے خط میں اپنے عزیز کے بارے میں لکھا کہ اس کا گیا ہے بات بات میں غصہ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ اس پر فرمایا جو اللہ کا نام لیتا طبیعت لطیف ہو جاتی ہے فضول اور لغو باتوں پر غصہ آتا ہے۔

۳ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ ۳۰ اپریل ۱۹۴۲ء

قرآن سمجھنے کیلئے ضرورت علوم

ملفوظ ۴۰۔ فرمایا درسیات پڑھو۔ سمجھ پیدا ہو جائے گی اس سلسلہ میں فرمایا قواعد صرف ونحو سمجھ کر پڑھنے کے بعد قرآن شریف پڑھا جائے اس کے بعد صرف ایک کتاب فقہ کی پڑھ لیا جائے تو بس کافی ہے اور جو خود عالم متبحر و محقق نہ ہو اس کو تو دوسرے کی تقلید واتباع کرنی چاہئے زمخشری نے لکھا ہے کہ چودہ علم پڑھنے کے بعد یعنی تمام علوم سے فارغ ہونے کے بعد قرآن پاک پڑھا جائے یہ اس کی رائے ہے۔ فرمایا میری رائے تو یہ ہے کہ قرآن وفقہ واحادیث کا سمجھنا منطق کے بغیر مشکل ہے۔ اس لئے منطق پڑھنی ضروری ہے۔ فرمایا اوامر ونواہی کا سمجھنا تو آسان ہے لیکن استنباط مسائل اور تحقیق کے لحاظ سے قرآن کا سمجھنا بدون منطق اور علوم آلیہ کے دشوار ہے۔ اس لئے علوم عالیہ کیلئے علوم آلیہ کی ضرورت ہے۔ بعدہ اصطلاحات منطق کے ماتحت حضرت والا نے چند آیات قرآن سے اس کی توضیح فرمائی۔

مثلاً آیۃ کریمہ (پ ۹) **ولو علم الله فیهم خیرا لا سمعهم ولوا سمعهم لتولوا وهم معرضون** (انفال)

(اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں خوبی دیکھتے تو ان کو سننے کی توفیق دیتے اگر ان کو اب سنا دیں تو ضرور روگردانی کریں گے بے رخی کرتے ہوئے)

اس میں شبہ ہوتا ہے کہ یہ قیاس منطقی کی ایک شکل ہے اور حد اوسط حذف ہونے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے **ولو علم الله فیهم خیرا لتولوا** لیکن ظاہر ہے کہ یہ نتیجہ بالکل غلط ہے۔ تو اب اشکال یہ ہے کہ نتیجہ غلط کیوں نکلا تو پھر فرمایا کہ ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ حد اوسط کا مکرر ہونا جو شرط انتاج ہے وہ اس شکل میں موجود نہیں کیونکہ پہلا **اسمعهم** سماع بمعنے القبول سے مشتق ہے اور دوسرا **اسمعهم** سماع حاسہ کے معنی میں ہے اس لئے دوجگہ **اسمعهم** کا لفظ اگرچہ مکرر ہے مگر معنی الگ الگ ہیں۔ اس لئے حقیقۃً تکرار اوسط نہیں ہوا۔ اس لئے نتیجہ غلط نکلا۔ اب اگر کسی کو منطق نہ آتی ہو تو اشکال کا حل سمجھنا اس کو دشوار ہے۔

(آیۃ) ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون (پ ۱۷)

(اور ہم کتابوں میں لوح محفوظ کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے) کے متعلق ایک صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ آج کل یہ واقعہ اور مشاہدہ کے خلاف ہے کیونکہ عموماً زمین پر کفار و فجار کا تسلط ہے۔ سوال کرنے والے ایک مولوی صاحب تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سا قضیہ ہے۔ محصورہ یا مہملہ کہنے لگے مہملہ ہے۔ میں نے کہا کہ قضیہ مہملہ حکم میں جزیہ کے ہوتا ہے۔ کلیہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس آیت کا یہ مفہوم ہی نہیں کہ ہمیشہ اور ہر وقت اور ہر زمانہ میں یہی حال رہے گا کہ صالحین زمین کے وارث ہوں بلکہ بعض مرتبہ ایسا ہونا اس قضیہ کے صدق کیلئے کافی ہے۔ اب منطق کی وجہ سے اس کا جواب کس قدر سہل اور مختصر ہو گیا۔ یعنی قرآن و احادیث کے متعلق دو چیزیں ہیں۔ ایک تو ان سے مسائل کا استنباط کرنا ہے۔ دوسرے تذکر و تذکیر یعنی ترغیب و ترہیب۔ تو قرآن کو جو آسان فرمایا گیا ہے وہ صرف تذکر و تذکیر کیلئے آسان فرمایا گیا ہے۔ باقی رہا استنباط مسائل کا اس کے متعلق کہیں ارشاد نہیں کہ وہ آسان ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث سے استنباط احکام صرف محققین ہی کا کام ہے۔ ہر شخص اس کا اہل نہیں۔ پانچویں پارہ میں ارشاد ہے۔ **واذا جاء ھم امر من الامن او الخوف اذا عوا به ولو ردوه الیٰ الرسول والیٰ اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم**) (اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ان کو ایسے امور سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالے رکھتے تو ان کو وہ حضرات پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں) فرمایا ہے اور یہ **من تبعیضیه** ہے۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ بعض لوگ جو اہل استنباط ہیں سب نہیں۔ پھر فرمایا کہ عوام **ولقد یسرنا القرآن** (اور ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے) پیش کرتے ہیں لیکن انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ اس کے ساتھ **للذکر** آیا ہے۔ **للاستنباط والتحقیق** تو نہیں آیا۔ احکام کا سمجھنا اور بات ہے اور ذکر و تلاوت اور بات۔

ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

ملفوظات حکیم الامت - جلد ۱۵ - ۱۴

امراء سے تعلق رکھنا بے فائدہ ہے

ملفوظ ۴۱۔ فرمایا امراء سے تعلق رکھنا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ ان میں خلوص نہیں ہوتا۔ طرفین سے معاملہ خراب ہوتا ہے۔

مجلس اول ۱۷، ربیع الاول ۱۳۶۱ھ، ۴ اپریل ۱۹۴۲ء، ۱۵ اپریل ۱۹۴۲ء

باہمی بغض ونفرت کا اصل سبب

ملفوظ ۴۲۔ وہم کے متعلق حضرت والا نے طویل بیان کے بعد فرمایا کہ اطباء نے جنون اور مالیخولیا کا علاج خیال کا درست کرنا لکھا ہے خیال سے بہت سی چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ (الوھم خلاق الاشیاء وہم اشیاء کو پیدا کرنے والا ہے) اس کے ضمن میں فرمایا کہ مسمریزم بھی ایک خیالی طاقت کا نام ہے اسی سلسلہ کے بیان میں فرمایا کہ میں نے ایک تفسیر میں دیکھا ہے کہ ارواح جو ازل میں جمع کی گئی تھی۔ کوئی صف بندی یا ترتیب سے نہیں جمع ہوئی۔ بلکہ کہیں دو روحیں آمنے سامنے اور کہیں ایک کا رخ دوسری کی پشت اور کہیں ایک کی پشت دوسری کی پشت کی طرف۔ اس عالم ازل کے اجتماع میں جو ارواح آمنے سامنے تھیں ان میں اس عالم دنیا میں بھی دونوں طرف سے محبت ومودت کا تعلق ظاہر ہوا اور جو اس طرح تھیں کہ ہر ایک کی پشت دوسری کی طرف ہو۔ تو ان دونوں میں باہمی بغض ونفرت اس دنیا میں بھی ظاہر ہوئی اور ایک جہاں ایک کا رخ ایک کی پشت تھی وہاں یہ صورت ہوئی کہ جس کا رخ تھا۔ اس کو تو محبت ہوگئی اور جس کی پشت تھی اس کو اس سے نفرت ہوئی۔ جیسا حضرت صدیقہ عائشہؓ کی باندی۔ بریرہ اور اس کے شوہر مغیث کا واقعہ کتب حدیث میں مذکورہ ہے کہ حضرت بریرہ لونڈی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور شرعی قانون یہ ہے کہ لونڈی آزاد ہو تو اس کو اختیار ہے کہ اپنے خاوند سے الگ ہو جائے بس جب آزاد ہوئی تو اپنے شوہر سے علیحدہ ہوگئیں۔ حضرت مغیث ان کا نام تھا۔ ان کی یہ کیفیت تھی کہ روتے ہوئے ان کے پیچھے پھرتے تھے تا کہ حضرت بریرہ ان سے الگ نہ ہوں ایک مرتبہ حضرت عباسؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ مغیث تو بریرہ سے اس قدر محبت کرتے ہیں اور بریرہؓ مغیث سے اس قدر بغض رکھتی ہیں۔ چنانچہ پھر بہ نفس نفیس خود حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے بریرہؓ سے مغیث کی سفارش کی کہ ان سے علیحدہ مت ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سفارش کرتے ہیں یا امر کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امر تو نہیں کرتا۔ پس انہوں نے جواب دیا کہ جب امر نہیں کرتے تو میں نہیں قبول کرتی۔ سو حضرت بریرہؓ کیسی قانون دان تھیں کہ دریافت کر لیا کہ امر ہے یا سفارش اگر امر ہو تو اس کا قبول کرنا لازم ہے اور سفارش ہو تو نہیں۔ یہ ہے آزادی۔

۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۴۲ء

خطرہ کی صورت میں ریل میں عورتوں کو اپنے ساتھ بٹھالیں

ملفوظ ۴۳۔ ایک صاحب نے ریل کے کمرہ مستورات کے اندر بدمعاشوں کے داخل ہونے کا قصہ بیان کیا۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ اندریں حالات جبکہ ریل میں مستورات کے کمرے میں بدمعاش موقعہ پا کر آ جاتے ہیں تو عورتوں کو مردانہ کمرہ میں اگر مرد ساتھ بٹھا دیں تو احسن اور انسب ہوگا کیونکہ مرد کا عورتوں کے کمرہ میں بیٹھنا خلاف قانون ہے اور عورت کو مرد اگر اپنے ساتھ مردانہ کمرہ میں بٹھا دے تو یہ خلاف قانون نہیں ہے اگرچہ پردہ اس صورت میں باقاعدہ نہ ہو سکے گا لیکن اور خطرات سے بے فکری ہوگی۔

مجلس جمعرات ۱۹ اپریل ۱۹۴۲ء

مومن کو بچے کی طرح رہنا چاہئے

ملفوظ ۴۴۔ فرمایا مومن کو بچے کی طرح رہنا چاہئے کہ تصنع و بناوٹ نہ ہو اللہ نے جن کو عزت دی ہے ایسی باتوں سے ان کی عزت کم نہیں ہوتی۔

اصل مالک حق سبحانہ و تعالیٰ ہے

ملفوظ ۴۵۔ فرمایا فخر کس بات کا چیز تو مالک کی ہے اس کے پاس کیا ہے۔

اہل اللہ کا ادب بہت مشکل ہے

ملفوظ ۴۶۔ فرمایا تم صحابہ کو دیکھتے تو مجنون سمجھتے۔ وہ تم کو دیکھتے تو جہاد کا حکم دیتے اس دوران میں فرمایا کہ سلاطین کا ادب آسان ہے لیکن اہل اللہ کا ادب بہت مشکل ہے یہ تو بھی

کسی کے ستانے سے خوش، کبھی کسی کی خدمت سے خوش۔ ان کے ادب کا پتہ لگانا مشکل ہے بزرگوں کا مزاج مشابہ بچوں کے ہے۔

مجلس جمعہ ۱۴ شعبان ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۴۲ء

نووار دین سے باز پرس بغرض اصلاح

ملفوظ ۴۷۔ ایک صاحب عینک لگائے ہوئے حضرت والا کی ملاقات کیلئے آئے۔ حضرت نے آنکھوں پر عینک لگانے کی وجہ دریافت کی جب نووارد سے کوئی جواب نہ بنا۔ فرمایا کہ جس سے عقیدت ہو اس کے سامنے دولہا بن کر نہیں جانا چاہئے نیازمندانہ طور پر جانا چاہئے۔

اسی طرح ایک اور صاحب نے ملاقات کے وقت اپنا تعارف پرچہ سے کرایا اخیر میں اس نے اپنے نام کیساتھ قریشی کا لفظ لکھا۔ حضرت نے اس سے اس کے لکھنے کی وجہ دریافت فرمائی کہ یہ کیوں لکھا ہے کیا بالقصد لکھا ہے یا بلا قصد اور کیا یہ امتیازی لفظ اثر ڈالنے کیلئے لکھا ہے۔ جب اس سے کوئی جواب نہ بن سکا۔ فرمایا کہ ایک گھنٹہ کیلئے تم بھی خانقاہ سے باہر چلے جاؤ ایک گھنٹہ کے بعد مجلس میں آ کر بیٹھنا۔

واصل الی المقصود بننے کا طریق

ملفوظ ۴۸۔ فرمایا گو مجھ سے کوئی بیعت نہ ہو لیکن عقیدت کے ساتھ میری کتابیں لیکر کونے میں بیٹھ جائے۔ ان شاء اللہ واصل الی المقصود ہو جائے گا۔ اس ضمن میں فرمایا کہ جو طالب کسی بزرگ سے بھی مناسبت نہ رکھتا ہو اس کیلئے یہ مناسب ہے کہ کتاب وسنت پر عمل کرتا رہے اور اپنی اصلاح وہدایت کیلئے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے رہے۔ ان شاء اللہ وہ بھی واصل الی المقصود ہو جائے گا۔

امردوں کو خانقاہ میں ٹھہرانے کی ممانعت

ملفوظ ۴۹۔ خانقاہ میں امرد (لڑکوں) کا قیام ممنوع ہونے کے سلسلہ میں طویل بیان کے بعد فرمایا کہ اس زمانہ کے شیوخ پر بھی کچھ اعتبار نہیں۔ حضرت نے خانقاہ میں امرد کے ٹھہرانے پر بہت مذمت فرمائی۔

جمعہ

سیاہ فام کی آواز عموماً اچھی ہوتی ہے

ملفوظ ۵۰۔ فرمایا سیاہ فام کی آواز اچھی ہوتی ہے اور گورے کی آواز عموماً اچھی نہیں ہوتی۔

آیت مبارکہ میں امانت کا مفہوم

ملفوظ ۵۱۔ انا عرضنا الامانۃ (پ ۲۲) (ہم نے یہ امانت پیش کی تھی) کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد امانت اختیار ہے۔ پہاڑوں نے' زمین نے' آسمان نے انکار کیا۔ انسان نے فرط محبت سے خود قبول کرلیا۔ عقل پر محبت نے غلبہ پالیا کچھ نہ سوچا یہ بار اٹھالیا۔ اس لئے آگے فرمایا گیا۔ **لیعذب اللہ المنافقین (الآیت)** (انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو سزا دے گا) اسی سلسلے میں فرمایا کہ اکثر عارفین کے نزدیک امانت سے مراد عشق ہے اور آگے جو ارشاد ہے کہ **انه كان ظلوما جهولا** (وہ ظالم اور جاہل ہے) بعض اہل لطائف نے کہا کہ یہ عنوان میں تو قدح ہے لیکن دراصل مدح ہے کہ اس نے بڑا ہی ستم کیا کہ جھٹ کھڑا ہوگیا اور عشق کا بوجھ اٹھانے کیلئے تیار ہوگیا۔ بڑا نادان ہے یہ تفسیر حضرت حاجی صاحب کی ہے اور حافظ شیرازیؒ نے بھی اپنے شعر میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

آسمان بار امانت توانست کشید   قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

(آسمان جس بار امانت (حکومت) کو نہ اٹھاسکا' اس کا قرعہ فال مجھ دیوانہ کے نام نکلا)

ایمان اجمالی

ملفوظ ۵۲۔ دھوبی کے ذکر آنے پر فرمایا حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کے مرید نے حضرت غوث پاک کے دھوبی کو بظاہر مسلمان نہ تھا۔ خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا کہا کہ فقط اتنے کہنے پر رہائی ہوگئی کہ میں حضرت غوث پاک کا دھوبی ہوں۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ نے اس کی یہ تاویل کی کہ اس کا ایمان اجمالی ہوگا کہ جو عقائد ان کے ہیں وہ میرے ہیں۔

حضرت گنج مراد آبادی کی تواضع

ملفوظ ۵۳۔ فرمایا ایک مرتبہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ حدیث کا درس دے رہے تھے ایک راوی کا ذکر آ گیا۔ کسی نے میرے متعلق ان سے کہا کہ یہ بھی حدیث پڑھاتے ہیں۔ پھر مولانا مجھ سے راوی کا حال دریافت کرنے لگے۔ میں نے کہا مجھ کو نہیں

معلوم۔ حالانکہ میں چھوٹا تھا مگر مولانا نے مجھ سے دریافت کرنے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھا۔

کاوش نہ کرنے سے کام جلدی ہوتے ہیں

ملفوظ ۵۴۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ذکر آنے پر فرمایا کہ وہ میرے ہم عصر و ہم درس تھے۔ رقابت ہوئی لیکن بجائے رقابت کے انہوں نے قرابت رکھی۔ طالب علمی کے ایام میں ان کے اور میرے درمیان نوک جھوک رہتی تھی۔ انہیں ایام میں یہ عربی نثر و نظم لکھ لیتے تھے۔ مجھ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہارے کام اس لئے جلدی جلدی پورے ہوتے چلے جاتے ہیں کہ تم کام کے اندر کاوش نہیں کرتے۔ فرمایا بے شک میری یہی عادت ہے سرسری طور پر کام انجام دینا چاہتا ہوں کسی کام میں زیادہ کاوش نہیں کرتا ہوں۔

امرت برسر

ملفوظ ۵۵۔ فرمایا جب میں امرتسر گیا تو امرتسر کے لوگوں نے مجھ کو دق نہیں کیا پھر ظرافت کے لہجے میں فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے کچھ فرمائش کرتے بھی تو میں امرت برسر کہتا۔

حضرت گنگوہیؒ کا تبسم

ملفوظ ۵۶۔ فرمایا حضرت گنگوہیؒ کی ہنسی میں آواز نہیں ہوتی تھی مسکراہٹ اور تبسم ہوتا تھا۔

آثار محبت زبان پر نہیں آتے

ملفوظ ۵۷۔ فرمایا آج کل لوگوں کا اعتقاد بھی مطلب کا ہوتا ہے دلوں میں خاک بھی محبت نہیں ہوتی۔ محبت دلوں سے دلوں میں پہنچ جاتی ہے۔ محبت کے آثار زبان پر نہیں آیا کرتے باپ اولاد کو کھلاتا پلاتا رہتا ہے ان کی خاطر کیا کچھ نہیں کرتا مگر زبان پر اس کو نہیں لاتا۔

جھک کر ملنے کی مذمت

ملفوظ ۵۸۔ فرمایا جھک کر ملنا کیا ہی بری رسم ہے۔ اس کی مذمت احادیث اور فعل صحابہ سے بہت تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی۔

۲۹ اگست ۱۹۴۲ء

ہر نماز کے بعد مسلمانوں کیلئے دعا

ملفوظ ۵۹۔ ایک صاحب نے رخصت کے وقت حضرت والاؒ کی خدمت اقدس میں دعا میں یاد رکھنے کی درخواست کی۔ اس پر فرمایا کہ نام لیکر دعا کرنے کا وعدہ نہیں کرتا ہوں۔ مجھ کو نام کیا یاد رہے۔ ہر نماز کے بعد تمام مسلمانوں کیلئے دعا کرتا ہوں تم بھی اس میں آ گئے۔

ایک غلط رسم

ملفوظ ۶۰۔ فرمایا یہ بھی ایک رسم ہوگئی کہ دعا میں یاد رکھئے گا۔ بجائے اس کے کہ دوسرے کے اوپر یاد رکھنے کا بوجھ رکھا جائے جب جی چاہا کرے خود ہی دعا کیلئے کیوں نہ خط لکھ دیا کریں۔

درسیات پڑھنے اور پڑھانے کی حقیقت

ملفوظ ۶۱۔ فرمایا درسیات کا پڑھنا جو ہے در حقیقت یہ مطالعہ ہے اور اس کے بعد پڑھانا یہ خود پڑھنا ہے۔

ایک انگریز کا شعر

ملفوظ ۶۲۔ فرمایا پہلے بعض انگریز بھی فارسی اچھی جانتے تھے۔ ایک انگریز پارل نامی کا شعر سنایا

شکریں لعل تو کان نمک است گرچہ لشکر نہ مکان نمک است

یکم ستمبر ۱۹۴۲ء

راضی بہ رضا رہنے کی ضرورت

ملفوظ ۶۳۔ فرمایا حق تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ جو کرتے ہیں اچھا کرتے ہیں اس کی حکمت پر اعتماد رکھے۔

غلبہ حال معین مقصود نہیں

ملفوظ ۶۴۔ فرمایا غلبہ حال معین مقصود ہے یعنی مقصود نہیں ہے۔

ملفوظ ٦٥ ۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کا تصور

فرمایا اللہ تعالیٰ کا تصور اگر بلا صورت نہیں ہوسکتا تو اور ہزاروں چیزوں کا تصور بلا صورت کیسے کر لیتے ہیں حالانکہ صورت نہیں ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصداً اصحابہ کو بے تکلف کرتے تھے

ملفوظ ٦٦ ۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصداً لوگوں کو بے تکلف کرتے تھے تاکہ استفاضہ میں ہیبت و رعب حجاب نہ واقع ہو جائے۔

دعا عبادت کا مغز ہے

ملفوظ ٦٧ ۔ فرمایا لوگ دعا کو کچھ نہیں سمجھتے۔ جس طرح کہ یہ خیال ہو کہ خدا کیا کرسکتا ہے اگر اعتقاد یہ ہو کہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے پھر اس سے دعا نہ کی جائے بڑی غفلت ہے۔

رحمت حق بہانہ مے جوید　　　رحمت حق بہا نمی جوید

(اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے اللہ کی رحمت دولت نہیں ڈھونڈتی)

بس فقط قہار و جبار ہونے کا تصور کر لیتے ہیں۔ رحیم ہونے کا تصور نہیں کرتے۔

وحدت الوجود کے معنی

ملفوظ ٦٨ ۔ فرمایا وحدت وجود کے یہ معنی ہیں کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا مستقل وجود نہ سمجھا جائے۔ اس سلسلہ میں فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب نے مولوی احمد حسن صاحب کے جواب میں فرمایا کہ شیخ عین رسول ہے بلکہ عین حق ہے نہیں بلکہ صورت حق ہے۔ حضرت حاجی صاحب کی عادت تھی۔ مجلس میں ادھر ادھر دیکھ کر فرماتے کوئی غیر تو نہیں۔ ایک مرتبہ اس جملہ پر بار بار فرماتے رہے غیر کہاں، غیر کہاں۔ ہم کو حضرت حاجی صاحب کا مذاق معلوم تھا کہ حضرت پر وحدۃ الوجود کا غلبہ تھا۔ میں بھی بہت سی باتیں اپنی مجلس میں کہہ دیتا ہوں لیکن باہر نہیں کہتا ہوں۔ اب اگر کوئی مجلس والا باہر جا کر خیانت کر دے تو یہ اس کی حماقت ہے۔

قرآن وحدیث اور فقہ کی ضرورت

ملفوظ ٦٩ ۔ فرمایا کہ لوگوں نے حدیث وفقہ چھوڑ دیا فقط ایک قرآن کو مانتے ہیں اس

لئے مطلب کے موافق کئی وجوہ اور احتمال نکل سکتے ہیں۔ میں اس لئے اپنے بعض احباب کو جو درس قرآن دینے کی اجازت مجھ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو قرآن پڑھانے کی اجازت نہیں دیتا ہوں گو وہ درسی کتابیں پڑھ چکے ہوں۔

مقامات انبیاء میں گفتگو کرنا بے ادبی ہے

ملفوظ ۷۰۔ بدوران کلام فرمایا کہ شیخ اکبرؒ نے لکھا ہے کہ غیر صاحب حال کو میری کتابوں کو دیکھنا حرام ہے یہ بھی لکھا ہے کہ مقامات انبیاء میں گفتگو کرنا بے ادبی ہے۔ حضرت شیخ نے مقام وسیلہ کی تشریح میں بھی لکھا ہے۔ اس پر علماء کو بیٹھے بیٹھے اس کی سوجھی کہ مقام وسیلہ کے ملنے کی دعا امتی کرسکتا ہے یا نہ۔ شیخ اکبر لکھتے ہیں کہ اس میں بحث فضول ہے اگر کسی اور کو مل بھی گیا تو نہایت ادب کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جانا مناسب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ کو امید ہے کہ وہ مقام مجھ کو ملے گا لیکن علماء نے اس میں بھی بحث کی ہے۔

عقل عشق پر غالب ہونی چاہئے

ملفوظ ۷۱۔ فرمایا اچھی حالت یہ ہے کہ کچھ عقل ہو کچھ عشق ہو۔ نرا عشق بھی نہ ہو اور نری عقل بھی نہ ہو میری رائے یہ ہے کہ عقل غالب ہو عشق پر۔

اللہ والے بننے کی ضرورت

ملفوظ ۷۲۔ فرمایا میری نیت یہ ہے کہ اللہ والے ہو جاؤ اور اللہ والوں کے والے بھی ہو جاؤ۔

۲ ستمبر ۱۹۴۲ء

اغنیاء اور اغبیاء سے تنگی

ملفوظ ۷۳۔ فرمایا دو فرقوں سے مجھ کو بہت تنگی ہوتی ہے ایک اغنیاء سے دوسرے اغبیاء سے۔

رحیم کا مفہوم

ملفوظ ۷۴۔ فرمایا رحم اس کو نہیں کہتے کہ اس سے پوچھ کر رحم کیا جائے بلکہ اپنی حکمت

سے جو نافع سمجھا جائے اس طرح رحم کیا جائے لوگ عموماً رحمت حق کو اپنی خیالی فلاح کے موافق حاصل کرنا چاہتے ہیں جب حکمت خداوندی سے اس کے موافق نہیں ہوتا تو اس کو رحمت کے خلاف سمجھنے لگتے ہیں یہ بڑی غلطی ہے۔

اللہ تعالیٰ خیر خواہ عالم ہیں

ملفوظ ۷۵۔ فرمایا دنیا میں سب خدا کی صفات کا عکس ہے۔ وہ خیر خواہ عالم ہے۔

قول فال اور ہوں ہال

ملفوظ ۷۶۔ فرمایا انبیاء کو جو پہچانا ہے تو ان کی طرز تعلیم اور عمل درآمد اور کلام وجواب سے۔

مولوی ابراہیم سیالکوٹیؒ اور مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ

ملفوظ ۷۷۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے آنے پر جو غیر مقلد ہیں فرمایا کہ ان سے میری ملاقات ہوئی ہے۔ مولوی ابراہیم کی علمی استعداد مولوی ثناء اللہ سے اچھی ہے۔

کرامت قرب کا ثمرہ ہے

ملفوظ ۷۸۔ فرمایا کرامت قرب کا ثمرہ ہے۔

زیارت موئے مبارک کا حکم

ملفوظ ۷۹۔ بہت سے مواضع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کا ہونا بیان کیا جاتا ہے گو محدثانہ سند سے اس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ثابت نہ ہو لیکن محتمل ضرور ہے۔ اور محبت کا مقتضا یہ ہے کہ اگر خالی از منکرات زیارت کا موقع مل جائے تو ضرور زیارت کرنا چاہئے۔ اس کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کسی کا یہ شعر کس قدر حسب حال انتخاب کر کے ارشاد فرمایا

مرا از زلف تو موئے بسند است
ہوس را راہ مدہ بوئے بسند است

(تیرے بال میں میری زلفوں کے چند پسندیدہ بال ہیں ہوس کیلئے راستہ مت کھولو کہ بہت پسندیدہ خوشبو ہے)

بیعت ہونے کیلئے ضرورت اعتقاد

ملفوظ ۸۰۔ فرمایا حضرت حاجی صاحب کی بیوی صاحبہ حضرت خدیجہ نے مکہ معظمہ میں مولانا گنگوہی سے بیعت کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کی موجودگی میں مجھ سے کیوں بیعت ہوتی ہو۔ فرمایا کہ مجھ کو ان سے اعتقاد نہیں ہے اور آپ سے ہے۔ آپ نے بیعت کر لیا۔

ضرورت فنائیت

ملفوظ ۸۱۔ فرمایا جس درویش میں مٹانہ ہو اور فنا نہ ہو اس میں کچھ بھی نہیں۔ گو آسمان پر اڑتا ہوا اپنے بزرگوں کے سلسلہ میں فرمایا ہمارا تو منہ بھی اس قابل نہیں ہے کہ ان بزرگوں کا اس منہ سے نام لیں چہ جائے کہ اور کچھ کہنا اس سلسلہ میں۔

باپ کا ادب

ملفوظ ۸۲۔ فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد صاحب کافر تھے۔ لیکن بار بار وہ قرآن پاک میں یا ابت یا ابت سے خطاب کرتے ہیں ورنہ ایک دفعہ کافی تھا۔ یہ بات کا ادب ہے جو باوجود کافر ہونے کے بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ مغلوب الاخلاق تھے

ملفوظ ۸۳۔ فرمایا حضرت حاجی صاحب اتنے بڑے شیخ تھے لیکن آپ کے بھتیجے معتقد نہ تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ میں اگر کوئی نقص ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ مولانا گنگوہیؒ بھی ان کی خدمت میں حاضر نہ ہوتے بلکہ اعتراض کر دیتے ہاں مولانا قاسم صاحبؒ مغلوب الاخلاق تھے وہ ممکن ہے کہ کچھ تاویل فرما لیتے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کی برکت

ملفوظ ۸۴۔ فرمایا میں نے پڑھا اور پڑھایا پھر جب حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو پہلے علوم میں اور واپسی کے بعد کے معلومات اور علوم میں بڑا فرق پایا۔ حالانکہ حضرت حاجی صاحبؒ سے میں نے کتابیں نہیں پڑھیں بس برکت تھی۔

اس زمانہ کے مناسب میری تصانیف ہیں

ملفوظ ۸۵۔ فرمایا اس زمانہ کے مناسب میری تصانیف ہیں اس زمانے کی کتابیں اس وقت کیلئے تھیں۔

رسالہ خاتمہ بالخیر

ملفوظ ۸۶۔ خاتمے کے تذکرہ کے سلسلے میں فرمایا کہ میرا رسالہ خاتمہ بالخیر دیکھو۔

اتباع شیخ کی اشد ضرورت

ملفوظ ۸۷۔ فرمایا حضرت حاجی صاحب کے مرید عبدالرزاق نے حضرت کے کہنے کے خلاف مجاہدہ' کم کھانا' کم سونا وغیرہ وغیرہ شروع کر دیا۔ احتراق اور التہاب زیادہ ہو گیا۔ عربی کے صاف حروف نظر آنے لگے آخر یہ ہوا کہ جنون ہو گیا۔

غیر مقلد سے عدم مناسبت

ملفوظ ۸۸۔ فرمایا غیر مقلدوں سے دل نہیں ملتا۔

شیخ کی خلاف ورزی میں خرابی

ملفوظ ۸۹۔ اس سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ اصول صحیحہ کا اتباع کرو نیز اس ضمن میں فرمایا کہ اپنے شیخ کا خلاف عین خسران اور حرمان ہے۔

تین اشیاء کے ہدیہ کی واپسی میں عدم پسندیدگی

ملفوظ ۹۰۔ فرمایا حدیث میں تین چیزوں کا ہدیہ واپس کرنے کو پسند نہیں فرمایا دودھ اور خوشبو اور بیٹھنے کیلئے گدا (تکیہ) اور وجہ مشترک سب کی یہ ہے کہ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ اس سے نہ دینے والے پر کوئی مشقت ہے نہ لینے والے پر کوئی بار اور گرانی۔ اس لئے انہی چیزوں میں اگر اتنی مقدار کا ہدیہ ہو جس سے گرانی ہو تو واپس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً کوئی کسی کو ایک بوتل بھر کر عطر دینے لگے یا دس بیس سیر دودھ دینے لگے۔

حضرت حکیم الامتؒ کا ایک اصول

ملفوظ ۹۱۔ فرمایا دوسروں سے کام لینے کو بہت برا سمجھتا ہوں اگر کام لوں گا پھر اسکی غلطیوں سے چشم پوشی کرنی ہوگی آزادی نہیں ہوگی۔ جب تک کام کرنے کی قدرت ہے کروں گا۔ ورنہ چھوڑ دوں گا۔ شبیر علی میرے بھتیجے ہیں غلطی دیکھتا ہوں تو سزا دیتا ہوں اور دے سکتا ہوں اگر کام لیتا تو تنبیہ نہ کرسکتا۔ یہ سمجھتا کہ میرے دست و بازو ہیں کہیں بگڑ نہ جائیں۔

زمانے کو اپنے تابع بناؤ

ملفوظ ۹۲۔ فرمایا زمانہ کیا ہے اپنے اندر کچھ پیدا کرو۔ وہی زمانہ ہے۔ زمانہ کو اپنے تابع بناؤ ورنہ زمانہ کے تابع ہو جاؤ۔

فساق فجار کے بارے میں حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد

ملفوظ ۹۳۔ فرمایا حضرت مولانا گنگوہیؒ کا قول ہے کہ جن کو تم فاسق و فاجر سمجھتے ہو قیامت میں ان کی مغفرت دیکھ کر حیران رہ جاؤ گے۔

آخرت میں قلب دیکھا جائے گا

ملفوظ ۹۴۔ فرمایا وہاں قلب دیکھا جائے گا۔

حزن سے راستہ جلد قطع ہوتا ہے

ملفوظ ۹۵۔ فرمایا ابوالقاسم قشیری کا قول ہے کہ حزن سے راستہ زیادہ قطع ہوتا ہے اسی سلسلہ میں فرمایا اللہ والوں کو دنیا کا حزن نہیں ہوتا۔ ہوتا ہے تو آخرت کا۔

۴ ستمبر ۱۹۴۲ء

پانی پلانے میں راحت کی تعلیم

ملفوظ ۹۶۔ فرمایا عام عادت یہ ہوگئی ہے کہ پانی وغیرہ کوئی چیز مانگی جائے تو لانے والا اس کو ہاتھ ہی میں دینا چاہتا ہے۔ اگر لینے والے کا ہاتھ کسی کام میں مشغول ہو تو منتظر ہو کر

کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس سے قلب و دماغ مشوش ہو جاتا ہے۔ سیدھی سی بات یہ ہے کہ لا کر پاس رکھ دو ہاتھ فارغ ہو تو لے لوں گا۔ گھر میں بھی اسی طرح کرتا ہوں کہ پانی ہاتھ میں نہیں لیتا ہوں بے خطریات یہی ہے کہ پاس رکھ دو۔

فاضل دیو بند بزعم خود

ملفوظ ۹۷۔ فرمایا کسی نے خط میں اپنے نام کے ساتھ فاضل دیو بند لکھا تھا۔ میں نے اس کے آگے لکھ دیا "بزعم خود" اسی طرح کسی اور نے بھی لکھا تھا۔ میں نے اس کے ساتھ لکھ دیا "اپنے منہ میاں مٹھو"۔

غیر مقلدیت اور نیچریت

تقلید کے ذکر کے سلسلہ میں فرمایا کہ غیر مقلدی سے نیچریت کی طرف ترقی ہوگئی۔

مدینہ کے دہی کو کھٹا کہنے کا انجام

ملفوظ ۹۹۔ فرمایا کسی ہندوستانی نے مدینہ منورہ میں مدینہ کے دہی کو ناپسند کہا کہ یہاں کا دہی اچھا نہیں ہے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان میں جا کر دہی کھاؤ۔ بے ادبی کا یہ نتیجہ ہوا۔

ایک قسم کا وطن اقامت

ملفوظ ۱۰۰۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ نے سوال کیا کہ جس مقام میں اہلیہ مقیم ہو شوہر اگر وہاں دو چار دن کیلئے جائے تو اتمام کرے گا یا قصر۔ فرمایا اگر شوہر نے اہلیہ کو خود کسی مقام میں معتد بہ عرصہ کیلئے اس قصد سے ٹھہرایا ہوا ہو کہ یہاں ٹھہری رہے گی اور ہم خود اس کے پاس آتے جاتے رہا کریں گے تو وہ مقام اس شوہر کے حق میں ایک قسم کا وطن ہوگا۔ لہٰذا وہاں آنے سے اتمام لازم ہوگا۔

ادب کا مفہوم

ملفوظ ۱۰۱۔ فرمایا ادب کے معنی حفظ حدود ہے، تعظیم نہیں ہے۔ اس کے ضمن میں فرمایا

کہ ایک عجیب بات ہے مکہ مکرمہ کے جانوروں میں بھی ادب پایا جاتا ہے کہ اجنبی کی طرف مکہ کے کتے بھی نہیں بھونکتے۔ جب بھونکیں تو سمجھو کہ کوئی نصرانی آ گیا۔ بیت اللہ کے اندر کتے داخل نہیں ہوتے (احقر عرض کرتا ہے کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب سابق مفتی دار العلوم دیوبند نے ذکر فرمایا کہ بکثرت دیکھا گیا کہ پرندے جانور' کبوتر وغیرہ کی کوئی ٹکڑی ہوا میں اڑتی ہوئی جب بیت اللہ کی محاذات میں پہنچی تو دو حصوں میں منقسم ہو کر بیت اللہ کے دائیں بائیں پرواز کی۔ بیت اللہ کے اوپر سے نہیں گزری جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ کی عظمت کا ان کو بھی احساس ہے۔ (بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ دیوبندی)

احق بالاتباع آخری عمل ہے

ملفوظ ۱۰۲۔ فرمایا تحریکات خلافت کے زمانہ میں ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ اس میں کیوں کھڑے نہیں ہوتے۔ آپ کے بزرگ مولانا گنگوہیؒ اور نانوتویؒ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے کہا ہاں معلوم ہے کہ وہ کھڑے ہوئے تھے لیکن ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہے کہ جب کھڑا ہونے کا موقع نہ رہا تو بیٹھ بھی گئے تھے۔ یعنی پھر اپنے اصلی شغل تعلیم و تلقین میں مشغول ہو گئے تھے۔ سو آپ نے تو ان کے صرف ایک عمل کو دیکھ لیا۔ یعنی کھڑے ہونے کو اور میں ان کے دونوں عملوں کو دیکھ رہا ہوں۔ یعنی کھڑے ہونے کو بھی اور بیٹھنے کو بھی اور ظاہر ہے کہ احق بالاتباع آخری عمل ہے۔ (محمد شفیع دیوبندی عفا اللہ عنہ)

حضرت مرزا جان جاناں مظہرؒ کا ارشاد

ملفوظ ۱۰۳۔ فرمایا حضرت مرزا جان جاناں صاحبؒ نے فرمایا حق تعالیٰ نے قیامت میں اگر مجھ سے سوال فرمایا کہ تم کیا لائے ہو تو میں عرض کروں گا کہ ثناء اللہ لایا ہوں یعنی قاضی صاحب پانی پتی۔

کرامت سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

ملفوظ ۱۰۴۔ فرمایا حضرت حاجی صاحب عصر کی نماز پڑھنے مسجد میں آئے صاحب بھی گرفتار کرنے آ گئے۔ حضرت حاجی صاحب سیڑھیوں سے مسجد کے اوپر چڑھ گئے۔ صاحب بھی پیچھے پیچھے صاحب جب اوپر چڑھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ حاجی صاحب نہیں ہیں۔

حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانویؒ کے بارے میں ارشاد

ملفوظ ۱۰۵۔ فرمایا مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی حسین وجمیل اور رئیس تھے۔

اتباع سنت حضرت محمد قاسم صاحب نانوتویؒ

ملفوظ ۱۰۶۔ فرمایا مولانا محمد قاسم صاحب تین دن روپوش رہے، پھر ظاہر ہو گئے۔ اسی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل دکھلایا جو غار میں ٹھہرے رہے۔

انوار علم اور انوار اعمال میں فرق

ملفوظ ۱۰۷۔ کسی صاحب نے مجلس عالی میں اسی طرح ذکر کیا کہ فلاں صاحب حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب کے مزار پر مراقب ہوئے۔ تو انوار پائے حضرت والا نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ انوار علم کے تھے اور انوار اعمال کے اور ہوتے ہیں۔

دوستی اور دشمنی میں ضرورت اعتدال

ملفوظ ۱۰۸۔ فرمایا دوستی بھی اعتدال کے ساتھ ہو اور دشمنی بھی اعتدال کے ساتھ کرو حدیث میں ہے۔ **احبب حبیبک ھونا ما عسی ان یکون بغیضک یوما ما وابغض بغیضک ھونا ما عسی ان یکون حبیبک یوما ما** یعنی جس سے دوستی کرو تو دوستی کو حد سے نہ بڑھاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت وہ تمہارا مبغوض (دشمن) ہو جائے اور جس سے دشمنی کرو تو دشمنی میں بھی حد سے نہ گزرو کہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی وقت تمہارا دوست ہو جائے۔ (پھر شرمندہ ہونا پڑے)

مدینہ منورہ مظہر عبدیت ہے

ملفوظ ۱۰۹۔ فرمایا مدینہ منورہ مظہر عبدیت ہے۔

آثار نور

ملفوظ ۱۱۰۔ فرمایا جب نور پیدا ہوتا ہے تو حس بڑھ جاتا ہے۔

تنگی بھی عظمت ہے

ملفوظ ۱۱۱۔ فرمایا تنگی بھی نعمت ہے لیکن ہم اس کا تحمل نہیں کر سکتے۔

ارشاد حضرت حاجی صاحبؒ کے متعلق خوف

ملفوظ ۱۱۲۔ فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کا قول ہے کہ میں دو سے ڈرتا ہوں ایک خدا کی عظمت سے ڈرتا ہوں اور دوسرا نفس کی مضرت سے۔

اولیاء کاملین کو لوگوں نے بہت کم پہچانا

ملفوظ ۱۱۳۔ فرمایا لوگوں نے متوسطین اولیاء کو تو کچھ پہچان لیا ہے اور کاملین کو بہت کم پہچانا۔

غیر فقیہ کو فتویٰ دینا

ملفوظ ۱۱۴۔ فرمایا غیر فقیہ فتویٰ نہ دے۔ اس کو فتویٰ دینا حرام ہے۔

توکل اور تاکل

ملفوظ ۱۱۵۔ فرمایا یا توکل ہو یا نوکری لیکن ہمارا توکل تو تاکل ہے۔ ایسی تدبیریں سوچیں گے کہ کچھ ملے کسی واعظ نے توکل پر وعظ کہا پھر کسی نے کسی کو کھانا دیا یہ واعظ بھی کھنکھارے۔

بیوی اسباب راحت ہے

ملفوظ ۱۱۶۔ فرمایا ہر کہ زن ندارد آرام تن ندارد۔

نماز کے اندر غیر عربی میں دعا کا حکم

ملفوظ ۱۱۷۔ فرمایا نماز کے اندر اگر غیر عربی میں دعا مانگی جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی مکروہ ضرور ہے۔ اگر غلبہ حال سے ہو تو مکروہ بھی نہیں۔

کثرت تصنیف امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے

ملفوظ ۱۱۸۔ فرمایا کثرت تصنیف امت محمدی علیہ السلام کا خاصہ ہے۔

ملفوظات حکیم الامت۔ جلد ۱۵۔ ۱۵

غلبہ عشق میں فہم جاتا رہتا ہے

ملفوظ ۱۱۹۔ فرمایا غلبہ عشق میں فہم جاتا رہتا ہے۔ ع۔ عشق آمد عقل او آوارہ شد۔ عشق آیا اور اس کی عقل آوارہ ہوئی۔

فراست مومن

ملفوظ ۱۲۰۔ فرمایا علم غیب اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لیکن مومن کے قلب میں ایک ادراک ہوتا ہے کہ دل سمجھ جاتا ہے۔

بڑی مسجد میں آگے سے گزرنے کی گنجائش

ملفوظ ۱۲۱۔ کسی صاحب کے استفسار پر حضرت والا نے فرمایا بڑی مسجد میں سجدہ کی جگہ کو چھوڑ کر کچھ فاصلہ پر آگے سے کوئی گزر جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس میں حرم شریف کی کوئی تخصیص نہیں۔

ایک شعر

ملفوظ ۱۲۲۔ ایک بیان کے دوران میں یہ شعر ارشاد فرمایا

خویش برخوردار باشی   بشرط آنکہ بامن یار باشی

(یعنی میرے ساتھ دوستی رکھے اور میرا کہنا مانے تو صاحب نصیب ہو)

ہدیہ بھیجنے والے استفسار

ملفوظ ۱۲۳۔ کسی صاحب نے خط میں ہدیہ بھیجنے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے اس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ مقدار ہدیہ بتلاؤ اور یہ بھی کہ وہاں کون کون سی چیزیں ہوتی ہیں۔

مجلس ۷ ستمبر ۱۹۴۲ء

ایک مدرس کے دو عیب

ملفوظ ۱۲۴۔ مولوی صاحب کے متعلق فرمایا کہ ان میں دو عیب ہیں۔ فقط جو مدرسی کے خلاف ہیں۔ ویسے بہت ہی اچھے استعداد رکھتے ہیں۔ ایک تو وقت کے پابند نہیں۔ دوسرا تقریر میں تطویل کچھ ادھر کی کچھ ادھر کی۔

احوال مناظرہ رام پور

ملفوظ ۱۲۵۔ فرمایا مناظرہ رام پور میں شیعوں کے مقابلہ میں مولوی عبدالشکور صاحب کی گفتگو علمی تھی اور مولوی کی لچر مسخرہ پن کوئی کوئی جملے اچھے تھے۔

وجود برزخی کے لطائف

ملفوظ ۱۲۶۔ فرمایا بیت اللہ میں حضرت شیخ اکبرؒ سے بحالت طواف چند ایسے اشخاص ملے۔ جنہوں نے حضرت شیخ سے سوال کیا۔ کہ تم کون سے آدم کی اولاد سے ہو۔ اس پر حضرت والا نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بڑی ہستی آتی ہے تو ان کے مقدمات کثرت سے پہلے آتے ہیں۔ فرمایا وہ آدم نہیں تھے بلکہ وجود برزخی کے لطائف تھے۔

فقہاء کا قیاس صوفیاء کے کشف سے مقدم ہے

ملفوظ ۱۲۷۔ فرمایا آئمہ کرام کا قیاس جنید و شبلی کے کشف والہام سے ہزار درجہ مقدم ہے۔

شیطان کی خوشی

ملفوظ ۱۲۸۔ فرمایا شیطان کی یہ بھی بہت خوشی ہے کہ نافع اور بڑی چیز کو چھڑا دینا۔ یعنی کتابوں کا پڑھنا کم اور ذکر و شغل کی طرف کر دینا۔

یوم منگل ۵ جنوری ۱۹۴۳ء

درخواست دعا کی اجازت

ملفوظ ۱۲۹۔ کسی صاحب بہادر کے خط کے جواب میں فرمایا کہ میں بجز دعا کے کچھ نہیں جانتا۔ سیدھا سیدھا عنوان ہونا چاہئے۔ اس طرح لکھتے ہیں جس طرح میرے قبضے میں ہو۔ اس طرح لکھنا چاہئے کہ آپ دعاء فرمادیں۔

اجتماعی کاموں میں عقل کی بات

ملفوظ ۱۳۰۔ فرمایا کہ اجتماعی کاموں میں عقل کی یہ بات ہے کہ ایک شخص معتمد ہو اور سب اس کے ماتحت ہوں۔

صوفی کی تعریف

ملفوظ ۱۳۱۔ صوفی کی تعریف کے سلسلہ میں فرمایا کہ سیرۃ الصوفی کے نام سے میرا ایک وعظ ہے۔ اس میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

کمبل کی فضیلت

ملفوظ ۱۳۲۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یایھا المزمل کے تحت میں اس وعظ میں کمبل کی فضیلت بھی درج ہے۔

یوم الخمیس مجلس ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۴۳ء

امام رازیؒ کا ایک غیر مسلمہ اصول

ملفوظ ۱۳۳۔ فرمایا کہ امام رازیؒ اس بات کو جو عقل کے خلاف ہو بالکل نفی کر دیتے ہیں اور ایسی روایت کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ دیکھیں کہ فلاں حدیث بخاری میں موجود ہے لیکن امام رازی نے اس کا بالکل انکار کر دیا۔ اگرچہ رازی بھی ہمارے قبلہ وکعبہ اور بزرگ ہیں۔ لیکن امام بخاری کے سامنے رازی کو احادیث میں فوقیت حاصل نہیں ہے۔ ہم دونوں کا احترام کرتے ہیں۔ جو بات رازی کی سمجھ میں نہ آئے اور روایت سے اس کا ثبوت ملتا ہو۔ رازی وہاں راویوں کی تکذیب کر دیتے ہیں۔ ان کا یہ اصول مسلم نہیں۔

ایک نواب صاحب کو اصولی جواب

ملفوظ ۱۳۴۔ فرمایا فلاں نواب صاحب وغیرہ نے یہاں آنے کا لکھا ہے۔ میں نے ان کو یہ جواب لکھا ہے تا کہ وہ سمجھ جائیں کہ ایسا شخص بھی ہے جو ہمارے آنے کا منتظر نہیں۔ ہاں نفرت بھی نہیں ہے۔

ہدیہ کے شرائط

ملفوظ ۱۳۵۔ ہدیہ کے شرائط کے ضمن میں بیان کرتے ہوئے فرمایا اگر مقصود دین کی بڑائی ہو تو وہ کبر بھی مفید ہے۔

بزرگان دیوبند

ملفوظ ۱۳۶۔ اپنے بزرگان دیوبند کے تذکرے کے سلسلہ میں فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے

کہ ان بزرگوں کا دیکھنا تو نصیب ہوا۔ گو اتباع نہیں ہو سکا۔

۵ محرم ۱۳۶۲ھ ۱۲ جنوری ۱۹۴۳ء

مسرت عقلی

ملفوظ ۱۳۷۔ مجلس سے کسی صاحب کے چلے جانے کے سلسلہ میں فرمایا (جس کو حضرت نے کسی مصلحت کی بناء پر مجلس سے اٹھا دیا تھا) کہ ایسے لوگوں کے خفا ہو کر جانے سے عقلی مسرت ہوتی ہے کہ ایسے بدفہموں کی بھیڑ نہ ہو گی۔ مجمع کم ہو گا۔

ایک روز ایک نو وارد طالب العلم حضرت والا قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت والا نے اس سے کچھ پوچھا جس کا جواب اس سے نہ بن سکا۔ حضرت والا نے مجلس سے اسکو اٹھا دیا۔ دوسرے دن پھر وہ صاحب آئے۔ پہلے دن کیطرح وہ اپنا مطلب صاف بیان نہ کر سکے۔

ایک طالب علم کو نصیحت

ملفوظ ۱۳۸۔ حضرت والا نے پھر اس پر فرمایا کہ اٹھ جاؤ اور کسی سے سمجھ کر آؤ اور واسطہ پیدا کرو۔ کچھ دیر بعد پھر وہ صاحب حاضر ہوئے کہ حضرت کوئی سمجھانے والا نہیں ملتا۔

طریق کی قدر پیدا کرنے کی ضرورت

ملفوظ ۱۳۹۔ فرمایا جاؤ کسی کی خوشامد کرو، ہاتھ جوڑو، پاؤں پکڑو۔ جب وہ طالب علم صاحب چلے گئے تو حضرت والا نے حاضرین سے فرمایا میں یہ برتاؤ اس لئے کرتا ہوں کہ اس طریق کی قدر پیدا ہو جائے ورنہ کیا میرے اندر رحم نہیں ہے اور مجھ کو رحم نہیں آتا ضرور آتا ہے۔

نواب چھتاری بہت مہذب ہیں

ملفوظ ۱۴۰۔ حضرت والا نے سفر میں ایک مقام پر نواب صاحب چھتاری کو اپنے انتظار میں دیر سے راستے میں کھڑا پایا۔ اس سلسلہ میں فرمایا کہ نواب چھتاری بہت ہی مہذب ہیں کوئی سمجھے گا کہ امیر ہونے کی وجہ سے ان کا لحاظ کیا گیا۔ نہیں بلکہ تہذیب کی وجہ سے ہاں اگر امارت اور تہذیب دونوں جمع ہو جائیں تو پھر ممکن ہے کہ لحاظ کیا جائے۔ (۱۳ جنوری ۱۹۴۳ء کو بوجہ علالت حضرت والا خانقاہ میں تشریف نہ لا سکے)

۱۴ جنوری ۱۹۴۳ء

کمالات کی دو قسمیں

ملفوظ ۱۴۱۔ کمالات کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ کمالات کی دو قسمیں ہیں۔ کمالات واقعہ اور کمالات متوقعہ۔ حضرت گنگوہیؒ نے جو قسم کھا کر فرمایا کہ واللہ میں کچھ نہیں وہ کذب نہیں بلکہ وہ صحیح ہے کیونکہ ان کی نظر کمالات متوقعہ پر تھی اور اس کے مقابلہ میں کمالات حاصلہ کچھ نہ سمجھتے تھے۔

جوں جوں بلند ہم ہوئے پستی پر نظر پڑی

حضرت جامیؒ کی ذہانت

ملفوظ ۱۴۲۔ حضرت جامیؒ کے متعلق فرمایا کہ اس قدر ذہین تھے کہ کوئی ان کو پڑھا نہ سکا۔ اس لئے تکمیل نہ ہو سکی۔ اگر ان کی اور تصانیف نہ ہوتی تو ان کی شہرت کیلئے بس ایک شرح جامی کافی تھی۔

یوم جمعہ ۱۵ جنوری ۱۹۴۳ء

بیگم اور خانم کا لفظ

ملفوظ ۱۴۳۔ فرمایا بیگم کا لفظ مغلوں کی عورتوں کیلئے خاص تھا اسی طرح خانم بھی پٹھان خاتون کی عورتوں کیلئے خاص تھا۔ اب لوگ بیگم کا لفظ عام استعمال کرنے لگے۔ حالانکہ مرد شیوخ وسادات میں سے اپنے ساتھ بیگ کا لفظ نہیں استعمال کرتے فرمایا کہ خانم خان کا مونث ہے۔

فتویٰ کی دلیل پوچھنا خلاف اصول ہے

ملفوظ ۱۴۴۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون (سورہ النحل پ ۱۴) (سو اگر تم کو علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ دیکھو) کی تشریح کے تحت میں فرمایا کہ بیچ کا جملہ معترضہ ہے۔ اور بالبینات فاسئلوا کے متعلق نہیں بلکہ ارسلنا کے متعلق ہے۔ اس سلسلہ میں فرمایا کہ سائل مجتہد ہوگا یا غیر مجتہد ہوگا۔ مجتہد تو سوال نہیں کرتا اور غیر مجتہد دلیل نہیں پوچھتا۔ اب جو عام لوگوں نے دستور کر رکھا ہے کہ استفتاء میں فتویٰ کی دلیل پوچھتے ہیں یہ خلاف عقل اور خلاف اصول ہے۔

رسول خان

ملفوظ ۱۴۵۔ فرمایا کہ میں نے مولوی رسول خان صاحب ہزاروی سے کہا تھا کہ آپ اپنے نام میں اضافت ظاہر کیا کریں۔ یعنی رسول خان' تا کہ ترکیب توصیفی کا شبہ نہ رہے۔

شیخ اکبرؒ کا قول

ملفوظ ۱۴۶۔ فرمایا کہ شیخ اکبرؒ کا یہ قول کہ دین انبیاء کا سا ہو اس میں وجہ شبہ خلوص ہے یعنی کمال میں تشبیہ مقصود نہیں بلکہ وجہ تشبیہ اس دین میں دنیوی غرض نہ ملنا ہے۔

حضرت شیخ اکبرؒ کا قول

ملفوظ ۱۴۷۔ اس سلسلہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ اکبرؒ نے یہاں تک فرمایا ہے اگر خانقاہ میں دو مریدوں کے درمیان تعلق ہو گیا ہو تو دونوں کو کان پکڑ کر نکال دو۔

وعظ روح الارواح میں رد بدعات

ملفوظ ۱۴۸۔ فرمایا ایک کتاب کاشف الاسرار جو بدعات سے بھری ہوئی ہے۔ میری نظر سے گزری۔ اس کے مطالعہ کے بعد جمعہ آ گیا۔ میں نے لطیف طریقے پر اپنے بیان میں اس کا رد کر دیا۔ اور شوخی سے میں نے اس کا نام کاسف الاشرار رکھا تھا لیکن یہ خیال کر کے کہ صاحب کاشف الاسرار اس نام سے ناراض ہوں گے۔ میں نے اس کا نام روح الارواح تجویز کر دیا۔ یہ اس کا رد و ابطال ہے یعنی باطن باطل نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ظاہر شرع کے خلاف نہ ہو۔

۱۶ جنوری ۱۹۴۳ء

ہم نے علماء کو دیکھا ہے

ملفوظ ۱۴۹۔ فرمایا ہم نے علم والے دیکھے ہیں اس لئے اپنے کو جاہل سمجھتے ہیں اس دوران کلام میں۔

حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ کی انصاف پسندی

ملفوظ ۱۵۰۔ فرمایا کہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب تحریکات خلافت کے موافق تھے۔ ایک صاحب نے ان کے سامنے میرے خلاف کہنا شروع کیا کہتے رہے۔ کہ مولانا انور شاہ صاحب اس پر سرخ ہو گئے اور کہا کہ جاہل جس کی عمر تقویٰ و طہارت میں گزری ہو اس پر اعتراض کس منہ سے کرتے ہو۔ (۱۷ جنوری کو حضرت والا بوجہ علالت خانقاہ میں تشریف نہ لا سکے)

ہر ایک کا حق ادا کرنا سنت ہے

ملفوظ ۱۵۱۔ فرمایا سنت یہی ہے کہ ہر ایک کا جو حق ہو ادا کر دیا جائے اس ضمن میں۔

ہر آنے والوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ ضروری نہیں

ملفوظ ۱۵۲ فرمایا کہ میں پہلے سب آنے والوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کرتا تھا اس سے بہت تعب بھی ہوتا تھا۔ اب احادیث سے معلوم ہو گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے مساوات کا برتاؤ نہ ہوتا تھا۔ اس مضمون کو حضرت والا نے **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض** (کہ یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے) سے ثابت فرمایا۔

۸ جنوری ۱۹۴۳ء ۱۱ محرم ۱۳۶۲ھ

حکایت حضرت شیخ بنوریؒ

ملفوظ ۱۵۳۔ فرمایا کیا یہ ضروری ہے کہ کوئی اچھا بن کر بزرگ کے پاس آئے۔ حضرت بنوریؒ کے پاس کوئی مرید ہونے آئے اس کی خراب حالت دیکھ کر آپ نے اس کو واپس کر دیا۔ فوراً الہام ہوا اگر اس کو بیعت نہ کرو گے تو اس کا خمیازہ بھگتو گے۔ فوراً خادم کو اس کی طرف بھیجا۔ خادم ڈھونڈ لایا اب یہ طالب صاحب ناک چڑھا بیٹھے۔ پھر آپ نے خادم سے فرمایا کہ جا کر اس کے کان میں یا اللہ کہہ دو۔ اس کہنے پر وہ صاحب دوڑتے ہوئے قدموں میں آ گرے

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے است　　　ہشدار گوش ریا بہ پیام سروش دار

تشریح شعر مذکور

ملفوظ ۱۵۴۔ فرمایا اس میں راہ عشق سے مراد راہ باطن ہے اور پیام سروش سے مراد وحی ہے۔

اپنے مریدوں پر اظہار فخر

ملفوظ ۱۵۵۔ فرمایا ہمیں فخر ہے کہ ہمارے مرید طالب علم، مولوی، موذن، ملا، اپاہج، مسکین ہیں۔

چندہ سے متعلق حضرت شیخ الہندؒ کا ارشاد

ملفوظ ۱۵۶۔ فرمایا کہ مولوی مبارک علی صاحب نے اپنے مدرسہ اور مسجد کے چندہ کے سلسلہ میں مولانا مولوی محمود الحسن صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ چندہ کے بغیر کام چلتا نہیں اور چندہ مانگنے سے ذلیل سمجھتے ہیں۔ حضرت مولانا دیوبندیؒ نے ارشاد فرمایا کہ امیروں سے مت مانگو۔ غریبوں سے مانگو۔ حضرت مولانا دیوبندیؒ کا یہ جواب مجھ کو پسند آیا۔ اتنی بات ہے کہ امراء کے عطیہ کی تحقیر کبھی نہیں کرنا چاہئے۔ شاید کہ خلوص سے دیتے ہوں۔ بعض قصداً امیروں کی تحقیر کرتے ہیں یہ ان کا تکبر ہے۔

اچھوں میں داخل ہونے کا طریق

ملفوظ ۱۵۷۔ فرمایا جو لوگ اچھوں میں داخل ہونا چاہیں تو اس کی یہ صورت ہے کہ حدیث میں آیا ہے۔ (المرء مع من احب) یعنی قیامت میں ہر آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا۔ جس سے محبت کرتا تھا اچھوں کے ساتھ وہ دنیا میں محبت کریں تو وہاں ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔

معتوب کو دیکھنے پر عتاب

ملفوظ ۱۵۸۔ ایک صاحب اہل مجلس میں سے ایک ایسے نووارد کو دیکھ رہے تھے جس کو حضرت والا ڈانٹ رہے تھے۔ اس پر فرمایا کہ ایک شخص مصیبت میں گرفتار ہو اس کو دیکھنا اور دوسرے کے راز کا دریافت کرنا بدتمیزی ہے۔ اس دیکھنے پر حضرت والا نے اس کو بھی ڈانٹا فرمایا جس طرح بہت بولنا بے تمیزی ہے اسی طرح بہت سکوت بھی برا ہے۔

احکام القرآن میں استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کو کچھ لکھنے کا ارشاد

ملفوظ ۱۵۹۔ حضرت والا قدس سرہ نے دلائل القرآن علی مسائل النعمان یعنی احکام القرآن کے لکھنے اور تصنیف کے چند حصے کر کے چند علماء کرام کے سپرد یہ کام فرمایا تھا چنانچہ اس کا کچھ حصہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب کے سپرد فرما دیا گیا اور کچھ کام حضرت مولانا ادریس صاحب

کاندھلوی کے اور کچھ مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی کے اور کچھ کام حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے حوالہ فرمایا اسی طرح کچھ حصہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کے سپرد فرمایا کہ آپ لکھیں۔ حضرت مولانا جالندھری نے کسر نفسی سے عرض کیا کہ مجھ کو عربی میں لکھنا نہیں آتا۔

قول جامی

ملفوظ ۱۶۰۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ آپ کو جتنی عربی آتی ہے اسی میں لکھ دیں کہ کسی مصنف نے کب یہ سمجھ کر لکھا ہے کہ میں بڑا عالم ہوں مجھ کو تو جامی کا قول پسند ہے۔

بیا جامی رہا کن شرمساری زصاف۔ ودرد پیش آر آنچہ داری

مقدمہ احکام القرآن

ملفوظ ۱۶۱۔ فرمایا اگر یہ بات ہوتی' دنیا میں ایک کتاب نہ ہوتی۔ آپ اپنی عربی میں لکھ دیجئے۔ اس پر مولانا جالندھری نے احکام القرآن کے شروع میں مقدمہ کی ضرورت ظاہر کی کہ میں صرف یہ لکھوں گا۔

فیوض الحرمین کا خلاصہ

ملفوظ ۱۶۲۔ فرمایا کہ فیوض الحرمین میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سنت کے ساتھ اوفق مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے یہ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

واقعہ اللہ بخش جن

ملفوظ ۱۶۳۔ ایک واقعہ کے ضمن میں حضرت نے اللہ بخش جن کا تذکرہ فرمایا کہ کسی شخص پر اس کا اثر ہوا وہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کو بلا کر لے گیا کہ دعا پڑھ دیں۔ اللہ بخش حضرت کو دیکھتے ہی علیحدہ ہو گیا اور کہا کہ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی آئندہ کسی پر میرا اثر کہیں ہو جائے تو آپ اپنا نام لکھ کر بھیج دیں اب آئندہ آپ کے سلسلہ میں جو بھی ہوگا کسی پر میرا اثر نہ ہوگا۔

حضرت جنید بغدادی کی سب سے بڑی زندگی

ملفوظ ۱۶۴۔ فرمایا ایک شخص حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس دس سال رہے۔ آخر جاتے

وقت کہا کہ اتنی مدت میں میں نے آپ کی کوئی بزرگی نہیں دیکھی۔ فرمایا یہ تو بتلاؤ کہ کیا کوئی امر اس عرصہ میں سنت کے خلاف بھی تم نے مجھ سے دیکھا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا اس سے زیادہ اور کیا بزرگی دیکھنا چاہتے ہو۔

۲۱ جنوری ۱۹۴۳ء

متاع قلیل کی عجیب مثال

ملفوظ ۱۶۵۔ فرمایا ایک تفسیر میں لکھا ہے کہ دراصل تمام نعمتیں مسلمانوں کیلئے ہیں اور کفار ان کے طفیل استعمال کر رہے ہیں قاعدہ ہے کہ امیر کیلئے کھانا کم آتا ہے اور نوکر کو زیادہ دیا جاتا ہے۔ مقدار میں زیادہ ہوتا ہے لیکن روح اس میں نہیں ہوتی۔ جس چیز کو کفار کثیر سمجھتے ہیں قرآن میں اس کو متاع قلیل کہا گیا ہے اور ادھر **فمن یوتی الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا** (اور جس کو دین کا فہم مل جائے اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی)

نواب صاحب کو تذلیل سے بچانا

ملفوظ ۱۶۶۔ فرمایا کہ سفر میں کرایہ اور خرچ سے جو رقم بچتی تھی میں وہ دینے والے اور بلانے والے کو واپس کر دیتا تھا۔ اس دوران میں حضرتؒ نے فرمایا فلاں نواب صاحب نے کرایہ دیا تھا اس میں بیس روپے بچ گئے لیکن وہ واپس نہ کئے۔ کیونکہ اس میں اس کی ذلت تھی۔ یہ تذلیل خدا کو بھی پسند نہیں۔ کیونکہ یہ اس کی شان کے خلاف ہے۔

عورت باورچن نہیں

ملفوظ ۱۶۷۔ فرمایا عورت باورچن نہیں جی بہلانے کیلئے ہے۔ قرآن میں لتسکنوا (پ ۲۱ سورہ الروم) (تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے) آیا ہے اگر وہ کھانے پکانے سے انکار کر دے تو ان کو قدرت ہے۔ شوہر زور نہیں کر سکتا۔ خاوند کو یہ حق نہیں کہ اس کو ذلیل سمجھے۔

۱۶ محرم ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۴۳ء

بغیر نام بتلائے کھیر نہ کھانے کا حکم

ملفوظ ۱۶۸۔ ایک ایسے صاحب جو اپنا نام اور بتلانے کے بغیر بڑے گھر کھیر دے گئے گھر

والوں نے حضرت کو کہلوا بھیجا کہ اس طریق کا واقعہ ہے کوئی نامعلوم صاحب کھیر دے گئے ہیں حضرت نے یہ جواب بھجوایا اگر دل چاہتا ہے تو کھاؤ ورنہ چھوڑ دو بعد میں نہ کھانے کا حکم فرمایا۔

بڑوں کیلئے ہیبت ہے

ملفوظ ۱۶۹۔ اپنے ابتدائی حالات کے سلسلہ میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہستی کے اندر شروع میں تزلزل پیدا ہوگیا کہ دوسری وحی تین سال کے بعد آئی۔ اس ضمن میں فرمایا کہ خوف مبتدی کیلئے اور قبض متوسط کیلئے اور بڑوں کیلئے ہیبت ہوتی ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیبت طاری تھی۔

قبض سے متعلق حضرت مولانا رومؒ کے ارشادات

ملفوظ ۱۷۰۔ اس ضمن میں قبض کے مضمون پر حضرت والا نے مثنوی رومیؒ کے بہت سے اشعار سنائے اور اپنے متعلق فرمایا کہ مجھ پر بھی کچھ دن ایسی حالت رہی لیکن اللہ کے فضل سے میرے پاس وکلاء اچھے تھے۔

اپنے بزرگوں کا طرز

ملفوظ ۱۷۱۔ فرمایا اپنے بزرگوں کا یہ طرز دیکھا کہ امراء سے نہ اعراض ہو اور نہ لپٹنا ہو کیونکہ اعراض میں تکبر پایا جاتا ہے۔

وصل مرحوم سے متعلق ایک عالم صالح کا خواب

ملفوظ ۱۷۲۔ حضرت والا نے محترم وصل صاحب (المتوفی ۲۷ رمضان ۱۳۶۱ھ بروز جمعہ) بلگرامی کا ذکر فرماتے ہوئے یہ فرمایا کہ وصل صاحب کے مرنے کے بعد خواب میں ایک عالم صالح نے ان کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے وصل صاحب سے وہاں کا حال پوچھا۔ جواب میں کہا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ گو تمہاری تدفین و تکفین میں تمہاری رعایت نہیں کی گئی اور تدفین میں دیر کردی۔ آؤ ہم تمہاری رعایت کرتے ہیں اس لئے کہ ہمارا فلاں بندہ (یعنی حضرت والا) تمہاری رعایت کرتا تھا اور منکر نکیر کے سوال سے ہم تم کو فارغ کردیتے ہیں۔

تمام شد حصہ اول ملفوظات

شکر کہ حصہ اول ضبط کردہ احقر اختتام کو پہنچا۔ اب آگے حضرت قطب الارشادؒ کے چند نظر کردہ ملفوظات ہیں جو حضرت اقدس کے ملفوظات شائع کردہ سے ماخوذ ہیں۔

حضرت حکیم الامتؒ کا اول معاملہ

ملفوظ ۱۷۳۔ ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میں اول ایسا معاملہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد جو برتاؤ ہو وہ نرم ہی نرم نظر آئے۔ جیسے نزع کے وقت سختی ہو پھر جنت ہو۔ اور اگر نزع کے وقت تو نرمی ہو پھر بعد میں دوزخ یہ بہت سخت بات ہے اسی کو کوئی تجربہ کار بعنوان فریب فرماتے ہیں

چو مے بینم کسے کز کوئے تو دلشاد مے آید   فریبے کز تو اول خوردہ بودم یاد مے آید

نیز اگر کوئی شخص محض ملاقات کیلئے آتا ہو اس کے ساتھ تو اور برتاؤ ہوتا ہے اور جہاں اس نے محبت کا دعویٰ کیا۔ میرا رنگ بدل جاتا ہے۔

عرفی ادب کی مثال

ملفوظ ۱۷۴۔ عرفی ادب سے جو حدود سے متجاوز ہو حضرت اقدس کو بڑی نفرت تھی اور اس سے حضرت اقدس کو بڑی اذیت ہوتی فرمایا کہ یہ ادب کیسا ہے جیسے بدعتیوں کی عبادت کہ وہ صورت میں تو عبادت ہے اور بہ نیت عبادت ہی کی بھی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ اس میں غلو اور حدود سے تجاوز ہے اس لئے وہ مقبول نہیں بلکہ موجب گرفت ہے۔

اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں

ملفوظ ۱۷۵۔ فرمایا اختلاف مطالع کا اس کا اس لئے اعتبار نہیں کہ اس میں بڑی مشقت ہے کیونکہ ایک تو یہ اختلاف شرقاً غرباً ہوتا ہے جنوباً شمالاً نہیں ہوتا دوسرے خاص فصل سے ہوتا ہے۔

اب اس تحقیق کیلئے کہ رویت ہلال مثلاً جس بلد میں ہوئی وہ کس طرف ہے اور کتنے فاصلہ پر ہے جغرافیہ اور ہیئت کی ضرورت ہے اور اس میں عامہ کو حرج شدید ہونا ضروری ہے اس سے بچانے کیلئے اختلاف مطالع کو اعتبار نہیں کیا گیا۔

پابندی دین کی ضرورت

ملفوظ ۱۷۶۔ ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ جب تک آدمی دین کا پابند نہ ہو اس کی کسی

بات کا اعتبار نہیں کیونکہ اس کا کوئی کام حدود کے اندر تو ہوگا نہیں اگر دوستی ہوگی وہ حدود کے باہر اگر دشمنی ہوگی وہ حدود سے باہر جب حدود ہی نہیں تو ایسا شخص ظاہر ہے کہ سخت خطرناک ہوگا۔

حیاۃ المسلمین اور صیانۃ المسلمین دستور العمل کیلئے کافی وافی ہیں

ملفوظ ۱۷۷۔ ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ مسلمانوں کی کامیابی کو کس کا جی نہیں چاہتا ہر مسلمان کا چاہتا ہے۔ مگر اس کی کوئی صورت بھی تو ہو تو قوت اور وسعت کو بھی دیکھا جائے گا۔ اگر دھوپ آنے میں کوئی دیوار حائل ہو اور جی چاہتا ہے کہ دھوپ آئے تو اس دیوار کے ہٹانے کا آخر کیا طریقہ ہے۔ یہ کیا یہ طریقہ ہے کہ دیوار میں ٹکریں ماریں ہٹانے کیلئے۔ اگر ایسا کرے گا تو جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے ہماری حالت تو یہ ہے کہ دو مسلمان مل کر اتفاق سے کوئی کام نہیں کر سکتے۔ پھر اس پر ایسے بلند خیالات کیا ایسی قوم کبھی فلاح پا سکتی ہے۔ اگر مسلمانوں میں اہلیت ہوتی تو حیوۃ المسلمین اور صیانۃ المسلمین ہی ان کے دستور العمل کیلئے کافی ووافی ذخیرہ ہے اور کام تو کرنے ہی سے ہے بدون کئے کچھ نہیں ہوا کرتا اور اس کرنے میں بھی یہ شرط ہے کہ طریقہ سے اور اصول قواعد وحدود شرعیہ کا تحفظ کرتے ہوئے کیا جائے اور یہ سب حیوۃ المسلمین اور صیانۃ المسلمین میں موجود ہے۔ اگر مسلمان کو اپنا دستور العمل بنائیں تو میں خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ انتم الاعلون کا ظہور ہو جائے گا۔

تکبر شعبہ شرک ہے

ملفوظ ۱۷۸۔ فرمایا کہ سب سے زیادہ نفرت کی چیز میرے ذہن میں تکبر ہے اتنی نفرت مجھے کسی گناہ سے نہیں۔ جتنی اس سے ہے۔ یوں اور بھی بڑے بڑے گناہ ہیں جیسے زنا، شرب خمر وغیرہ لیکن نفرت طبعی جیسی تکبر سے ہے کسی سے نہیں اور اس میں یہ ہے کہ تکبر شعبہ شرک ہے اپنے کو بڑا سمجھنا۔ خدا کے بڑے ہوتے ہوئے ایک درجہ کا شرک نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ متکبر آدمی بندہ ہوتے ہوئے بھی اپنے لئے وہ صفت ثابت کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے فیض و برکت توجہ سے اس ناکارہ جامع اور دیگر احباب کے قلب و دماغ سے بھی اس رذیلہ خبیثہ کو زائل فرمائے۔ آمین!

ویرحم اللہ عبدا قال آمینا (اور اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جو اس پر آمین کہے)

تین باتوں کے التزام کی ضرورت

ملفوظ ۱۷۹۔ فرمایا جو تین باتوں کا التزام کرے ان شاء اللہ وہ محروم نہ رہے گا گو جنید بغدادی نہ بن سکے۔ معاصی کو بالکل ترک کر دے۔ خلق خدا پر بدگمان نہ ہو یہ کبر سے پیدا ہوتا ہے جب فرصت ہو تو کچھ ذکر کر و شغل جس قدر ممکن ہو کر لیا کرے اور حضرات صوفیہ کرام سے ملتا رہے۔

بزرگی پر ناز کرنے کی مثال

ملفوظ ۱۸۰۔ فرمایا بزرگی پر ناز کرنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کہ کوئی مریض طبیب کا نسخہ پی کر ناز کرنے لگے کہ ہم نے دوائی پی لی کوئی اس سے پوچھے کہ اگر دوا پی لی تو کس پر احسان کیا نہ پیتا' مرض میں گھل گھل کر مرتا۔

صوفیاء' فقہا اور محدثین کی محبت میں ترتیب

ملفوظ ۱۸۱۔ ایک مولوی صاحب کے جواب میں فرمایا مجھے سب سے زیادہ محبت صوفیہ سے ہے پھر فقہاء سے پھر محدثین سے۔ یہ ترتیب تو محبت میں ہے۔ باقی عظمت۔ سو میرے قلب میں سب سے زیادہ علماء کی ہے۔ بالخصوص فقہاء کی اور محبت مجھے صوفیہ سے زیادہ ہے۔ ان کی طرف دل کو کشش علماء سے زیادہ ہے اپنا اپنا ذوق ہے۔

علماء احناف اور صوفیاء چشتیہ کی جامعیت

ملفوظ ۱۸۲۔ ایک مسئلہ کے ضمن میں فرمایا کہ علماء میں تو حنفیہ کی جامعیت اور صوفیہ میں چشتیہ کی جامعیت بے نظیر ہے اور یہی دونوں جماعتیں بدنام ہیں اور جامعیت ہی کی وجہ سے بدنام ہیں کیونکہ جہاں یہ پہنچتے ہیں دوسرے ہر وقت نہیں پہنچتے۔ اسی لئے بعض لوگ ان پر اعتراض کرنے لگے۔

بدعتیوں کی عبادت کی مثال

ملفوظ ۱۸۳۔ ایک سلسلہ میں فرمایا کہ بدعتیوں کی عبادت کی مثال ایسی ہے جیسے خلاف اصول خدمت جو بجائے مقبول ہونے کے الٹی موجب ناخوشی ہوتی ہے اور خدمت کرنے والا سمجھتا ہے کہ میرا مخدوم بہت خوش ہو رہا ہوگا۔

میرے یہاں صرف انسانیت سکھائی جاتی ہے

ملفوظ ۱۸۴۔ فرمایا میرے یہاں تو صرف ایک چیز سکھائی جاتی ہے وہ انسانیت ہے کوئی بزرگی کو ضروری سمجھ رہا ہے کوئی علم کو ضروری سمجھ رہا ہے کوئی ولایت اور قطبیت اور غوثیت کو ضروری سمجھ رہا ہے۔ میں انسانیت آدمی کو ضروری سمجھتا ہوں۔ آدمی بننا ہو انسان بننا ہو تو یہاں آیئے۔ دیکھئے وضو نماز کے مقابلہ گھٹیا چیز ہے مگر بدون وضو نماز نہیں ہوتی۔ تو میں وضو کراتا ہوں ہر جگہ کا مطلوب جدا ہے۔ یہاں کا مطلوب فنا ہونا ہے اور اسی کی تعلیم ہے یہاں بقاء کی تعلیم نہیں جس کی نسبت فرماتے ہیں۔

افروختن و سوختن و جامہ دریدن　　پروانہ زمن شمع زمن گل زمن آموختن

انسان بننا فرض ہے

ملفوظ ۱۸۵۔ اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ انسان بننا فرض ہے بزرگ بننا فرض نہیں۔ اس لئے کہ انسان نہ بننے سے دوسروں کو تکلیف ہوگی اور بزرگ نہ بننے سے اپنے ہی کو تکلیف ہوگی وہ یہ کہ دوزخ میں جائے گا خود تکلیف اٹھائے گا انسان ہوگا تو اس سے دوسروں کو تکلیف نہ ہوگی۔ اس لئے میں انسان بنانے کی کوشش کرتا ہوں بزرگ نہیں بناتا۔

روک ٹوک کا اصل سبب

ملفوظ ۱۸۶۔ اسی سلسلہ میں فرمایا کہ میری روک ٹوک کی زیادہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان کو اذیت نہ پہنچے اور مسلمانوں کا یہ مذہب ہونا چاہئے۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد　　کسے رابا کسے کارے نباشد

(جنت وہ مقام ہے جہاں تکلیف کا نام ونشان نہیں وہاں کسی کو کسی سے تنگی نہیں)

دوسرے کو اذیت نہ پہنچانے کا اہتمام

ملفوظ ۱۸۷۔ یہ بھی فرمایا کہ مجھے یہ ہرگز گوارا نہیں کہ کسی کو مجھ سے ذرا برابر بھی اذیت پہنچے یا تنگی یا گرانی ہو اور یہی وجہ ہے کہ جب باوجود میری اس قدر رعایت کے دوسرے میری رعایت نہیں کرتے تو مجھے سخت رنج ہوتا ہے اور اس کا اظہار کرتا ہوں۔ بس اس رنج ہی کو

لوگ تشدد سمجھتے ہیں اس پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ قانون ساز ہے۔ قانون باز ہے۔ ہر بات کا قانون ہر چیز کا اصول بات یہ ہے کہ ع۔

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یامکن باپیل باناں دوستی　　یابناکن خانہ برانداز پیل
یامکش بر چہرہ نیل عاشقی　　یافرو شو جامہ تقوی بہ نیل

(یا تو ہاتھی والوں سے دوستی نہ کرو ورنہ اپنا گھر اتنا بڑا بنالو جس میں ہاتھی آسکے۔ یا تو چہرہ پر عاشقی مت گداؤ یا جامہ تقویٰ کو نیل سے دھوڈالو)

ملاقات کا ایک ضروری ادب

ملفوظ ۱۸۸۔ اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جائے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔

دنیا دار لوگ علماء کو حریص سمجھتے ہیں

ملفوظ ۱۸۹۔ ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ آج کل دنیا دار لوگ علماء کو حریص اور طامع سمجھتے ہیں اس لئے ان کے دل میں علماء کی وقعت اور عظمت نہیں رہی اور بعض اہل علم بھی ایسی ہی حرکتیں کرتے ہیں جن سے ان کی بے وقعتی اور بے عظمتی ہوتی ہے میں جب اہل علم کے متعلق ایسی باتیں اور واقعات سنتا ہوں تو بڑی غیرت آتی ہے۔

انسان اپنے کاموں میں با اختیار رہتا ہے

ملفوظ ۱۹۰۔ فرمایا یہ صحیح ہے کہ انسان کوئی ارادہ خدا کے ارادے کے بغیر نہیں کرسکتا مگر اس سے اس کا مجبور ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ انسان کے افعال کے ساتھ حق تعالیٰ کا ارادہ اس طریق متعلق ہوتا ہے کہ بندہ اپنے اختیار سے یہ فعل کرے گا سو اس صورت میں انسان کا اختیار اور زیادہ پختہ ہو جائے گا نہ کہ نیست و نابود کیونکہ جس طرح خدا کے ارادے میں یہ بات ہے کہ بندہ یہ کام کرے گا اسی طرح یہ بھی اس کے ارادے میں ہے کہ اپنے اختیار سے کرے گا۔ پھر مجبور ہونا کیسا۔ دیکھو خدا تعالیٰ کا ارادہ خود بھی اپنے افعال کے ساتھ بھی تو متعلق ہے مگر اس ارادے کے تعلق سے خدا تعالیٰ اپنے کاموں سے مجبور نہیں ہو جاتے۔ وہ یقیناً اپنے ارادہ

کے بعد ہی اپنے افعال میں با اختیار ہیں اسی طرح انسان خدا کے ارادہ کے بعد اپنے کاموں میں بااختیار رہتا ہے۔ دلیل شرعی سے یہ بات ثابت ہے **قولہ انلز مکموھا وانتم لھا کارھون** (کیا ہم تم پر زبردستی رحمت چپکا دیں گے جبکہ تم اس کو ناپسند کرتے ہو)

بڑوں کے سامنے ادب ضروری ہے

ملفوظ ۱۹۱۔ فرمایا تکلف تو کسی کے ساتھ نہ ہونا چاہئے باقی بڑوں کے ساتھ گو تعظیم نہ ہو مگر ادب ضرور ہونا چاہئے ایسا بے تکلف ہونا جو مساوات کا رنگ پیدا کرے۔ یہ بے تکلفی نہیں بلکہ گستاخی ہے اور اتنا بے تکلف ہونا جو بے ادبی کے درجہ کو پہنچ جائے کبر سے ناشی ہے۔ اور حالاً یہ دوسروں پر ظاہر کرنا ہے کہ مجھ کو اس قدر قرب حاصل ہے جو دوسروں کو نہیں اس لئے اس کا منشاء کبر ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کا مذاق

ملفوظ ۱۹۲۔ فرمایا اگر خلوص ہو اور نیت اچھی ہو تو دوستوں سے ملنا اور ان سے باتیں کرنا بھی عبادت ہے حضرت حاجی صاحب کا یہی مذاق تھا۔

اپنے ذوق سے کچھ کام کرنا چاہئے

ملفوظ ۱۹۳۔ فرمایا حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے ایک مثال عجیب فرمائی تھی کہ جس قدر کام کا ذوق وشوق ہو اس سے کچھ کم کرنا چاہئے۔ اسی طرح جس قدر بھوک ہو اس سے کچھ کم کھانا چاہئے۔ جیسے چکی کہ جس کو چک ڈور بھی کہتے ہیں کہ اس میں پھرانے کیلئے وقت کچھ تاگا چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے واپس آسکے۔

مصلح کی ضرورت

ملفوظ ۱۹۴۔ فرمایا اگر کسی کو خداداد فہم سلیم عطا فرمایا گیا ہو تو مصلح کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے لیکن شاذ و نادر۔

ابن تیمیہ اور ابن القیم

ملفوظ ۱۹۵۔ فرمایا کہ ابن تیمیہ اور ابن القیم باہم استاد شاگرد ہیں مگر غصیار ے بہت

ہیں۔ باقی ہیں ذہین اور سلطان القلم بہت تیز چلتے ہیں موٹر سے بھی زیادہ۔ پھر نہیں دیکھتے کہ سڑک میں بچہ ہے یا جانور۔ بس اڑے چلے جاتے ہیں اپنی ہی کہتے ہیں دوسرے کی نہیں سنتے مگر یہ طرز شان تحقیق نہیں۔ تعبیر میں سخت عنوان اختیار کرتے ہیں ابن تیمیہ نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ فطرتاً تیز مزاج ہونے کے مزاج میں تشدد ہو گیا۔ کامل اور محقق شخص وہ ہے جو جامع ہو علم اور ادب کا دونوں کی رعایت رکھتا ہو۔

عالم برزخ عذاب مثالی جسد پر ہوگا

ملفوظ ۱۹۶۔ فرمایا کہ عالم برزخ میں عذاب مثالی جسد پر ہوگا باقی دوزخ میں اس ہی جسد عنصری پر عذاب ہوگا اور جنت میں بھی یہی جسد عنصری ہوگا اور جنت دوزخ میں مثالی جسد بھی ہوگا اور اب دنیا میں بھی ہے چنانچہ جس وقت روح نکلتی ہے تو وہ مع مثالی جسد کے نکلتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے موتی ایک ڈبہ میں ہے اور ڈبہ صندوق میں ہے۔ تو موتی کو جس وقت نکالا جاتا ہے تو ڈبہ اور موتی دونوں ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ اس طرح روح اور مثالی جسد کو اس جسد سے معاً نکالا جاتا ہے۔

عالم برزخ میں حساب جسد مثالی پر ہوتا ہے

ملفوظ ۱۹۷۔ فرمایا کہ اس روح کو برزخ میں دوسرا جسد عطا ہوتا ہے اور ساتھ ہی اس جسد سے بھی تعلق رہتا ہے اور قبر کا سوال و جواب اس جسد مثالی کے ساتھ ہوتا ہے جو وہاں ہوتا ہے اور جسد عنصری سے تعلق رہنے کا ایسا درجہ ہے جیسے کوئی رضائی اتار کر رکھ دے اور دوسری اوڑھ لے۔ تو اب چلنا پھرنا تو اس دوسری کے ساتھ ہوتا ہے مگر ایک گونہ تعلق اس پہلی سے بھی رہتا ہے تو روح گو وہاں اس جسد مثالی کے ساتھ ہوگی۔ مگر تعلق اس جسد عنصری کے ساتھ بھی ہوگا اب اس سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ اگر کسی میت کو شیر کھا لے یا بھیڑیا کھا لے یا آگ میں جل جائے کیا تب بھی حساب ہوگا سو یہ حساب اس ہی جسد مثالی کے ساتھ ہوگا جو عالم برزخ میں عطا ہوگا۔

قناعت کے ثمرات

ملفوظ ۱۹۸۔ فرمایا کہ پہلے لوگ چاہے وہ دیندار ہوں یا دنیادار قانع بہت ہوتے تھے

نہایت ہشاش بشاش رہتے تھے اور بے فکری سے گزر کرتے تھے آج کل کے لوگوں کے قلوب ہوسوں سے پر ہیں اور ان کا پورا ہونا اختیار میں نہیں اس لئے پریشان رہتے ہیں کوئی وقت چین سے نہیں گزرتا۔ پہلے لوگوں کو صرف دو روٹی کی ضرورت تھی اور آج کل کے لوگ کہتے ہیں کہ رہنے کیلئے ایک اعلیٰ محل ہو سواری کو ایک موٹر ہو۔ حشم وخدم ہوں۔ تمام عمر اس کی جمع کرنے میں گزر جاتی ہے۔ بس اس کے مصداق ہوتے ہیں ’’نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم‘‘ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے نہ معلوم ان لوگوں نے اتنی فکریں اپنے ذمہ کیوں کر رکھی ہیں صرف چار گز کپڑا اور دو روٹی کے سوا ان کی قسمت میں کیا ہے۔ فضول پریشان ہوتے ہیں۔

مراقبہ رویئت

ملفوظ ۱۹۹۔ فرمایا مراقبہ رویئت حد سے بڑھ جائے تو کسی موقع پر اپنی حرکات واعمال خلاف ادب معلوم ہونے لگتی ہیں۔ تو اس وقت یہ سوچ لینا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم اس کام کو کرو۔

کارساز حقیقی پر نظر رکھنے کی ضرورت

ملفوظ ۲۰۰۔ فرمایا یہ بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہے اور اہل سلوک کے برتاؤ میں ہے کہ جس کام میں نفس کو قدر مشقت ہو اس کے بار بار کرنے سے نفس کے اندر بسبب عادت کے ایک ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے دوسرے اعمال میں بھی پس وپیش نہیں رہتا اور اس کی صفت مزاحمت کی مغلوب ہو جاتی ہے۔ فرمایا مخالفین کی زیادہ پرواہ مت کرو اور خدائے کارساز پر نظر رکھو کہ وہ کافی ہے۔ (بیان القرآن)

خاندان کا اکٹھے رہنا موجب فساد ہے

ملفوظ ۲۰۱۔ فرمایا آج کل ایک جگہ رہنا تو فساد کی بات ہے الگ ہی الگ رہنا مصلحت ہے اس سے محبت بنی رہتی ہے اور ساتھ رہنے میں محبت جاتی رہتی ہے۔

بے پرواہی مفاسد کی جڑ ہے

ملفوظ ۲۰۲۔ فرمایا بے پرواہی کو لوگ دین کے خلاف نہیں سمجھتے حالانکہ بے پرواہی جڑ ہے مفاسد کی۔

حضرت خواجہ اجمیریؒ کا ایک ملفوظ

ملفوظ ۲۰۳۔ فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ کا ملفوظ ہے کہ تین چیزیں اختیار کرلو بس کافی ہیں۔ (۱) خوف۔ (۲) رجاء۔ (۳) محبت۔

ازالہ شبہات کا طریق

ملفوظ ۲۰۴۔ فرمایا کہ شبہات کا ازالہ محض قیل وقال سے نہیں ہوا کرتا۔ کام کرنے سے اکثر شبہات کا خود بخود سد باب ہو جاتا ہے پہلے کام میں کوشش کرو اور اصلاح کا ارادہ کرو جو عملی کام ہیں۔ ان پر اگر شبہ ہو وہ عمل کرنے سے زائل ہو سکتا ہے۔ نری علمی تحقیقات سے کام نہیں چل سکتا۔

نفس کا مکر خفی

ملفوظ ۲۰۵۔ فرمایا نفس وہ چیز ہے کہ اس کا مکر خفی اہل نظر کو بھی بعض اوقات محسوس نہیں ہو سکتا۔ نفس کے کید نہایت ہی خفی ہیں اور پوشیدہ وساس اگر آئیں' آنے دو۔ ان کی فکر ہی میں نہ پڑو۔ یہ بھی شیطان اور نفس کی شرارت ہے کہ اس میں مشغول کر کے اللہ کی مشغولی سے روکنا چاہتے ہیں بس کام میں لگے رہو۔ ان شاء اللہ کشتی پار لگ جائے گی۔

احوال کے تغیر میں حکمتیں

ملفوظ ۲۰۶۔ فرمایا حالات کے تغیر و تبدل میں حکمتیں ہوتی ہیں۔

نفس پر عدم اطمینان کی عجیب مثال

ملفوظ ۲۰۷۔ فرمایا نفس پر کیا بھروسہ اور کیا اطمینان جیسے سانپ پر کیا اطمینان۔

قضا نمازوں کی ادائیگی میں جلدی کرے

ملفوظ ۲۰۸۔ اگر کئی مہینے یا کئی برس کی نمازیں قضا ہوں تو ان کی قضا میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرے ایک ایک وقت میں دو دو چار نمازیں پڑھ لیا کرے۔ قضاء پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو' وضو کر کے پڑھ لے۔ البتہ مکروہ وقت نہ ہو۔

طریق باطنی میں اتباع پر مدار

ملفوظ ٢٠٩۔ فرمایا اس طریق باطنی میں اتباع اور اعتماد پر مدار ہے۔

شریعت کا علم سب پر مقدم ہے

فرمایا سب سے مقدم شریعت کا علم ہے یعنی اصل چیز علم و ہمت اور قصد ہے اور اس کا موثر ذریعہ صحبت ہے اور ذکر معین ہے۔

محبت کے نشیب وفراز کی فراوانی

ملفوظ ٢١١۔ فرمایا ایک پریشانی ہوتی ہے گمراہی کی وہ مقصود کے تعین سے رفع ہو جاتی ہے ایک پریشانی ہوتی ہے۔ محبوب کے توارد تجلیات کی۔ یہ دوسری تو ایسی ہے کہ ہزاروں سکون اس پر قربان کر دیں۔ باقی خود محبت کے نشیب وفراز کی پریشانی یہ الگ چیز ہے۔ من لم یذق لم یدر ـــ (جس اسے چکھا نہیں اس نے اسے پایا نہیں) طلب کی شرط اعظم مطلوب کی تعین ہے۔

سرمد گلہ اختصار مے باید کرد — یک کار ازیں دو کارمے باید کرد
یا تن برضائے دوست مے باید داد — یا قطع نظر زیار مے باید کرد

(اے سرمد شکایت کو اور دو کاموں میں سے ایک کام کر یا تو بدن کو دوست کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے وقف کر دے یا دوست سے قطع نظر کر لے)

یعنی (سرمد) گلہ وشکوہ چھوڑنا چاہئے۔ دو کاموں میں سے ایک کام کرنا چاہئے یا تو اس کی رضا جوئی میں جان دے دو۔ نہیں تو یار ہی کو چھوڑ دو۔

خدمت لینے کیلئے مناسبت ضروری ہے

ملفوظ ٢١٢۔ فرمایا کہ جب تک دل ملا ہوا نہیں ہوتا۔ دوسرے سے خدمت لیتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے غیرت آتی ہے دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے طبیعت مکدر ہوتی ہے۔

فضول تحقیقات میں کیا رکھا ہے

ملفوظ ٢١٣۔ فرمایا کہ فضول تحقیقات میں کیا رکھا ہے آدمی کو کام کیا کرنا چاہئے کام کرنے والے کبھی عبث اور فضول چیزوں کو پسند نہیں کرتے اور فضول تحقیق کی بالکل ایسی

مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی کے یہاں مہمان بن کر جائے اور وہ اس کی تحقیق شروع کر دے کہ کھانا کہاں پکتا ہے پکانے والا کون ہے۔ نمک، مرچ، گرم مصالحہ، گھی، آٹا کہاں سے آیا اور کون لایا اور کتنا کتنا آیا۔ چولہے میں اپلے جلتے ہیں یا لکڑی اور جلتے ہیں تو کیسے۔ دھواں کہاں کو جاتا ہے۔ ارے بندہ خدا تمہیں ان بکھیڑوں سے کیا غرض ہے۔ یہ خبط نہیں تو اور کیا ہے کہ مریخ ستارے کی تحقیق میں سرگرداں ہے اور جن کے بنائے ہوئے ہیں ان کی کچھ بھی فکر و تلاش نہیں یہ سب غفلت، آخرت کے دن کو جھٹلانے کی بدولت ہے۔ جس کی نسبت حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **ونفخ فی الصور فصعق من فی السموت ومن فی الارض** (اور جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے) اور فرماتے ہیں۔ **یقول الانسان یومئذ این المفر. کلا لاوزر الی ربک یومئذ ن المستقر** (اس روز انسان کہے گا کہ اب کدھر بھاگوں۔ ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ۔ اس روز صرف آپ کے رب کے پاس ٹھکانہ ہے)

احقر عزیز الرحمٰن مقیم خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون۔ ۵ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ۔

اہل علم میں استغناء کی شان ہونی چاہیے

ملفوظ ۲۱۴۔ فرمایا اہل علم میں استغناء کی شان ہونا چاہیے کہ اصل ذلت عرض حاجت میں ہے پھٹے پرانے کپڑوں میں نہیں اور استغناء میں نیت دین کے اعزاز کی ہونا چاہیے اس نیت سے ثواب بھی ہوگا اور دنیاداروں کے پاس ملنے بھی نہ جائیں۔ باقی غریب کے پاس جانے میں ذلت نہیں۔

بقصد التذ اذ محبوب سے بات کرنا منع ہے

ملفوظ ۲۱۶۔ فرمایا بقصد التذ اذ محبوب سے کلام کرنا منع ہے۔ باقی میلان و رجحان بلا اختیار معصیت نہیں۔

آج کل کے مدعی کمالات کا حال

ملفوظ ۲۱۶۔ فرمایا کہ پرانے اہل کمالات مدعی نہیں اس لئے ان کے کمالات کا اظہار نہیں ہوتا اور آج کل کے یہ لوگ خود اعلان کرتے پھرتے ہیں اس سے لوگوں کو دھوکہ

ہو جاتا ہے کہ بہت بڑے با کمال ہیں اور ایسے لوگوں کی بڑائی عوام الناس کے عقائد پر ہے۔ اس لئے یہ بے چارے ہر وقت اسی ادھیڑ بن میں رہتے ہیں کہ وہ بدظن نہ ہو جائے۔ بد عقیدہ نہ ہو جائے اچھا خاصا عذاب ہے اور اچھی خاصی مخلوق پرستی ہے۔

شرافت اور شر و آفت

ملفوظ ۲۱۷۔ فرمایا آج کل طبیعتوں میں اکثر شرافت نہیں رہی۔ صرف شر و آفت باقی رہ گئی۔

شیخ سے مستغنی ہونے کا مطلب

ملفوظ ۲۱۸۔ شیخ سے مستغنی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ تعلیم کی احتیاج رہتی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ تعلق کی احتیاج رہتی ہے یعنی اس سے اعراض اور مماثلت یا افضیلت کا دعویٰ قاطع طریق ہے۔ اور تعلیم میں بھی احتیاج اتنی رہتی ہے کہ اس کے اصول کا ترک جائز نہیں ہوتا گو فروغ میں اجتہاداً اختلاف ہو جائے وہ بھی ادب کے ساتھ۔

امراء و غرباء کا طریق دلجوئی

ملفوظ ۲۱۹۔ آنے والے اور ملنے والے امراء اور غرباء کی دلجوئی تو امر مشترک ہے مگر کیفیت دلجوئی کی، ہر شخص کی جدا ہے۔ اس کی حالت وطبیعت وعادت کے تفاوت سے یعنی امراء کی مجموعی حالت طبیعت وعادت کی ایسی ہے جب تک زیادہ توجہ ان کی طرف نہ کی جائے وہ خوش نہیں ہوتے۔ اور غرباء تھوڑی توجہ سے راضی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دونوں کی دلجوئی کے طریق میں کچھ ایسا تفاوت مذموم نہیں۔ البتہ غرباء کو یا تو اٹھایا نہ جائے۔ خود اٹھ جائیں کسی بہانے اور اگر اٹھانا ہی پڑے تو بہت نرمی سے۔ مثلاً یہ وقت میرے آرام کا ہے۔ آپ بھی آرام کیجئے۔ (النور ماہ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ)

معاصی سے نفرت ضروری ہے

ملفوظ ۲۲۰۔ فرمایا معاشی سے تو نفرت ہونی چاہئے مگر عاصی سے نفرت نہ ہونا چاہئے۔ فعل سے نفرت ہو فاعل سے نفرت نہ ہو۔ جیسے حسین اپنے منہ کو کالک مل لے۔ کالک کو تو برا سمجھیں گے۔ مگر اس کو گوارا ہی سمجھیں گے۔ اسی طرح مومن میں برائی عارضی ہے۔ اس کو حقیر نہ سمجھیں۔ ہاں برے فعل کو برا سمجھیں۔

مہمانوں اور ملاقاتیوں سے مروت میں اپنا دینی ضرر نہ کیا جائے

ملفوظ ۲۲۱۔ مہمانوں اور ملنے والوں کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ کر اگر دیکھا جائے کہ اب غیر ضروری باتیں ہونے لگی ہیں۔ خواہ بدون حیلہ کے خواہ کسی حیلہ سے اٹھ جانا چاہئے۔ پھر اگر وہ مقیم رہیں تو کسی دوسرے جلسہ میں ایسا ہی کرنا چاہئے۔ مروت میں اپنا دینی ضرر گوارا نہ کرنا چاہئے۔ بس شدہ شدہ اسی طرح عادت ہوجائے گی۔ آپ کے نفس کو بھی اور اضیاف کو بھی۔

جمعیت قلب کے اہتمام کی ضرورت

ملفوظ ۲۲۲۔ حضرت حاجی صاحبؒ قدس سرہ کی زبان پر یہ لفظ بہت آیا کرتا تھا کہ جمعیت قلب کا اہتمام کرنا چاہئے حضرت کو ہر بات میں اس کا بہت اہتمام رہتا تھا کہ قلب کی جمعیت فوت نہ ہو۔ اسی لئے حضرت کو تعلقات سے بہت نفرت تھی اور صوفیہ کے اقوال واحوال میں بھی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلق مع اللہ پیدا ہونے کیلئے جمعیت قلب بہت ہی ضروری ہے۔

اب سمجھئے کہ جمعیت قلب جیسا کہ زیادہ کھانے سے فوت ہوتی ہے کم کھانے سے بھی فوت ہوتی ہے۔ زیادہ کھانے سے خطرات کا ہجوم ہوتا ہے کیونکہ معدہ کی تبخیر دماغ کو صعود کرتی ہے تو دماغ پریشان ہوجاتا ہے اور کم کھانے سے ہر وقت روٹیوں کی طرف دھیان لگا رہتا ہے تو اس کی عبادت بھی ناقص ہوگی۔

حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کی پیش گوئی

ملفوظ ۲۲۳۔ فرمایا حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے اول ہی قادیانی کی براہین کتاب کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ اس کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد لوگوں کو گمراہ کرے گا۔

فساد حس

ملفوظ ۲۲۴۔ جو شخص اپنی زبان کو روکتا ہے وہ اپنے دل سے بات کرتا ہے ذکر کو چھوڑ کر بیکار باتوں میں رہنا فساد حس ہے۔ کم گوئی سے علم باطن پیدا ہوتا ہے۔ حدیث لیقل احدکم خیرا او لیصمت (تم میں سے کوئی نیکی کی بات کرے یا خاموش رہے)

دین سے کامل مناسبت پیدا کرنے کا طریقہ

ملفوظ ۲۲۵۔ فرمایا دین سے کامل مناسبت بزرگوں کی صحبت ہی سے ہوتی ہے۔ کتابوں سے نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے کسی نے کہا

جملہ اوراق و کتب درنار کن سینہ رااز نور حق گلزار کن

(سب اوراق و کتب کو آگ میں جھونک دو اور اپنے سینہ کو اللہ کے نور سے گل وگلزار بنالو) (دعوات عبدیت حصہ ہفتم)

حصول نسبت باطنی کا طریق

ملفوظ ۲۲۶۔ تجربہ کرلو کہ صرف خلوت اور ترک کلام پر اکتفاء کرے اور معاصی بھی ترک کردے تو ان شاء اللہ نسبت باطنی حاصل ہوجائے گی چاہے ذکر بہت ہی کم کرے۔

خلوت کا ایک عجیب طریقہ

ملفوظ ۲۲۷۔ ایک بزرگ نے خلوت کا عجیب طریقہ اختیار کیا تھا کہ بس ہر وقت نوافل پڑھتے رہتے تھے۔ اگر کوئی آیا بیٹھا رہا۔ سلام پھیر کر صرف معمولی مزاج پرسی کرکے پھر نماز میں مشغول ہوجاتے۔ اس طرح کرنے سے خود بخود لوگ کم آتے تھے اور کوئی برا بھی نہ مانتا تھا اور شہرت بھی نہ ہوتی تھی کہ خلوت نشین ہیں ایک بزرگ نے یہ کیا تھا کہ جب کوئی کچھ کہتا۔ فرماتے لکھ کر دو مجھے سنائی نہیں دیتا۔ فضول باتیں کون لکھ کر دیتا بس اس طرح حکایت شکایت غیبت سننے سے بچے رہتے تھے۔

ایک اور بزرگ کا طریقہ یہ تھا کہ دن کو بالکل نہیں بولتے تھے۔ اس میں یہ تھا فضول بکواس والے اپنا آرام چھوڑ کر رات کو نہیں آتے۔ غرض خلوت کے بہت طریقے ہوسکتے ہیں۔ اگر صاحب کمال ہے تو خود بخود کرسکتا ہے ورنہ شیخ سے مشورہ کرلے اور زیادہ بولنے سے بڑی بڑی خرابیاں ہوجاتی ہیں۔ مجاہدہ اس زمانے کے مناسبت صرف یہ ہے کہ کم ملو کم بولو کیسی ہی اچھی باتیں ہوں، مگر ہوں غیر ضروری تو اس سے بھی قلب میں کدورت پیدا ہوگی۔

حصول محبت الٰہی کا طریقہ

ملفوظ ۲۲۸۔ فرمایا اس نیت سے عمل کرو کہ اے اللہ! آپ کی محبت پیدا ہوجائے۔ پھر دیکھو

ان شاء اللہ کیسا اثر ہوتا ہے۔ دوسری ضروری بات یہ ہے کہ اللہ کا نام لو جی لگا کر۔ یعنی تھوڑا تھوڑا اللہ اللہ بھی کرو۔ تیسری بات یہ ہے کہ اور یہ بہت ہی ضروری ہے کہ اہل محبت کی صحبت اختیار کرو۔

حضرت حکیم الامت رحؒ کی تعلیمات کا خلاصہ

فرمایا کہ میرے یہاں زیادہ تعلیم، انتظام اور استغناء کی ہے کہ انسان کے سب کام باموقع ہوں اور مخلوق سے بالکل طمع نہ ہو۔

طریق عشق میں اعمال باطنی کا غلبہ ہوتا ہے

ملفوظ ۲۳۰۔ فرمایا کی طریق عشق ہے اور ایک طریق اعمال ہے اور اعمال دونوں میں ہوتے ہیں مگر اول میں اعمال باطنی کا غلبہ ہوتا ہے اور دوسرے میں اعمال ظاہرہ کا اور ایسے شخص کو قلندر کہتے ہیں جس کے اعمال باطنی اعمال ظاہری سے زیادہ ہوں۔

راقم بندہ ناکارہ عزیز الرحمٰن مقیم خانقاہ

اشرفیہ تھانہ بھون ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۴۱ء

انفعالات غیر مقصود ہیں

ملفوظ ۲۳۱۔ فرمایا خلاصہ اس تمام فن کا دو الفاظ ہیں ایک کہ افعال ضروری اور مقصود ہیں دوسرا یہ کہ انفعالات غیر ضروری اور غیر مقصود ہیں۔

عملیات میں موثر چیز

ملفوظ ۲۳۲۔ فرمایا کہ عملیات میں موثر چیز عامل کا خیال ہے اکثر فوراً اثر مرتب ہو جاتا ہے کیونکہ کرتا رہتا ہے اور مشاق ہو جاتا ہے۔

علماء کو نصیحت

ملفوظ ۲۳۳۔ فرمایا علماء میں دو چیزیں بالکل نہ ہوں ایک کبر اور ایک طمع اس کی وجہ سے بڑی دولت سے محروم رہتے ہیں۔

طریق کا حاصل

ملفوظ ۲۳۴۔ فرمایا اس طریق کا حاصل نفس کا تزکیہ ہے اور جس چیز سے تزکیہ کیا جاتا ہے وہ

دو چیزیں ہیں۔ شہوت اور کبر اور ان کا علاج کامل کی صحبت ہے کیونکہ وہ اس راہ سے گزر چکا ہے۔

محبت عقلیہ‘ مختاریہ‘ ماموریہ ہے

ملفوظ ۲۳۵۔ فرمایا محبت عقلیہ اختیاریہ ماموربہ ہے وہ ہونا چاہئے۔ وہی کافی ہے۔ اگر حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ بھی محبت طبعی نہ ہو تو اس سے بھی کوئی ضرر نہیں۔

مرنے کے بعد جسم کو قطع کرنے سے روح کو حزن ہوتا ہے

ملفوظ ۲۳۶۔ فرمایا بعد مر جانے کے جسم کو قطع کرنے سے یا اس کے احراق و جلانے سے روح کو الم یعنی دکھ نہیں ہوتا۔ البتہ قلق و حزن ہوتا ہے جیسے مثلاً کسی کی رضائی بدن سے اتار کر جلا دی جائے تو چونکہ اس سے ایک زمانہ تک ملابست رہ چکی ہے اس پر قلق اور رنج ہوتا ہے۔

سالک کیلئے دو راہزن

ملفوظ ۲۳۷۔ فرمایا مشائخ نے ملاطفۃ المردن (۱) والرفق بالنسوان (۲) کے سالک کیلئے سخت راہزن قرار دیا ہے۔

انسان مفقود پر نظر کر کے ناشکری کرتا ہے

ملفوظ ۲۳۸۔ فرمایا انسان موجود کا شکر نہیں کرتا۔ مفقود پر نظر کر کے ناشکری کرتا ہے۔

وارد کے خلاف کرنے سے تکوینی سزا

ملفوظ ۲۳۹۔ فرمایا جو واردات کا اتباع نہ کرے تو اس کو کچھ نہ کچھ دنیا کا ضرر ہوتا ہے۔ آخرت کا نہیں ہوتا۔ وارد کے عدم اتباع پر اس قسم کی تکوینی سزا ہو جاتی ہے اور وجہ اس سزا کی غور سے کام نہ لینا ہے۔ ملامت اس پر ہوتی ہے کہ واقعہ میں تحقیق اور احتیاط کیوں نہیں کی۔ اس طریق میں بہت ہی دقیق دقیق باتیں پیش آتی ہیں۔

طبیعت کا مذاق

ملفوظ ۲۴۰۔ فرمایا تصنیف اعمال متعدیہ میں سے ہے اور ذکر اعمال لازمہ میں سے عقل تو اعمال متعدیہ کو ہی ترجیح دیتی ہے مگر طبیعت کا مذاق اعمال لازمہ کو ترجیح دیتا ہے۔

شکایت حکایت سننے سے طریق احتراز

فرمایا کسی کی شکایت حکایت سننے سے احتراز اس طرح ہو کہ کسی بہانہ سے وہاں سے اٹھ جانا چاہئے اور قصداً فی الفور اور کوئی مباح تذکرہ شروع کیا جائے۔ تاکہ وہ قطع ہو جائے۔

غیر محرم کو دیکھنے میں فریب نفس

ملفوظ ۲۴۲۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی غیر محرم کو دیکھنے کا زیادہ تقاضا قلب میں ہو اس کو ہم ایک دفعہ پیٹ بھر کر دیکھ لیں تو تسکین ہو جائے گی یہ محض غلط ہے۔ وہ تسکین عارضی اس سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ قعر قلب میں جا کر زیادہ متمکن ہوتا ہے۔ اس لئے محسوس نہیں ہوتا اور تسکین کا شبہ پڑتا ہے۔ قصداً اس کا تصور کرنا اور اس سے متلذذ ہونا سم قاتل و رہزن دین ہے۔ حدیث میں ہے۔ النظر سهم من سهام ابلیس (بدنظری ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے) (النور ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ)

درستی اخلاق کی ضرورت

ملفوظ ۲۴۳۔ یاد رکھو کہ بغیر اخلاق کے درست ہوئے عبادت اور وظیفہ کچھ کار آمد نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلانی عورت عبادت کرتی ہے راتوں کو جاگتی ہے۔ لیکن اپنے ہمسایوں کو ستاتی ہے فرمایا هي في النار۔ اخلاق اگر خراب ہوئے تو اس کا ضرر دوسروں کو پہنچے گا یہ حق العبد ہے۔ (اصلاح النساء ص ۱۶)

امراء سے مل کر ثابت قدم رہنا مجاہدہ ہے

ملفوظ ۲۴۴۔ فرمایا امراء سے ملنا اور ثابت قدم رہنا بڑے قوی آدمی کا کام ہے۔ جو عالم حق گو ہو اور مغلوب نہ ہوتا ہو وہ اگر امراء کے یہاں جائے اور حق بات کہے وہ مجاہدہ ہے۔

ارشاد ماموں امداد علی صاحب مرحوم

ملفوظ ۲۴۵۔ فرمایا میں نے اپنے ماموں امداد علی صاحب سے چلتے وقت عرض کیا تھا کہ مجھ کو یاد رکھئے فرمایا میرے یاد رکھنے سے تم کو فائدہ نہیں۔ تم خود بھی مجھ کو یاد رکھنا کہ یہ مفید ہوگا۔

رضا و عبدیت کے قصد کی ضرورت

ملفوظ ۲۴۶۔ افضل طریقہ یہ ہے کہ تم عبدیت اختیار کرو اور تقدم و فضیلت کا وسوسہ بھی دل میں نہ لاؤ۔ بلکہ اپنے کو سب سے کم تر و بدتر سمجھو۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ طلب جاہ عند الخلق تو مذموم ہے ہی۔ طلب جاہ عند الخالق بھی مذموم ہے۔ یعنی اس کی بھی طلب نہ کرو کہ تم خدا کے نزدیک سب سے افضل بن جاؤ۔ بلکہ محض رضا و عبدیت کا قصد کرو۔

فرمایا یہ تو حضرت حاجی صاحب کا ارشاد ہے اور اس کی میرے ذہن میں مثال آئی ہے۔ جس سے اس مضمون کی بابت پورا شرح صدر ہو گیا ہے وہ یہ ایک معشوق فرض کیجئے کہ جو دنیا بھر کے حسینوں سے بڑھ کر حسین و جمیل ہو اور اسکے مقابلہ ایک اس کا عاشق تصور کیجئے۔ جس سے بڑھ کر دنیا بھر میں کوئی بدشکل اور بھونڈی صورت کا نہ ہو۔ یعنی جو اندھا' لنجا' گنجا' کھدرہ' ہر طرح بھنڈی بھانت کا ناک بھی پچکی ہوئی۔ ہونٹ بھی موٹے موٹے دانت باہر کو نکلے ہوئے۔ کالا بھجنگ' چیچک کے گہرے گہرے داغ چہرہ پر' غرض کوئی عیب نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔ اب ایسا شخص اگر عمل حب کا کراتا پھرے کہ کسی طرح اس کا حسین و جمیل معشوق خود اس کے اوپر عاشق ہو جائے تو کیا لوگ اس کو پاگل نہ سمجھیں گے اور کیا اس کی اس آرزو کو خلل دماغ ہی نہ بتلائیں گے اس سے کہیں بڑھ کر تفاوت حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی شان اور ایک بندہ کی شان میں ہے۔

دور حاضر میں زمانہ سلف جیسی برکت نہیں

ملفوظ ۲۴۷۔ ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ زمانہ سلف میں کتب زیادہ نہ تھیں لیکن علوم زیادہ تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب زمانہ کی وجہ سے برکت زیادہ تھی۔ خیر کا غلبہ تھا۔ حافظے قوی تھے۔ نور ایمان زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ نیز علوم میں ترقی و برکت تقویٰ سے بھی ہوتی ہے اور اس زمانہ میں کتب زیادہ ہیں مگر نہ وہ علوم ہیں نہ وہ فنون نہ وہ برکت۔ بلکہ اب تو اکثر جہل کا نام علم رکھ لیا گیا ہے اور جہل ہی کے سبب سے تو یہ ہو گیا ہے کہ متقدمین اور اکابر پر ہر شخص اعتراض کرنے کو تیار ہے اور بزرگان سلف پر

بدنیتی سے اعتراض کرنا بڑی خطرناک بات ہے۔ یہ میں نے اس لئے کہا کہ نیک نیتی سے اگر اختلاف کا درجہ ہو وہ اس سے مستثنٰی ہے کیونکہ ایسا اختلاف تو ہر زمانہ میں ہوتا ہوا آیا ہے۔

ادب ظاہری و باطنی

ملفوظ ۲۴۸۔ طالب طریق تصوف کو چاہئے کہ ادب ظاہری و باطنی کو نگاہ رکھے۔ ادب ظاہر یہ ہے کہ خلق کے ساتھ بحسن ادب وکمال تواضع و اخلاق پیش آئے اور ادب باطنی یہ ہے کہ تمام اوقات و احوال و مقامات میں باحق سبحانہ رہے۔ حسن ادب ظاہر سرنامہ ادب باطن کا ہے اور حسن ادب ترجمان عقل ہے۔ بلکہ **التصوف کله ادب**۔ دیکھو حق تعالیٰ اہل ادب کی بزرگی کی مدح فرماتے ہیں۔ **ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ واجر عظیم (پ۲۶)** (بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کیلئے خاص کر دیا ہے ان لوگوں کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے) جو کوئی کہ ادب سے محروم ہے وہ تمام خیرات ومبرات سے محروم ہے اور جو کہ محروم از ادب ہے وہ قرب حق سے بھی محروم ہے

از ادب پرنور گشت است ایں فلک   وز ادب معصوم پاک آمد ملک

(آسمان کا پرنور ہونا کہ اس میں سورج چاند ستارے نورانی موجود ہیں اور فرشتوں کا معصوم اور پاک ہونا ادب ہی کی وجہ سے ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا ادب

ملفوظ ۲۴۹۔ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بڑی شان ہے۔ عارفین کاملین وہاں تو کامل ادب کیوں نہ کرتے۔ عارفین نے ان اللہ والوں کا بھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ بڑا ادب کیا۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ سے کسی نے سوال کیا کہ اسود افضل ہیں یا علقمہ۔ فرمایا ہمارا منہ تو اس قابل بھی نہیں کہ ہم ان حضرات کا نام بھی لیں نہ کہ فضیلت کا فیصلہ کریں۔ ہم تو ان کے نام لینے کے بھی قابل نہیں

؎ ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

(میں ہزاروں مرتبہ اپنا منہ مشک اور گلاب سے دھوؤں اور اس کے بعد آپ کا نام لوں پھر بھی بے ادبی ہے)

آج کل کا اعتقاد

ملفوظ ۲۵۰۔ فرمایا آج کل لوگوں کے اعتقاد کا مدار حب فی اللہ نہیں ہے بلکہ اپنے اغراض ہیں جب تک اغراض پوری ہوتی رہتی ہیں دوستی ہے ورنہ ختم۔ محض الفاظ اعتقاد یاد کر لئے ہیں اور زبانی محبت کا دعویٰ کرنا سیکھ لیا ہے مگر ان چیزوں کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

دو چیزیں طالب کیلئے راہزن ہیں

ملفوظ ۲۵۱۔ ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میں خیر خواہی سے عرض کرتا ہوں سب سن لیں۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس طریق میں دو چیزیں طالب کیلئے راہزن اور سم قاتل ہیں ایک تاویل اپنی غلطی کی اور دوسرے اپنے معلم پر اعتراض۔

گستاخی بڑی خطرناک چیز ہے

ملفوظ ۲۵۲۔ فرمایا کہ شیخ کے ساتھ گستاخی سے پیش آنے والا برکات باطنی سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ شیخ کیساتھ جو نسبت ہے کیا وہ بھی قطع ہو جاتی ہے فرمایا ہاں شیخ کے ساتھ جو نسبت ہے وہ بھی قطع ہو جاتی ہے گستاخی بڑی خطرناک چیز ہے۔ گو معصیت نہیں ہے۔ مگر خاص اثر اس کا معصیت سے بھی زیادہ ہے۔ اس طریق میں سب کوتاہیوں کا تحمل ہو جاتا ہے مگر اعتراض و گستاخی کا نہیں ہوتا۔

؎ ہر کہ گستاخی کند اندر طریق گردد اندر وادیٔ حسرت غریق
ہر کہ بے باکی کند در راہ دوست رہزن مردان شد و نا مرد اوست

(جو شخص راہ طریق میں گستاخی کرتا ہے وہ حسرت کے گڑھے میں غرق ہو جاتا ہے جو شخص دوست (شیخ) کے راستہ میں گستاخی اختیار کرتا ہے وہ مردوں میں ڈاکو اور نامراد بن جاتا ہے) اس طریق میں شیخ کے ساتھ نہایت عقیدت کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا رومیؒ اللہ والوں کے ادب کے متعلق فرماتے ہیں۔

؂ بے ادب گفتن سخن با خاص حق — دل بمیر اند سیہ دارد ورق

(جو حق سبحانہ وتعالیٰ کی شان میں گستاخی کے کلمات کہتا ہے۔ اس کا دل مر جاتا ہے اور نامہ اعمال سیاہ ہو جاتے ہیں)

اللہ تعالیٰ کا ادب تو بڑی چیز ہے۔

طرق العشق کلھا آداب — ادبوا النفس لھا الاصحاب

واقعی ادب کی سالکین کیلئے سخت ضرورت ہے۔ اس کا بڑا اہتمام چاہئے اور ہر وقت نگہداشت رکھنی چاہئے کہ کوئی کلمہ بے ادبی کا زبان سے نہ نکل جائے ورنہ بعض اوقات اس کے بڑے برے نتائج ہوتے ہیں۔

ادب وہ چیز ہے کہ ایک شخص حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے زمانہ میں تھا۔ وہ انتقال کر گیا۔ کسی نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت صرف ایک ایسے عمل پر فرمادی جس کو میں بہت ہی معمولی سمجھتا تھا وہ یہ ایک دفعہ میں نہر پر وضو کر رہا تھا کہ حضرت احمد بن حنبلؒ آئے اور میری پائین میں وضو کرنے بیٹھ گئے۔ اس طرح کہ میرے سامنے کا پانی ان کی طرف سے گزرتا تھا مجھے خیال ہوا کہ میرا مستعمل پانی ان کے استعمال میں نہ آنا چاہئے۔ یہ بے ادبی ہے۔ لہٰذا میں وہاں سے اٹھ کر ان کے پائین میں جا بیٹھا بس اسی عمل پر میری مغفرت ہو گئی کہ ہمارے مقبول بندے کا ادب کیا۔ تو دیکھئے اتنی قدر ہے وہاں ادب کی یہ بھی کوئی بڑا بھاری کام تھا لیکن چونکہ اس میں ادب تھا اس لئے اس قدر مقبول ہوا۔

بدوران کلام فرمایا کہ صوفیہ میں سے بعض کی طبیعتیں آزاد ہوتی ہیں اور بعض میں ادب کا غلبہ ہوتا ہے۔ مولانا رومیؒ ان کی اس لفظی بے ادبی کا بھی عذر بیان فرماتے ہیں۔

؂ گفتگوئے عاشقاں در کار رب — جوشش عشقست نے ترک ادب

؂ بے ادب تر نیست زو کس در جہاں — با ادب تر نیست زو کس درنہاں

(عاشقین کا خدا تعالیٰ کی شان میں جوش اور غلبہ حال میں کوئی کلمہ بظاہر خلاف شان

ملفوظات حکیم الامت۔ جلد ۱۵۔ ۱۷

نکال دینا بے ادبی نہیں ہے دنیا میں اس سے زیادہ بے ادب کوئی نہیں۔ لیکن باطنی طور پر ان سے زیادہ باادب کوئی نہیں ہے)

یعنی باطن میں تو باادب ہیں علانیہ بے ادب ہیں کہ ان کے الفاظ ذرا بے ٹھکانے ہوتے ہیں

؎ از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد   بلکہ آتش در ہماں آفاق زد
ہی کہ گستاخی کند اندر طریق   باشد اندر لجہ حیرت غریق
بے ادب را اندریں راہ بار نیست   جائے او بر دار شد در دار نیست

(ترجمہ اشعار: ہم خدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب اللہ کے فضل سے محروم رہ جاتا ہے بے ادب خود ہی برا نہیں رہتا۔ تمام دنیا میں بے ادبی کی آگ لگا دیتا ہے جو شخص راہ سلوک میں گستاخی کرتا ہے۔ حسرت کے گڑھے میں غرق رہتا ہے۔ بے ادب اندر سے عمر نہیں رکھتا۔ اوپر سے خواہ کس قدر بوجھ والا ہو اندر سے خالی ہوتا ہے)

دوسرے کے ساتھ بھی گستاخی ناگوار گزرتی ہے

ملفوظ ۲۵۳۔ بسلسلہ گفتگو فرمایا کہ کوئی دوسرے کے ساتھ بھی کسی قسم کی گستاخی کرے تو وہ مجھے ویسا ہی ناگوار ہوتا ہے۔ جیسا اپنے ساتھ گستاخی کا برتاؤ کرتا ہے۔ لوگوں میں اعتدال نہیں یا تو تکلف و تصنع ہوگا۔ یا اگر سادگی و بے تکلفی ہوئی تو گستاخی کی حد تک۔ بس وہ حال ہے کہ جس کو مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے۔

؎ چوں گرسنہ مے شوی سگ میشوی   چوں کہ خوردی تند و بدرگ میشوی

(جب بھوکا ہوتا ہے کتا بن جاتا ہے اور جب سیر ہوتا ہے تو سخت مزاج اور بد اخلاق بن جاتا ہے)

وضع میں ضرورت اعتدال

ملفوظ ۲۵۴۔ فرمایا کہ میں نہ تکبر کو پسند کرتا ہوں اور نہ ایسی تواضع کو جس میں ذلت ہو۔ یہاں نہ متکبروں کا گزر ہے اور نہ ایسے متواضع کو جگہ ملتی ہے جو ذلت کا درجہ اختیار کرے یا اس نیت سے تواضع اختیار کرنا کہ جس سے بے نفس ہونے کی شہرت ہو۔ یہ بھی تکبر کا ایک شعبہ

ہے۔ ہر چیز میں اعتدال کی ضرورت ہے۔ جس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ نہ ایسی وضع رکھے کہ کبر کی شکل ہو اور نہ تواضع کی شکل تکلف سے بنائی جائے بس بے تکلفی جو فطری عادت ہو اس پر عمل کرے۔ اس میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں گی۔ نہ کبر نہ مصنوعی تواضع۔ ورنہ جس صورت میں تکلف ہو گا اسی میں حد سے تجاوز ہو جائے گا۔

تواضع عقل کی علامت ہے

ملفوظ ۲۵۵۔ فرمایا کبر و عجب حماقت و جہالت سے پیدا ہوتا ہے عاقل کبھی متکبر نہیں ہوتا۔ تواضع عقل کی علامت ہے۔ عاقل ہمیشہ متواضع ہوتا ہے اور میرا تعلق متواضعین ہی سے ہے۔ متکبرین سے میرا دل نہیں ملتا۔ گو وضعداری سے ملوں۔

ترک تعلقات غیر ضروریہ میں راحت ہے

ملفوظ ۲۵۶۔ فرمایا تعلقات خود ہی فی نفسہ ایسی چیز ہیں کہ ان میں پڑنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ پریشان اور محروم ہی رہتا ہے نہ کہ جب دین کو اس کا ذریعہ بنایا جائے اور میں تعلقات واجبہ اور ضروریہ کو منع نہیں کرتا تعلقات غیر ضروریہ کو منع کرتا ہوں اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی راحت و آرام کی زندگی بسر کرنا چاہے تو میرا مسلک اور مشرب اختیار کرے اور وہ ترک اور فناء تجویزات ہے یعنی ترک تعلقات غیر ضروریہ۔ مگر لوگوں کو چین سے بیٹھے ہوئے خواہ مخواہ ایسی ہی سوجھتی ہیں کہ اس سے دوستی کر لی اس سے جان پہچان نکال لی۔ اس سے تعلقات پیدا کر لئے معلوم بھی ہے کہ اس راہ میں یہ چیزیں سخت رہزن ہیں اور فضول اور عبث سے ہمیشہ اجتناب کی ضرورت ہے۔

دنیا کی مثال

ملفوظ ۲۵۷۔ فرمایا دنیا کی مثال ریل کی سی ہے۔ دیکھو ریل میں مسافروں میں لڑائی تو ہوتی ہے مگر یہ نہیں ہوتا کہ اپنے سفر کے سامان کو چھوڑ کر کسی سے الجھنے لگیں۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ اس سے سفر کھوٹا ہوتا ہے مگر اس طرح دنیا کے فضول قصوں میں بھی کسی نے سوچا ہے کہ ان میں پھنسنے سے آخرت کا سفر کھوٹا ہو گا۔

برکات مثنوی

ملفوظ ٢٥٨۔ فرمایا کہ مثنوی شریف ایک برکت کی کتاب ہے اس کا خواندن صرف خواندن ہی نہیں رہتا بلکہ عمل کے درجے تک پہنچ جاتا ہے اس شعر کا یہی محل ہے۔

؎ ہر کہ خواند مثنوی را صبح و شام　　آتش دوزخ بود بروے حرام

(جو شخص صبح و شام مثنوی کو پڑھا کرے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو)

کیونکہ اسکو پڑھ کر توفیق عمل پیدا ہوگی اور عمل کے بعد ان شاء اللہ آتش دوزخ حرام ہو جائیگی۔

کلید مثنوی افضل ترین شرح ہے

ملفوظ ٢٥٩۔ ایک سلسلہ کلام میں مثنوی شریف کی شرح کلید مثنوی کے مفید ہونے کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ کلید مثنوی اول بار مولوی انعام اللہ صاحب مطبع نے چھاپی تھی۔ ان میں تحقیق کی ایک خاص شان تھی بلکہ وہی تھے چونکہ کتب فروش تھے۔ قبل چھاپنے کے اس کو خوب نظر تنقیح سے دیکھا اور دوسری شرحوں کو بھی دیکھ کر ان سے مقابلہ کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے اچھی شرح موجود ہو اور اس کی بکری نہ ہو۔ کہتے تھے کہ میں نے مقابلہ کر کے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کوئی شرح اس سے افضل نہیں اور اس کی اطلاع طبع کے بعد کی۔

تفسیر بیان القرآن لکھنے کا نفع

ملفوظ ٢٦٠۔ فرمایا جس زمانہ میں میں نے تفسیر بیان القرآن لکھی ہے تو ایک جنٹ انگریز نے نہایت اشتیاق کے ساتھ ملاقات کی اور پوچھا کہ اس کی تصنیف میں تم کو کس قدر روپیہ ملا۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں۔ اس نے کہا تصنیف سے پھر کیا فائدہ ہوا۔ میں نے کہا کہ دنیا میں تو یہ کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو نفع ہوگا اور آخرت میں یہ کہ مالک حقیقی خوش ہوں گے پھر وہ خاموش ہو گیا۔

ایک دھریہ کا مثنوی پڑھ کر مسلمان ہونا

ملفوظ ٢٦١۔ فرمایا کہ ایک فلسفی نے خط میں لکھا ہے کہ پہلے میں دھری تھا۔ صرف مثنوی کی برکت سے مسلمان ہوا اور میں مثنوی کو اچھی طرح سمجھا بھی نہیں دیکھئے ہم تو معتقد ہیں۔

مگر یہ شخص معتقد بھی نہ تھا۔ مثنوی میں بڑی برکت ہے اور کیوں نہ ہو وہ فیض کہاں کا ہے۔

؎ نیاوردم از خانہ چیزے نخست　　　تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست

حضرت عارف شیرازیؒ کا کلام عاشقانہ ہے

ملفوظ ۲۶۲۔ فرمایا کہ حضرت عارف شیرازی کے کلام میں حظ اور اثر بہت ہے کیونکہ ان کا کلام عاشقانہ ہوتا ہے اور حضرت شیخ سعدیؒ کا کلام حکیمانہ ہوتا ہے اس میں علوم اور مسائل بہت ہوتے ہیں۔

حضرت حافظ نے بھی حضرت سعدی کو استاد مانا ہے فرماتے ہیں۔

؎ استاد غزل سعدی ست پیش ہمہ کس اما　　　دارد سخن حافظ طرز سخن خواجو

اعتقاد میں سب کے ساتھ نیک گمان رکھے

ملفوظ ۲۶۳۔ ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ اعتقاد تو سب کے ساتھ نیک رکھے۔ لیکن معاملہ سب کے ساتھ اختیار کا رکھے۔ اعتقاد میں بدگمان نہ ہو معاملہ میں بدگمان ہو۔ مثلاً بلا اطمینان کامل کے قرض نہ دے۔ محرم راز نہ بنائے کوئی خدمت سپرد نہ کرے۔ معاملہ تو ایسا کرے باقی اعتقاد یہی رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے اور یہ جو قول مشہور ہے۔ الحزم سوء الظن وہ بھی معاملہ کے متعلق ہے کہ احتیاط اسی میں ہے کہ معاملہ ایسا کرے جیسے کوئی بدگمان معاملہ کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعتقاد میں بھی بدگمانی ہو۔ اعتقاد کے درجہ میں تو نیک گمان رکھے۔ لیکن معاملہ احتیاط ہی کا کرے۔ گو بعض صوفیوں نے اس قول کے یہ معنی لگائے ہیں کہ الحزم سوء الظن ای بنفسہ یعنی احتیاط یہ ہے کہ اپنے ساتھ سوء الظن رکھے لیکن درحقیقت یہاں سوء الظن بغیرہ ہے اور اس میں وہی تفصیل ہے جو میں نے ابھی بیان کی۔

اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے

ملفوظ ۲۶۴۔ ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ آپ مناسب اور غیر مناسب ہی کو لئے پھرتے ہیں میں تو اس زمانہ میں اہل اللہ کی صحبت کو فرض عین کہتا ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں کہ اس زمانہ میں اہل اللہ اور خاصان کی صحبت اور ان سے تعلق

رکھنا فرض عین ہے۔ اس لئے کہ ایمان کی سلامتی کا جو ذریعہ ہوگا۔ اس کے فرض عین ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہوسکتا ہے اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ آج کل ایمان کی سلامتی کا ذریعہ صرف اہل اللہ کی صحبت ہے۔ اس تعلق کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ کوئی جادو اثر نہیں کرتا۔

زمانہ ہمارے تابع ہے

ملفوظ ۲۶۵۔ فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ بدل گیا ہے تم بھی بدل جاؤ بھائی ہم سے تو بدلا جاتا نہیں۔ تمہیں اختیار ہے کسی نے کہا۔

؎ زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز　　زمانہ بدل گیا تو تو بھی بدل جا
لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں　　زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ مساز

اور زمانہ کیا بدلتا اگر درحقیقت دیکھا جائے تو زمانہ ہمارے تابع ہے ہم ہی تو زمانہ کو بدلتے ہیں۔ زمانہ بے چارہ ہمیں کیا بدلے گا جب ہم اپنے آپ کو بدل دیتے ہیں۔ تب ہی زمانہ بدلتا ہے۔ زمانہ ہم علیحدہ کوئی چیز تھوڑا ہی ہے تو جب ہم زمانہ کو خود بدل سکتے ہیں تو ہم اس کو محفوظ بھی رکھ سکتے ہیں۔ یہ اکبر حسین جج الہ آبادی کا نکتہ ہے۔

خیر الافادات

جمع فرمودہ:

عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشہور شعر' کفر گیرد کاملے ملت شود

اس شعر پر فرمایا

کفر گیرد کاملے ملت شود ہر چہ گیرد علتی علت شود

(یعنی کاملا اگر کفر اختیار کرے ملت ہو جائے اور کچھ علتی اختیار کرے علت ہو جائے)

دیکھو حضرت عمارؓ نے بحالت اکراہ کلمہ کفر کہا تھا۔ **الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان** (مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو) اس پر آیت نازل ہوئی اور منافق نے آمنا کہا اس کی وجہ سے **ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار** (بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے) کی خبر دی گئی۔

چاندی پر زکوٰۃ

ملفوظ ۲۔ فرمایا چاندی کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ فی سینکڑہ جو اڑھائی روپے واجب ہوئی ہے بعینہ وہ دیدے یا اس کی قیمت بازار میں لگا کر کوئی دوسری جنس مثلاً پیسے یا غلہ وغیرہ دیدے۔ البتہ سونے کی قیمت جتنی بنتی ہے اس کے آگے قیمت لگا کر دوسری جنس سے تبادلہ کرنا جائز نہیں۔ مثلاً سونے کی قیمت سو روپیہ ہو تو عا زکوٰۃ دیدے یا اس کی کوئی دوسری چیز دیدے۔ یہ تو جائز ہے اور یہ جائز نہیں کہ عا کا نرخ دریافت کر کے جتنی قیمت ہوتی ہے اس کی کوئی چیز خرید کر دیدے۔

پراویڈنٹ فنڈ کی رقم پر زکوٰۃ واجب نہیں

ملفوظ ۳۔ فرمایا ملازمین اور سکول کے ماسٹروں سے جو حصہ تنخواہ میں سے ڈسٹرکٹ بورڈ ہر مہینہ میں کاٹ کر تنخواہ دیتا ہے اور ختم ملازمت پر جمع شدہ رقم بقیہ تنخواہ کی مع زائد سود کے ملازم کو دی جاتی ہے اس ضبط کردہ مقدار تنخواہ کی بھی زکوٰۃ دینی ہر سال بذمہ ملازم ضروری ہے بشرطیکہ صاحب نصاب ہو۔ (پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کے مسائل کے بارے میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ نے مفصل، مدلل اور جامع رسالہ لکھا ہے۔ ملازمین سرکار کو اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے) البتہ جو سود اس کو ملنے والا ہے اس کا لینا ملازم کو جائز ہے اور اس کی زکوٰۃ وصول سے قبل کی دینی واجب نہیں۔ جائز اس لئے کہ وہ تو از قسم عطیہ سرکار ہے گو اس کا نام کچھ رکھیں کیونکہ العبرۃ للمعانی للالفاظ (معانی کی تفسیر الفاظ کی طرح ہوتی ہے)

اوقات خاص میں اپنے مخصوصین کا یاد آنا

ملفوظ ۴۔ فرمایا یہ جو مشہور ہے کہ کاملین کو اوقات خاص میں کوئی اپنا یاد نہیں آیا کرتا یہ غلط ہے۔ بلکہ ان کو اپنے ایسے وقت میں زیادہ یاد آیا کرتے ہیں۔ دیکھو بروایت سیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں وعلی عباد اللہ الصالحین (اور سلامتی ہو اللہ کے نیک بندوں پر) فرما کر ساری امت صالحہ کو یاد کیا حالانکہ وہ مقام اخص الاوقات تھا۔

ترقی کے اندازہ کا معیار

ملفوظ ۵۔ فرمایا روزانہ ترقی کا اندازہ کرنا کہ ترقی ہوئی یا نہیں یہ نازیبا (نامناسب) ہے ایسا نہ کرنا چاہئے بلکہ پانچ سال کے بعد دیکھو اگر پھر بھی ترقی نہ ہوئی ہو تو اس شیخ کو چھوڑ کر دوسرا شیخ اختیار کر لو۔

مدار اتحاد صرف اعتصام بحبل اللہ ہے

فرمایا ۶۔ فرمایا لوگ مال کی فراوانی سے اتحاد و اتفاق پیدا کرنا چاہتے ہیں یہ تدبیر صحیح نہیں۔ دیکھو قرآن مجید میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

مخاطب فرما کر لوا انفقت مافی الارض جمیعا ماالفت بین قلوبھم (اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ ہوتا لیکن اللہ ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کر دیا) (۱) مال روئے زمین کا (۲) تدبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور (۳) اتفاق اپنے موقعہ میں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موقعہ ہی میں صرف فرمائیں گے مگر پھر بھی فرماتے ہیں۔ ماا لفت بین قلوبھم بلکہ مدار صرف ایک ہے اور وہ اعتصام بحبل اللہ (اللہ کی رسی مضبوط پکڑنا) ہے فرماتے ہیں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا (اور مضبوط پکڑے رکھو اللہ تعالیٰ کو اس طور پر کہ باہم سب متحد رہو) اس آیت میں وہ حکم محبل اللہ ہے جو شخص بھی معتصم بحبل اللہ ہے جو دوسروں کو اس کے ساتھ ملنا واجب ہوگا قلت وکثرت کا کوئی اعتبار نہیں۔ جمیعا بمعنی کل واحد ہے۔

اختلاف بدوں بغض فی اللہ کی مغفرت کب تک معلق رہتی ہے

ملفوظ ۷۔ فرمایا وہ اختلاف جس کی بنیاد بغض فی اللہ (ایسی دشمنی جو اللہ کیلئے ہو) نہ ہو اس کی مغفرت مصالحت (صلح) تک معلق (لٹکی) رہتی ہے۔

عہد نصرت بوجہ مظلوم ہونے کے ہے

ملفوظ ۸۔ فرمایا فلا یسرف فی القتل (سو اس کو قتل کے بارہ میں حد (شرع) سے تجاوز نہ کرنا چاہئے) کے بعد انہ کان منصوراً (وہ شخص طرف داری کے قابل ہے) فرمانے میں اشارہ ہے کہ عہد نصرت (مدد کا وعدہ) بوجہ مظلوم ہونے کے ہے۔ اس میں ترغیب ہے کہ تم اسراف سے عہد نصرت کو ضائع مت کرو۔

معاملات تحریک حاضرہ غیر اجتہادی ہیں

ملفوظ ۹۔ فرمایا معاملات تحریک حاضرہ میرے نزدیک غیر اجتہادی ہیں اور جن کے نزدیک اجتہادی ہیں اور وہ بوجہ اجتہاد شامل ہوئے ہیں۔ جب تک ان پر حق واضح نہ ہو تو وہ معذور ہیں۔

عورتوں کی اخبار بینی کی مذمت

ملفوظ ۱۰۔ عورتوں کی اخبار بینی کی مذمت میں فرمایا کہ عورت کی تو صفت ہے کہ وہ ملکی

احوال سے بے خبر ہو۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: **ان الذین یرمون المحصنت الغفلت** (جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاک دامن ہیں (اور) ایسی باتیں کرنے سے بے خبر ہیں) جغرافیہ و تاریخ کی تعلیم عورتوں کو دینے کا تو ضرر بھی ہے کہ ان کو مفرور ہونے میں سہولت ہوگی۔ کیونکہ پتہ ہوگا کہ جنکشن کہاں کہاں ہیں۔

غزوات میں پردہ شکنی کیلئے فتویٰ جواز

ملفوظ ۱۱۔ فرمایا بعض لوگوں نے پردہ شکنی کے استدلال میں یہ کہا ہے کہ عورتیں غزوات میں جایا کرتی تھیں اور تداوی جرحی (زخموں کا علاج) کیا کرتی تھیں اس کے جواب میں فرمایا۔ جب ایسا وقت آجائے گا تو ہم فتویٰ جواز دیدیں گے۔

صحابیت کی وصف سب معاصی کیلئے ماحی ہے

ملفوظ ۱۲۔ فرمایا صرف صحابیت کی وصف سب معاصی (گناہ) کیلئے ماحی (مٹانے والی) ہے کیونکہ حدیث: **لایمس النار من رانی اور الصحابة کلهم عدول** (صحابہ سب کے سب عادل تھے) کلیہ ہے بدون استثناء کے۔

سزا اور معذرت میں فرق

ملفوظ ۱۳۔ فرمایا حدود ساتر ہیں کما قال الامام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیونکہ حد سرقہ کے بیان میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں **فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله یتوب علیه. ان الله غفور رحیم** (پھر جو شخص توبہ کرے اپنی اس زیادتی کرنے کے بعد اور اعمال درستی رکھے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرمائیں گے بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت فرماتے ہیں) پھر فرمایا: سزا اور چیز ہے اور معذرت اور چیز ہے سزا دینے سے دل ٹھنڈا نہیں ہوتا بلکہ اگر سزا دیتے وقت وہ آدمی توبہ نہ کرے تو سزا دینے والے حاکم کو اور اشتعال ہوتا ہے۔ ہاں دل تو معذرت کرنے ہی سے ٹھنڈا ہوتا ہے۔ جیسے استاد لڑکوں کو شرارت پر سزا دیتا ہے مگر اصلی غصہ معذرت سے جاتا ہے بلکہ طبعی رنج و غصہ تو اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ معذرت کا عملی اثر نہ دیکھ لے۔

نماز میں وساوس کا ایک علاج

ملفوظ ۱۴۔ فرمایا جب نماز میں وساوس وخیالات آئیں تو فوراً تصور کرے کہ یہ بھی تو خالق کی طرف سے ہیں۔

بیعت کیلئے مناسبت کی ضرورت

ملفوظ ۱۵۔ فرمایا بیعت کیلئے صرف طلب اور مناسبت کی ضرورت ہے کثرت عبادات و اعمال کی ضرورت نہیں۔

احادیث صلوٰۃ اللیل میں لطیف تطبیق

ملفوظ ۱۶۔ فرمایا حدیث ماکان یزید علی احدی عشرۃ رکعۃ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ گیارہ رکعت پر زیادہ نہ کرتے تھے) بظاہر باقی روایات کے خلاف اور متعارض (مزاحم) ہے جن میں کم وبیش رکعات صلوۃ لیل کا ذکر ہے۔ اس کی نہایت لطیف تطبیق ارشاد فرمائی کہ اس حدیث میں عدم استمرار زیادت (ہمیشہ زیادہ نہ ہوتا) یعنی سلب ودوام کلی ہے نہ دوام السلب الکلی اب کوئی تعارض نہیں۔

باطن کی مقصودیت بھی احکام ظاہرہ کے قالب کے ساتھ ہے

ملفوظ ۱۷۔ فرمایا باطن کی مقصودیت بھی اسی احکام ظاہرہ کے قالب کے ساتھ ہے نہ دوسرے کسی جسم میں۔

وساوس کی طرف التفات نہ کرنا چاہئے

ملفوظ ۱۸۔ وساوس کے متعلق فرمایا: ان کی طرف کسی غرض سے بھی التفات نہ کرنا چاہئے نہ جلباً (کھینچنا) نہ سلباً (دور کرنا) جیسے بجلی کی تار کو خواہ جلب کی غرض سے ہاتھ لگاؤ خواہ دفع کی غرض سے بہر صورت مضر ہے۔ محض پابندی اعمال کا خیال رکھنا چاہئے۔

توبہ کے وقت استحضار ذنوب کی کوشش کریں

ملفوظ ۱۹۔ فرمایا توبہ کے وقت استحضار ذنوب قصداً نہ کرنا چاہئے ہاں جس وقت خود بخود حضور ذنوب ہو جائے تو تجدید توبہ کرلے۔ احضار کی کوشش نہ کرے۔

ظریف آدمی کا نفس مردہ ہوتا ہے

ملفوظ ۲۰۔ فرمایا ظریف آدمی کا نفس مردہ اور روح زندہ ہوتی ہے۔

طالب لذت ہونا سخت غلطی ہے

ملفوظ ۲۱۔ فرمایا طالب لذت ہونا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ حقیقت میں مقصود درد وہی ہے۔ لذت تو اس کے تحمل کو سہل کرنے کیلئے دی جاتی ہے جیسے طبیب کڑوی دوا دہی یا بتاشے وغیرہ میں کھلاتا ہے۔ مقصود دوا ہوتی ہے' شیرینی کی لذت مقصود نہیں ہوتی' بلکہ وہ لذت بھی تلخ ہو جاتی ہے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نماز قرۃ عین (آنکھوں کی ٹھنڈک) تھی اور ساتھ ہی **له ازیز کازیز المرجل** (دیگ کے اوپر وہی تھا جو دیگ کے اندر ہوتا ہے) فرمایا ہے۔

پیر کو عالم عیب ہونا ضروری ہے

ملفوظ ۲۲۔ فرمایا پیر کو عالم غیب ہونا ضروری نہیں البتہ "عالم عیب" ہونا ضروری ہے۔

ہر شرک ممتنع عقلی ہے

ملفوظ ۲۳۔ فرمایا شریعت میں جتنی چیزیں شرک ہیں وہ سب عقلاً ممتنع (منع ہونے کے قابل) ہیں ہر شرک ممتنع عقلی ہے دون العکس اور مشرک لوگ تصرفات جزیہ (کسی جز کا تصرف) کا مشیت حق کا تعلق نہ مانتے تھے اور یہ ممتنع عقلی (جسے عقل منع کرے) ہے کیونکہ ممکن بدون ترجیح **ما به الذات** (بغیر کسی کو ترجیح دیئے) کیسے ہوسکتا ہے۔

امور اختیاریہ کا یہ مقصود اور امور غیر اختیاریہ کا مقصود ہونا

ملفوظ ۲۴۔ مقصودیت امور اختیاریہ اور غیر مقصودیت امور غیر اختیاریہ پر آیت کریمہ:

ولا تتمنوا مافضل الله به بعضكم على بعض (اور تم ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعض پر فضیلت بخشی ہے) سے استدلال فرمایا اور موافق تحریر (تحریر مسائل السلوک یہ ہے لاتتمنوا میں نہیں ہے اس سے کہ فضائل غیر اختیاریہ کے درپے ہو کہ اس سے سخت تشویش پیدا ہو جاتی ہے جو کہ توجہ الی المقصود سے مانع ہوتی ہے۔ تفسیر بیان القرآن ج ۱ ص ۱۷۲) مسائل السلوک تقریر لطیف فرمائی۔

جلد وصول الی اللہ اتباع سنت کی برکت ہے

ملفوظ ۲۵۔ منجملہ طرق جذب کے ایک طریق اتباع سنت بھی ہے۔ حضرات دیوبند میں جذب اتباع سنت کی وجہ سے ہے نہ پورے سلوک کی وجہ سے۔ اسی واسطے جلدی وصول ہو جاتا ہے۔

بدعت مجتہد فیہا میں خفی ظلمت

ملفوظ ۲۶۔ فرمایا بدعت مجتہد فیہا میں بھی خفی ظلمت ہوتی ہے۔ صاحب ادراک کو اس کا ارتکاب مضر ہے اور غیر مدرک کو مضر نہیں ہوتا۔

حضرت گنگوہی صاحبؒ کا ادب

ملفوظ ۲۷۔ فرمایا حضرت گنگوہیؒ کو بہت دب کر خط لکھا کرتا تھا بوجہ کثرت ادب کے۔

نفع تام اور نفع عام

ملفوظ ۲۸۔ فرمایا حضرت حافظ ضامن صاحبؒ اور حضرت مولانا اسماعیل شہید صاحبؒ کی تعلیم میں ''نفع تام'' تھا اور حضرت حاجی صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کی تعلیم میں ''نفع عام'' تھا۔

مقاصد میں اشق افضل ہے

ملفوظ ۲۹۔ فرمایا مقاصد میں اشق (زیادہ مشقت کا کام) افضل ہوتا ہے اور طرق میں اسہل (زیادہ آسان) افضل ہوتا ہے جیسے گرم پانی سے وضو افضل ہوگا بہ نسبت سرد کے موسم سرما میں۔

شرائع میں علت تلاش انکار نبوت کے مترادف ہے

ملفوظ ۳۰۔ فرمایا حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ شرائع میں علت تلاش کرنا مترادف انکار نبوت کے ہے کیونکہ اس شخص نے مصلحت کا اتباع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کیا۔

سختی اور نرمی دونوں طریق سے اصلاح

ملفوظ ۳۱۔ فرمایا مجھ میں سختی بھی ہے اور نرمی بھی سختی کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص شیر فروش ایک عورت پر عاشق تھا، مجھ سے قصہ بیان کرنے لگا۔ مجھ کو غصہ آیا ایک دھول ماری۔

بفضلہ اس کی بیماری عشق کی سب جاتی رہی اور نرمی کی مثال یہ ہے کہ ایک گاؤں میں ایک لڑکا کسی عورت پر عاشق ہوگیا۔ اس عورت نے پیران کلیر لے جاکر حضرت مخدومؒ کے روضہ کے سامنے عہد لیا کہ تو بے وفائی نہیں کرے گا اس کے گھر والے اس لڑکے کو خانقاہ امدادیہ میں لاتے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ تنہائی میں اس کو سمجھایا۔ اس نے عشق سے توبہ کی اور ایک مرتبہ عورت سے مل کر اپنا انقطاع (قطع تعلق کرنا) ظاہر کیا۔

سلسلہ کی دو (۲) برکات

ملفوظ ۳۲۔ فرمایا ہمارے بزرگوں کے سلسلے میں میں داخل ہونے سے دو چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ ۱۔ فہم ۔ ۲۔ زہد۔

شاہان مغلیہ کی تواضع

ملفوظ ۳۳۔ فرمایا شاہان مغلیہ کبر کیساتھ تواضع بھی رکھتے تھے چنانچہ ہاتھی کا مہاوت سوائے سید کے دوسرے کو نہ رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ دوسرے کے آگے بیٹھنے سے ہماری توہین ہوتی ہے اور سید کے آگے ہونے سے توہین نہیں ہوتی کیونکہ یہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ایک بزرگ کو سوتے میں مشاہدہ

ملفوظ ۳۴۔ فرمایا بعض لوگوں کو فضائل مقصود نہیں ہوتے بلکہ غایت تواضع کی وجہ سے صرف لذت میں رہتے ہیں ایک بزرگ کو سوتے میں مشاہدہ ہوا کرتا تھا۔ وہ صرف جمال ہی کے طالب نہ تھے۔

مقطعات کا علم

ملفوظ ۳۵۔ مقطعات کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا اقرب ہے۔

عرفاء کے تین درجے

ملفوظ ۳۶۔ فرمایا عرفاء کے تین درجے ہیں۔ ظاہر قول میں ایک صاحب قلق، تیسرے صاحب قلق اور پھر بے ضبط (حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی مدظلہم اس ملفوظ

کی شرح میں فرماتے ہیں "یہ اہل سلوک کے درجات ہیں۔ ابتدا میں قلق اپنی کوتاہی نقص اعمال پر ہوتا ہے۔ پھر مجاہدہ سے قلق رفع ہو جاتا ہے اور جذبہ طاعت غالب آ جاتا ہے۔ پھر اپنی طاعات کے نقص پر قلق ہوتا ہے۔ (مکتوب بنام احقر قریشی)

جزاً عطاء حساباً کی تفسیر

ملفوظ ۳۷۔ جزاء عطاء حسابا کی تفسیر میں فرمایا کہ جزاءً ظاہراً عطاء واقع میں حساباً باعتبار استعدادات مختلفہ (مختلف قابلیتوں کے اعتبار سے) کے۔

فتن مرفوع نہیں ہوں گے

ملفوظ ۳۸۔ فرمایا فتن مرفوع نہیں ہوں گے اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے۔ **اللھم اذا توفیتنی فتوفنی غیر مفتون** (۱) دعائے نبوی کے الفاظ یوں یاد آتے ہیں۔

اذا اردت بقوم فتنة فتوفنی غیر مفتون۔ اے اللہ! جب آپ کسی قوم کو فتنے میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائیں تو مجھے اس میں مبتلا کئے بغیر اٹھا لینا یعنی بجائے رفع فتنہ طلب کرنے کے یوں دعا کی کہ مجھ کو بحفاظت اٹھا لینا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کے علاوہ دوسری صورت متحقق ہی نہ ہوگی۔

مسکنت کی قسمیں

ملفوظ ۳۹۔ فرمایا مسکنت دو قسم پر ہے' مال میں' مزاج میں۔۔۔ اول غیر مطلوب' ثانی مطلوب' البتہ مالی مسکنت میں انہماک قبیح ہے۔ (یعنی مالی مسکنت میں ہر وقت متوجہ رہنا)

دو بازوں کے لئے جال

ملفوظ ۴۰۔ فرمایا سنا ہے کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے دو بازوں کو پھندے میں لانے کیلئے جال پھیلایا تھا یعنی مولانا محمد قاسمؒ اور مولانا گنگوہیؒ۔

کام نظم کی صورت میں زیادہ ہوتا ہے

ملفوظ ۴۱۔ فرمایا ذوق سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر کام نظم کی صورت اس سے زیادہ ہوا ہے۔

تبلیغ واصلاح نفس کی ترغیب

ملفوظ ۴۲۔ تبلیغ واصلاح نفس کی ترتیب کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر دوسرے کام کرنیوالے موجود ہوں تو اصلاح نفس فرض عین ہے اور اگر موجود نہ ہوں تو اصلاح نفس و تبلیغ دونوں جمع کرے۔

جاہ کی دو قسمیں

ملفوظ ۴۳۔ فرمایا حاجی صاحبؒ کا ملفوظ ہے کہ جاہ دو قسم پر ہے۔ مذموم عند الخلق محمود عند الخالق مشہور یہ ہے کہ اول کی طلب مذموم اور ثانی کی محمود۔۔ مگر صوفیہ کے نزدیک ثانی کی طلب بھی مذموم ہے۔ جیسے کوئی سیاہ فام عاشق اپنے حسین سے کبھی یہ درخواست نہیں کرے گا کہ تو مجھ پر عاشق ہو جا۔

سوانح عمری کی کمی بیشی کے سبب احتیاط

ملفوظ ۴۴۔ فرمایا میں نے وصیت نامہ لکھ دیا ہے کہ میری سوانح عمری نہ لکھی جائے کیونکہ اس میں کمی زیادتی بہت کر دی جاتی ہے۔ (حضرت خواجہ عزیز الحسنؒ نے ''اشرف السوانح'' کے نام حضرتؒ کی سوانح حیات' آپ کی حیات طیبہ ہی میں مرتب کر دی تھی۔ جو آپ کی نظر اصلاحی کے ساتھ چھپ بھی گئی تھی اس کے مصالح بھی خود ہی تحریر فرما دیئے تھے۔ مگر سچ یہ ہے کہ وہ سوانح عمری کم اور ''تربیت السالک'' زیادہ ہے)۔

مناسبت کا مفہوم

ملفوظ ۴۵۔ فرمایا مناسبت کے یہ معنی ہیں کہ شیخ کے فعل و عمل پر قلب پر کوئی اعتراض نہ پیدا ہو۔

دوست کی رضا بڑھانا

ملفوظ ۴۶۔ فرمایا وسوسہ کی صورت میں انقباض عن الوسوسہ سے اور زیادہ رضائے الٰہی میں ترقی ہوتی ہے کیونکہ دشمن (تنگ دلی) اختیار کرتے ہیں تو دوست کی رضا اور بڑھ جاتی ہے۔

تابعین بھی اولاد میں داخل ہیں

ملفوظ ۴۷۔ فرمایا ملة ابیکم میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین بھی اولاد میں

ملفوظات حکیم الامت - جلد ۱۵ - ۱۸

داخل ہیں اور اس کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ فرمایا **ھو سماکم المسلمین** یہاں بالاجماع خطاب عام اور ظاہر ہے کہ دونوں جگہ خطاب متحد ہونا چاہئے۔

حسن ظن محتاج دلیل نہیں ہوتا

ملفوظ ۴۸۔ فرمایا حسن ظن محتاج دلیل نہیں ہوتا بلکہ فقدان دلیل سوء ظن بعینہ دلیل حسن ظن ہے۔ دلیل میں آیت۔ **ولو لااذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسھم خیرا** (مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے آپس والوں سے نیک گمان کیوں نہ کیا) ایک مرتبہ مجھ کو اس ملازمہ میں تردد ہوا کہ **فاذلم یاتوا بالشھد شھداء فاولئک عند اللہ ھم الکذبون** (سوجس صورت میں یہ لوگ (موافق قاعدہ کے) گواہ ہیں۔ تو بس اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں) کس طرح مرتب ہوا جواب یہ سمجھ آیا کہ **فاولئک عنداللہ ای عند دین اللہ** اور **عند قانون اللہ وعند الشرع** (پس وہ اللہ کے نزدیک یعنی اللہ کے دین اور اس کے قانون اور شریعت کے نزدیک)

قبض کی حالت میں معمول ذرا قلت توجہ سے کرے

ملفوظ ۴۹۔ فرمایا قبض کی حالت میں معمول تو سابق ہی رہنے دے مگر ذرا قلت توجہ سے ادا کرے۔

سن نکاح

ملفوظ ۵۰۔ فرمایا ۱۲۹۶ھ میں شیخ محمد صاحبؒ کا انتقال ہوا اور ۱۲۹۸ھ میں میرا نکاح ہوا۔

حیثیت عقلیہ میں دوام

ملفوظ ۵۱۔ حیثیت عقلیہ میں دوام ہوتا ہے۔ قوت نہیں ہوتی اور حیثیت طبعیہ میں برعکس معاملہ ہے۔

اکثر بے اعتدالیوں کا منشاء بے فکری ہے

ملفوظ ۵۲۔ فرمایا اصل مقصود فکر ہے آج کل اکثر بے اعتدالیوں کا منشاء بے فکری ہوتی ہے۔

حضرت مولانا شیخ محمد تھانویؒ کا ایک شعر

ملفوظ ۵۳۔ فرمایا کہیں پر ایک بت خانہ کو شکست کر کے اہل اسلام نے مسجد بنائی تھی ایک ہندو شاعر نے اس کے متعلق ذیل کا شعر کہا ہے:۔

بہ بین کرامت بت خانہ مرا ای شیخ　　　　که چوں خراب شور خانہ خدا باشد

(میرے بت خانہ کی اے شیخ کرامت دیکھو جب وہ تباہ ہو جاتا تو خانہ خدا بن جاتا ہوے)

اس کی تردید مولانا شیخ محمد تھانویؒ نے ذیل میں شعر فرمایا:۔

بہ بین نجاست بت خانہ ہائے خود ای گبر　　　　کہ تا خراب نشہ خانہ خدا نشود

(اے آتش پرست اپنے بت خانہ کی ناپاکی تو دیکھ کہ جب تک وہ برباد نہیں ہو جاتا خانہ خدا نہیں بنتا)

صوفیاء عالم مادی کو عالم جسمانی کہتے ہیں

ملفوظ ۵۴۔ فرمایا۔ عندالصوفیه روح ' نفس اور نسمه (ذی روح) مترادف ہے۔ روح طبی واسطہ ہے بین الجسم والروح الذی عند المتکلمین اور الروح الذی عند المتکلمین واسطہ ہے۔ بین الروح الطلبی۔ الروح المجرد الذی عند الصوفیه (جسم اور روح کے مابین متکلمین کے نزدیک اور روح متکلمین کے نزدیک واسطہ روح طبی کے) (اور روح مجرد صوفیہ کے نزدیک۔ صوفیہ کے نزدیک عالم مجرد کو عالم امر اور عالم مادی کو عالم جسمانی کہتے ہیں۔ آیت میں جو من امر ربی آیا ہے اس کی تفسیر عالم مجرد سے غلط ہے۔ وہاں وہی مراد ہے جو انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون (جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا معمول یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے۔ ہو جا۔ پس وہ ہو جاتی ہے) میں ہے۔

علوم معاملہ اور علوم مکاشفہ کی قسمیں

ملفوظ ۵۵۔ فرمایا علوم دو قسم پر ہیں۔ (۱) علوم معاملہ' (۲) علوم مکاشفہ' علوم معاملہ جیسے تہذیب اخلاق و اصلاح اعمال' انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے اصل مقصود یہی علوم ہیں اور علوم مکاشفہ جیسے وحدة الوجود و وحدة الشهود وغیرہ نہ یہ اصل ہیں اور نہ انبیاء کی

بعثت ان کیلئے ہوئی ہے۔ ان کے لئے تو یہی غنیمت ہے کہ نصوص کے خلاف نہ ہوں ان کی تدوین (جمع کرنا) محض اس لئے ہوئی کہ ایسے واردات بعض کو پیش آئے۔

حجب نورانیہ حجب ظلمانیہ سے سخت ہیں

ملفوظ ۵۶۔ فرمایا حجب نورانیہ سخت ہیں۔ حجب ظلمانیہ سے "روزہا گر رفت گو رو باک نیست" (یعنی ایام تلف ہونے پر حسرت نہ کرنا چاہئے) میں "روزہا" کی تفسیر بھی یہی واردات وحالات ہیں۔

صوفی کون ہے

ملفوظ ۵۷۔ فرمایا صوفی کی تعریف یہ ہے "وہ عالم باعمل جس کا ظاہر و باطن شریعت کے موافق ہو"۔

کسی گناہ کو صغیرہ نہ سمجھو

ملفوظ ۵۸۔ فرمایا جو لوگ گناہ کو صغیرہ سمجھ کر جرأت کر لیتے ہیں۔ بڑی غلطی کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے یہ دیکھا کہ گناہ صغیرہ ہے اور یہ نہ دیکھا کہ گناہ کس ذات کا ہے۔ اگر یہ مراقبہ کر لیتے تو سمجھ لیتے کہ اس لحاظ سے تو صغیرہ بھی اکبر الکبائر (بڑے گناہوں سے بھی بڑا) ہونا چاہئے۔

علم باری تعالیٰ

ملفوظ ۵۹۔ فرمایا علم باری تعالیٰ قبل وجود الخلق و بعد الخلق (مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اور مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد) یکساں علم ہے۔ فرق صرف متعلق کے اعتبار سے ہے کہ پہلے متعلق ہمارے اعتبار سے استقبالی امر تھا اور اب حالی ہے۔ قرآن مجید میں جو کئی جگہ لنعلم یا لیعلم اللہ (تاکہ ہم جان لیں) (تاکہ اللہ جان لے) آیا ہے کہ اس کی تفسیر علم تفصیلی معقولی سے کرنی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ معقولی تفصیلی علم تو عین معلومات ہے اور یہاں اس کا فساد ظاہر ہے۔ ہاں قاضی ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی نے نہایت عمدہ تفسیر کی ہے۔ یعنی ہم جان لیں کہ جو پہلے موجود ہونے والا تھا اب وہ موجود ہو گیا۔

الغیبۃ اشد من الزنا

ملفوظ ۶۰۔ فرمایا الغیبۃ اشد من الزنا (غیبت گناہ سے بڑھ کر سخت ہے) کے متعلق

حاجی صاحب نے فرمایا کہ غیبت گناہ ''جاہی اور زنا گناہ باہی'' ہے پھر فرمایا ہمارے پاس تو ایسے ہی چٹکلے ہوتے ہیں۔

نو تعلیم یافتگان کے شبہات کے اسباب

ملفوظ ٦١۔ فرمایا نو تعلیم یافتگان کو جو شبہات پیش آتے ہیں اس کا منشاء دو چیزیں ہیں۔ (١) عدم عظمت حق تعالیٰ اور (٢) عدم محبت' عظمت و محبت پیدا ہو جانے کے بعد شبہات نہیں ہوا کرتے۔ عظمت کا پیدا ہو جانا قدرے مشکل ہے۔ مگر محبت مجاہدہ وریاضت و محنت سے پیدا ہوتی ہے۔

دیوبند اور علی گڑھ کا نقشہ

ملفوظ ٦٢۔ فرمایا اکبر الہٰ آبادی نے کیا اچھا نقشہ کھینچا ہے۔

ہے دل روشن مثال دیوبند — اور ندوہ ہے زبان ہوش مند
اب علی گڑھ کی بھی تم تشبیہ لو — ایک معزز پیٹ بس اس کو کہو

مفہوم ایاک نعبد

ملفوظ ٦٣۔ فرمایا ایاک نعبد و ایاک نستعین (ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں) ان شاء ہے' خبر نہیں۔ واعظ اس میں غلطی کیا کرتے ہیں۔

کون سی تمنائے موت محمود ہے

ملفوظ ٦٤۔ فرمایا تمنائے موت شوقاً الی لقاء لله (اللہ تعالیٰ کے دیدار کے اشتیاق میں) محمود ہے۔

شیخ کی اتباع اور مجتہد کی تقلید

ملفوظ ٦٥۔ فرمایا شیخ کی اتباع تدابیر اعمال میں ہے اور مجتہد کی تقلید احکام شرعیہ میں ہے۔ دونوں میں فرق ہے۔

مخالف شرع شیخ کو چھوڑ دینا چاہیے

ملفوظ ٦٦۔ فرمایا اگر کوئی شیخ ایسی چیز کا امر کرے جو شرعاً ممنوع معلوم ہوتی ہے تو دیکھو وہ

مختلف فیہ (جس میں اختلاف ہو) ہے یا متفق علیہ (سب کے نزدیک بہ اتفاق) حرام؟ اگر مختلف فیہ ہے تو شیخ کے کہنے کی اتباع کرے بشرطیکہ وہ جزماً کہے اور اگر متفق علیہ حرام ہے تو دیکھو اس میں تاویل حلت (حلال ہونے کی تاویل) کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اگر گنجائش تاویل ہے تو بھی اتباع جائز ہے اور اگر گنجائش تاویل بھی نہیں تو اپنی سمجھ سے بالاتر سمجھ کر شیخ سے باادب درخواست کرے کہ حضور والا شرعاً اس کی اجازت سمجھ نہیں آتی۔ تو شیخ اس کی تفسیر کر دے اور سمجھا دے یا اپنا معذور ہونا ظاہر کر دے اور اگر شیخ دونوں باتوں میں سے کوئی نہ کرے تو وہ شیخ ہونے کے قابل نہیں اور مخالف شرع سمجھ کر چھوڑ دے۔ البتہ توہین اور بے ادبی نہ کرے۔

شیخ اپنے بعض مریدوں کو ترجیح دے سکتا ہے

ملفوظ ۶۷۔ فرمایا شیخ کو جائز ہے کہ اپنے ذاتی تعلقات کے اعتبار سے بعض لوگوں کو بعض پر ترجیح دے لے۔ البتہ ان کے باہمی تعلقات و معاملات میں سب کو برابر سمجھنا ضروری ہے۔

متقدمین اور متاخرین کے علوم کا فرق

ملفوظ ۶۸۔ فرمایا متقدمین (پہلے لوگ) و متاخرین (بعد کے لوگ) کے علوم میں یہ فرق ہے کہ متقدمین کے علوم میں حقائق زیادہ ہوتے ہیں اور الفاظ کی پابندی نہیں ہوتی اور متاخرین اصطلاحی الفاظ میں مقید رہتے ہیں۔

خبثت نفسی کا ترجمہ

ملفوظ ۶۹۔ فرمایا حدیث میں جو آتا ہے ”خبثت نفسی“ اس کا ترجمہ ہے ”میرا جی میلا ہو گیا“۔

تبرک کا بلا اجازت اہل خانہ تقسیم میں مفاسد

ملفوظ ۷۰۔ فرمایا کسی کے گھر میں جب بزرگ کی دعوت ہو تو ہمراہیوں کا بزرگ کے آگے سے خود بخود کھانا اٹھا کر تبرکاً خود کھانا یا باہمی تقسیم کرنا اس میں چند مفاسد ہیں۔ (۱) وہ صاحب خانہ کی طرف سے بطور اباحت ہوتا ہے، بطور تملیک نہیں ہوتا، رہی اجازت حکمی سو یہ اس لئے مفقود ہے کہ صاحب خانہ اور اس کے اہل اپنے لئے تبرک کے خواہشمند ہوا کرتے

ہیں (۲) بزرگ ضعیف کو عجب پیدا ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ یہ مدح فعلی ہے جیسے مدح قولی ممنوع ہے ایسی ہی مدح فعلی بھی ممنوع ہے۔ (۳) بعض نفیس طبائع کو مطلقاً جھوٹے سے کراہت ہوتی ہے۔ پھر مجلس میں ان کو کہنا کہ تبرک لے لو اس میں ان پر تنگی واضح کرنا ہے۔

غلطی کا اقرار کرنا بڑا مجاہدہ ہے

ملفوظ ۷۱۔ فرمایا یہ بہت بڑا مجاہدہ ہے کہ ایک بات غلط کہہ دے۔ پھر غلطی پر متنبہ ہو کر صاف اقرار کر لے میں نے غلط کہا تھا۔ صحیح یہ ہے۔

اصلاح تقدس پر موقوف ہے

ملفوظ ۷۲۔ فرمایا مولوی عبیداللہ سندھیؒ صاحب بیان کرتے تھے کہ میں شبلی صاحب سے ملا تو انہوں نے کہا کہ اصلاح تقدس پر موقوف ہے اور ہم لوگوں میں تقدس نہیں ہے اس لئے اصلاح نہیں ہوئی۔

ھدی للمتقین کا مفہوم

ملفوظ ۷۳۔ فرمایا ایک مقام پر حافظ محمد احمد صاحب مرحوم سے نیچری لوگ سوال کر رہے تھے کہ ''ھدی للمتقین'' کا کیا مطلب ہے۔ حافظ صاحب مرحوم جواب دیتے تھے ان کی سیری نہ ہوتی تھی۔ آخر میں نے کہا اس کی مثال ایسی ہے جیسے تم کہا کرتے ہو یہ کورس بی اے کا ہے۔ یعنی اس کے پڑھنے سے بی اے ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی یہ کورس تقویٰ کا ہے یعنی اس کی ہدایت اختیار کرنے سے متقی بن جاتا ہے۔

مہین مولوی

ملفوظ ۷۴۔ فرمایا ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں اہل ...... نے میرے متعلق حاجی صاحب سے شکایت کی کہ وہ ...... کا مخالف' جواب میں فرمایا ''اس کی طبیعت میں خلاف کا مادہ ہی نہیں'' اور حجاج واپس آنے لگے تو مجھ کو ان الفاظ میں سلام کہلا کر بھیجا کہ ہمارے ''مہین مولوی'' سے بھی سلام کہہ دینا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ حاجی صاحبؒ نے کیسا جامع لفظ استعمال فرمایا کیونکہ مہین کے معنی ہیں عربی میں حقیر، فارسی میں سردار، اردو میں نازک۔

کسی بزرگ کو علی سبیل جزم ولی کہنا جائز نہیں

ملفوظ ۷۵۔ فرمایا کسی بزرگ کو علی سبیل جزم شیخ کہنا صحیح ہے۔ کیونکہ اس کا معنی ہے یہ طریق تربیت باطن سے واقف ہے۔ البتہ ولی کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس کے معنی ہیں مقبول عند اللہ۔ یہ اخروی حکم ہے۔ پہلا دنیوی تھا۔

نبی و رسول میں نسبت عموم و خصوص

ملفوظ ۷۶۔ فرمایا نبی اور رسول میں نسبت عموم و خصوص من وجہ یا مطلق کے علاوہ تساوی بھی اس طرح ہو سکتی ہے کہ ایک ہی ذات کو تعلق مع اللہ کے لحاظ سے نبی اور مع الخلق کے لحاظ سے رسول کہا جاتا ہے۔

رویائے صادقہ کی تفسیر

ملفوظ ۷۷۔ فرمایا جزء من النبوۃ کی تفسیر یہ ہے کہ رویاء صادقہ منجملہ ۴۶ اوصاف نبوت کے ایک وصف ہے۔ باقی اوصاف کو بیان نہیں کیا گیا اور چھ ماہ وحی کیساتھ تفسیر کرنا غلط ہے۔

عشق میں کتمان مجاہدہ شدیدہ ہے

ملفوظ ۷۸۔ فرمایا جب خدا تعالیٰ کسی کو مطرود کرنا چاہتا ہے تو محبت احداث (زنا کرنا) کے ساتھ مبتلا کر دیتا ہے اور عشق میں باوجود عفت' کتمان رکھنا مجاہدہ شدیدہ ہے کیونکہ ذکر کرنے سے عموماً غم ہلکا ہو جاتا ہے۔

حالت فنا کی تعبیر

ملفوظ ۷۹۔ فرمایا حالت فنا کی تعبیر کفر سے جائز ہے کیونکہ کفر لغت میں ستر کو کہتے ہیں اور اسلام مترادف ایمان ہے اور ایمان علم ہے اور حالت فنا میں علم فانی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایمان لغوی کی نفی اور کفر کا اثبات درست ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے رؤیت باری تعالیٰ کا اثبات

ملفوظ ۸۰۔ فرمایا: آیت فلما تجلی ربہ للجبل موسیٰ علیہ السلام کیلئے رؤیت باری

تعالیٰ کا اثبات واستدلال غلط ہے۔ کیونکہ تجلی پر بلا فصل زمانی مرتب ہے۔ وک جبل وصعق موسیٰ علیہ السلام۔ اور تقدم وتاخر محض ذاتی ہے تو رؤیت کس کو ہوئی۔

ناشکری کا سبب

ملفوظ ۸۱۔ فرمایا وجہ ناشکری یہ ہے کہ انسان مفقود کی طرف نظر کرتا ہے۔ موجود کی طرف نظر نہیں کرتا۔

صدقہ فطر کی مقدار

ملفوظ ۸۲۔ فرمایا صدقہ فطر کی مقدار نمبری سرکاری تول سے پونے دو سیر گندم ہے اور مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ۱/۲ پختہ اور آدھ پاؤ۔

گیارہویں کے متعلق ایک سوال کا جواب

ملفوظ ۸۳۔ فرمایا کانپور میں ایک مرتبہ ایک تھانیدار میرے پاس آیا اور کہا ہم بہت تنگی میں ہیں۔ بعض عالم کہتے ہیں کہ گیارہویں جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ناجائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بتلاؤ ادھر بھی کبھی سوال کیا ہے۔ وہ خاموش رہا۔ فرمایا بس معلوم ہوا کہ جواز تو خود دل میں بسایا ہوا ہے۔ اب محض ہم پر اعتراض کرنا مقصود ہے سو ہم معترض کو جواب نہیں دیا کرتے۔

بیعت کی حقیقت

ملفوظ ۸۴۔ فرمایا بیعت کی حقیقت یہ ہے کہ طالب کی طرف سے التزام ہو اتباع کا اور شیخ کی طرف سے التزام ہو تعلیم وتوجہ کا۔

اصلاح کیلئے بیعت ضروری نہیں

ملفوظ ۸۵۔ فرمایا جو لوگ بیعت کو اصلاح کیلئے ضروری سمجھتے ہیں یہ بدعت اعتقادی ہے شیخ کو چاہئے کہ سب سے پہلے اس کی اصلاح کرے اور کسی کی خاطر حقیقت کو نہ چھپائے اور باقی مصلحتوں کی رعایت کرے۔

شیخ محقق کے اصلاح کرنے کا سبب

ملفوظ ۸۶۔ فرمایا شیخ کو چاہئے کہ اصلاح میں اغماض (چشم پوشی) نہ کرے مگر عین اصلاح

کے وقت بھی طالب سے افضلیت کا اعتقاد جائز نہیں۔ جیسے ایک بادشاہ بھنگی جلاد کو حکم دے کہ شہزادہ کو درے لگاؤ تو حسب الحکم جلاد تعمیل ضرور کرے گا۔ مگر درے مارتے وقت بھی اس کو کبھی یہ وسوسہ تک نہ ہوگا کہ میں شہزادے سے افضل ہوں۔ اس طرح شیخ محقق اصلاح کرتا ہے۔

حضرت مولانا نانوتویؒ کا ایک ارشاد

ملفوظ ۸۷۔ فرمایا حضرت مولانا نانوتویؒ کا ارشاد ہے کہ جس کا پیر ٹرانہ ہو اس کے مریدوں کی اصلاح کبھی نہ ہوگی۔

سختی اور مضبوطی کا فرق (عجیب مثال)

ملفوظ ۸۸۔ فرمایا سختی اور مضبوطی میں فرق ہے۔ جیسے لوہے کی تار سخت ہے مضبوط نہیں اور ریشم کا رسہ نرم ہے مگر بہت مضبوط ہے۔ اسی واسطے حق تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں: فبما رحمة من الله لنت لهم (یہ اللہ کی خاص رحمت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں نرم خو ہیں)۔

ہدیہ میں اشراف نفس

ملفوظ ۸۹۔ فرمایا ایک مرتبہ سفر بہاولپور میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے مجھ سے پوچھا کہ مولوی رحیم بخش صاحب پریذیڈنٹ کا معمول ہے کہ ہم کو کچھ نذرانہ دیا کرتے ہیں اب ہم کو خیال ہے کہ حسب معمول کچھ دیں گے۔ کیا یہ اشراف نفس (نفس کو اطلاع ہونا) ممنوع میں داخل ہے یا نہیں۔ (حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں) میں نے جواب دیا کہ دیکھا جائے اگر خلاف توقع ...... صورت وقوع میں آنے سے کلفت ہو۔ تو اشراف نفس ہے اور اگر کلفت نہیں تو اشراف نہیں۔

اللہ کے ذکر سے شیطان مردود دفع ہوتا ہے

ملفوظ ۹۰۔ فرمایا: ذکر اللہ سے شیطان مردود ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے: ان الشيطان جاثم على لب ابن ادم اذا ذكر الله خنس واذا غفل وسوس (شیطان آدمی کے دل پر بیٹھا رہتا ہے۔ جب آدمی اللہ پاک کا ذکر کرے تو ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہو جائے تو وسوسہ اندازی کرتا ہے)

امراض سوداویہ کے خواب میں نظر آنے کی تعبیر

ملفوظ ۹۱۔ فرمایا جذام و امراض سوداویہ کا خواب میں نظر آنا بدعت سے تعبیر ہے۔

وسوسہ نفسانی اور شیطانی کا فرق

ملفوظ ۹۲۔ فرمایا وسوسہ کبھی نفسانی ہوتا ہے اور کبھی شیطانی۔ فرق یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کے وسوسہ میں تکرار ہو تو نفسانی ہے اور وسوسہ مختلف الانواع (دلیل اس کی یہ ہے کہ شیطان چاہتا ہے کہ انسان گناہ میں مبتلا رہے اگر ایک گناہ سے بچ جاتا ہے تو دوسرا گناہ کرانے کی کوشش کرتا ہے اور نفس اپنے کیلئے گناہ کراتا ہے۔ وہ صرف ایسے گناہ کو چاہتا ہے جس میں اسے حظ آتا ہو۔ اس سے بار بار خواہش کرتا ہے) (مختلف قسموں کا وسوسہ) آتا ہو تو شیطانی ہے۔

دنیا میں شوق اور بے چینی کا سبب

ملفوظ ۹۳۔ فرمایا عشاق اور عرفا کو دنیا میں شوق (تڑپ) اور بے چینی اس لئے ہوتی ہے کہ دنیا میں حد استعداد تک کوئی کمال حاصل نہیں ہوتا اور آخرت میں ہر کمال حد استعداد (قابلیت کی حدت تک کمال) تک حاصل ہو جائے گا۔ اس لئے وہاں سکون ہوگا۔ یہ شبہ نہ ہو کہ جنت میں فواکہ و نعماء اکل و شرب کیلئے جو ملا کریں گے تو شاید نفس کو ان کی طرف بے چینی ہوگی جواب یہ ہے کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بے پیاس والے کیلئے شربت سرد کا گلاس پیش کیا جائے، تو اس کی طبیعت میں بے چینی تو نہ ہوگی مگر پھر بھی پینے سے مزہ اور لذت خود مضاعف ہوگی۔ ویسے ہی وہاں ہوگا۔

صاحب تصرف کیلئے صاحب تشریع ہونا ضروری نہیں

ملفوظ ۹۴۔ فرمایا صاحب تصرف کیلئے صاحب تشریع ہونا ضروری نہیں، دیکھو دجال کتنا بڑا صاحب تصرف ہوگا اور ابلیس بھی صاحب تصرف ہے انسان کے اندر گھس جاتا ہے۔

خیر من الف شهر کا مفہوم

ملفوظ ۹۵۔ فرمایا: لیلۃ القدر کی فضیلت میں خیر من الف شهر (ایک ہزار مہینے سے

بہتر) فرمایا گیا ہے کہ اس سے مراد تحدید نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر شخص کے نزدیک جو سب سے بڑا عدد ذہن میں آسکتا ہے لیلۃ القدر اس سے بھی بہتر ہے۔ اہل عرب کے یہاں ''الف'' سے اوپر کوئی مفرد عدد نہ تھا۔ اور یہ ان کا انتہائی مفرد عدد تھا۔ اس لئے ''خیر من الف شھر'' فرمایا۔

آخرت میں رؤیت حق سبحانہ کیسے ہوگی

فرمایا ۹۶۔ فرمایا آخرت میں رؤیت حق سبحانہ، بدوں ادراک کنہ واحاطہ ہوگی جیسے آسمان کی رؤیت تو ہوتی ہے مگر اس پر احاطہ نہیں اور نہ ادراک۔

نور کا مفہوم

ملفوظ ۹۷۔ فرمایا ''نور حق ظاهر بود اندر ولی'' سے مراد نور مخلوق اللہ ہے۔

مراقبہ کی تفسیر

ملفوظ ۹۸۔ فرمایا مراقبہ مامور بہ اور مقصود ہے۔ جیسے حدیث میں ہے۔ ''راقب الله تجده تجاهک'' (اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا) اور شغل نہ مامور بہ نہ مقصود ہے۔ مراقبہ کی تفسیر ہے۔ استحضار علوم اور شغل کی تفسیر ہے توجہ حواس ظاهره الی شئی ما (ظاہرہ حواس کی توجہ اس چیز کی طرف) جیسے حدیث میں ہے ''اجعل بصرک حیث سجدت'' (نظر سجدے کی جگہ رکھو) توجہ اور تصور (خیال) دونوں متساوی ہیں۔

باب تاویلات کا منشاء کبر ہوتا ہے

ملفوظ ۹۹۔ فرمایا علامت طلب صادق کی دو چیزیں۔ فکر، تواضع۔ باب تاویلات کا منشاء کبر ہوتا ہے۔

علامت شقاوت وسعادت بدنی ساخت میں رکھ دی جاتی ہے

ملفوظ ۱۰۰۔ فرمایا حدیث خلقت مولود میں فرمایا گیا ہے کہ فرشتہ سوال کرتا ہے: اذکر او اشقی او سعید (بد بخت ہوگا یا نیک بخت) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شقاوت وسعادت کی علامت بدنی ساخت میں رکھ دی جاتی ہے۔ ورنہ ابتداء فرشتے کے اس سوال کے کچھ معنی نہ ہوں گے۔

استاد کو لائق شاگرد کا ممنون ہونا چاہئے

ملفوظ ۱۰۱۔ فرمایا استاد کو شاگرد لائق کا بھی ممنون ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ اپنے دل کی زمین کو کاشت کیلئے استاد کے سپرد کرتا ہے جس میں ترقی علوم واجر آخرت کا ذخیرہ جمع کرتا ہے کیونکہ فیض جیسے القاء سے ہوتا ہے۔ تلقی سے بھی ہوتا ہے بلکہ مسائل کا بھی مستول پڑا احسان ہے کہ وہ قلی کی طرح تمہارے ثواب کو اٹھا کر آخرت تک پہنچا رہا ہے۔

استخارہ اور دعا میں فرق

ملفوظ ۱۰۲۔ فرمایا استخارہ اور دعا میں فرق یہ ہے کہ استخارہ تو امر متردد (شک کا کام) میں ہوتا ہے اس لئے وہاں الفاظ میں بھی تردید ہوتی ہے اور دعاء میں داعی کے نزدیک ایک جانب میں مصلحت متعین ہوتی ہے، گو واقع میں نہ ہو۔ اس لئے دعا میں سوال بالجزم ہونا ضروری ہے۔ ’’ان شئت ‘‘(اگر تو چاہے) وغیرہ کہنا جائز نہیں۔

مدرسہ کیلئے چندہ غرباء سے لو

ملفوظ ۱۰۳۔ فرمایا مولوی مبارک حسن صاحبؒ دیوبندی روایت کرتے ہیں کہ میں نے مولانا دیوبندیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ مدرسہ بدون چندہ لینے کے چل نہیں سکتا۔ ورنہ چندہ لینے میں جو قباحتیں ہیں وہ بھی ظاہر ہیں، فرمایا چندہ ضرور لو مگر غرباء سے۔ اس میں قباحت نہیں ہوگی وہ دے کر خود ممنون ہوتے ہیں۔

اولیاء اللہ کے دیکھنے سے فائدہ

ملفوظ ۱۰۴۔ فرمایا اولیاء اللہ کی طرف دیکھنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ نمونہ مل جاتا ہے۔

حقوق اللہ درحقیقت حقوق النفس ہیں

ملفوظ ۱۰۵۔ فرمایا حقوق اللہ درحقیقت حقوق النفس ہیں کیونکہ اگر تعلیم نہ کی تو خدا کا کیا ضرر؟ نفس ہی کا ضرر ہے۔ البتہ حقوق العباد اشد (زیادہ سخت) اس لئے بھی ہیں کہ ان میں ضرر دوسرے کو پہنچتا ہے۔ معلوم ہوا کہ معاشرت میں غیر کو ضرر سے بچانا زیادہ موکد ہے۔

حُبِّ زوج کیلئے ایک عمل

ملفوظ ۱۰۶۔ فرمایا حُب زوج کیلئے یہ عمل ہے کہ بعد العشاء یَاوَ دُوْ دُ گیارہ سو مرتبہ اور اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف اور بعد میں گیارہ عدد سیاہ مرچ پر دم کر کے تیز آگ میں ڈالدے۔

دینی غیرت

ملفوظ ۱۰۷۔ فرمایا میری احتیاط کی بنا تقویٰ و طہارت نہیں بلکہ دینی غیرت ہے۔ خواہ لوگ مجھ سے ناراض ہو جائیں مگر دین کی ذلت کا سبب کبھی نہیں بنا۔

حدود میں دو گناہ

ملفوظ ۱۰۸۔ فرمایا حدود میں دو گناہ ہیں ایک خلاف حکم۔ دوسرا عدم اظہار ندامت و معذرت (تمرد، سرکش ہونا) حسد، پہلے گناہ کیلئے کفارہ ہے۔ دوسرے کے کفارہ کیلئے توبہ و معذرت کی ضرورت ہے۔

شیخ کو خلوت کی ضرورت

ملفوظ ۱۰۹۔ فرمایا شیخ کو تقویٰ کے ساتھ خلوت کی بھی ضرورت ہے۔ وتبتل الیہ تبتیلا (اور سب سے قطع کر کے اپنی طرف متوجہ رہو)

اپنے شیخ کو سب سے افضل نہ جاننا چاہئے

ملفوظ ۱۱۰۔ فرمایا شیخ کو سب سے افضل سمجھنا جائز نہیں البتہ انفع سمجھنا ضروری ہے (یعنی یہ سمجھے کہ زندہ مشائخ میں سب سے زیادہ نفع اور فیض مجھے اپنے شیخ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے)

ادب کی برکت

ملفوظ ۱۱۱۔ فرمایا ایک شخص جاری پانی پر بیٹھا ہوا وضو کر رہا تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ بائیں طرف امام احمد بن حنبلؒ وضو کر رہے ہیں اور میرا غسالہ (استعمال شدہ پانی) ان کی طرف جا رہا ہے یہ تو ان کی بے ادبی ہے۔ ادب کی خاطر دائیں طرف سے اٹھ کر امام صاحبؒ کی بائیں

جانب جا بیٹھا۔ حق تعالیٰ نے اسی ادب کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی۔ ادب بڑی چیز ہے

ادب تاجیست از فضل الٰہی   بنہ برسر برو ہر جا کہ خواہی

(ادب اللہ تعالیٰ کے فضل کا ایک تاج ہے۔ اسے سر پر پہن لو اور جہاں چاہے چلے جاؤ)

بے ادبی سے نسبت سلب ہونا

ملفوظ ۱۱۲۔ فرمایا ایک صاحب کیفیت نے قبلہ کی طرف تھوک دیا تھا اس بے ادبی کی وجہ سے سب کیفیت سلب ہوگئی۔ واقعی بے ادبی بہت بری چیز ہے۔

جانور سے کذب اور فریب

ملفوظ ۱۱۳۔ فرمایا ایک شخص نے خالی جھولی کی صورت سے گھوڑے کو اپنی طرف بلایا ایک باخدا بزرگ نے دیکھ کر فرمایا یہ کذب (اور فریب) ہے۔

تارک سنت بزرگ اور ولی نہیں ہوسکتا

ملفوظ ۱۱۴۔ فرمایا ایک دفعہ شیخ الہندؒ نے فرمایا: ایک شخص مشہور و معروف بزرگ کی تلاش میں نکلا۔ راستہ میں اس کی نماز کی جگہ کو دیکھا کف دست کا نشان سجدہ میں خلاف سنت لگا ہوا تھا یہ سمجھ کر کہ وہ مخالف سنت ہے وہیں سے واپس ہوگیا اور ارادہ زیارت فسخ کیا (کہ جو شخص سنت نبوی کا ترک ہو وہ بزرگ اور ولی نہیں ہوسکتا)

متقی کی زبان میں اثر ہوتا ہے

ملفوظ ۱۱۵۔ فرمایا متقی شخص کا ذرا سا ارشاد موثر ہوتا ہے (کیونکہ اس کے اخلاص وللّٰہیت کا اثر سامعین تک پہنچتا ہے) چنانچہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ذرا سے ارشاد سے اثر ہوتا ہے۔

عامل کی نصیحت کا اثر زیادہ ہوتا ہے

ملفوظ ۱۱۶۔ فرمایا ایک بچے کو گڑ کھانے کی عادت تھی۔ روکنے سے مانتا نہیں تھا۔ ایک بزرگ کے پاس اس کی شکایت کی گئی اور اس کی اصلاح کیلئے دعا کی درخواست کی گئی وہ

بزرگ بھی کثرت سے گڑ کھایا کرتے تھے۔ فرمایا کل آنا۔ رات کو صدق دل سے خود توبہ کی۔ پھر اس بچہ کو نصیحت کی اس نے گڑ کھانا ترک کر دیا عمر بھی نہیں کھایا۔ یہ نصیحت کا اثر ہوا۔

خدا کیلئے نماز پڑھنا

ملفوظ ۱۱۷۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ سہارنپوری سفر حج کے ارادہ سے جس جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ اس کا ڈرائیور نصرانی تھا۔ اس نصرانی نے ایک نمازی سے کہا تم کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا اپنے خدا کی نماز پڑھتا ہوں۔ نصرانی بولا یہ خدا کی نماز نہیں، خدا کی نماز وہ ہے جو ہماری شکل جیسا (یعنی مولانا موصوف) پڑھتا ہے۔ دیکھو اگر سرکار کو اچھی چیزیں سوغات میں دو تو پسند آئیں گی اور رضامندی ہوگی اور اگر ردی چیزیں دو گے تو ناراضگی ہوگی۔

والفضل ماشهدت به الاعداء (اور حقیقی فضیلت وہی ہے جس کو دشمن بھی تسلیم کریں)

مدرسہ جامع العلوم کی فوقیت

ملفوظ ۱۱۸۔ ''مدرسہ فیض عام'' کانپور میں بعد علیحدگی مولانا احمد حسن صاحبؒ کانپوری کے حضرت مولانا حکیم الامتؒ کا تقرر ہوا پھر کچھ عرصہ بعد بسبب شکایت چندہ وصول نہ کرنے کے) استعفیٰ دے دیا پھر جامع کانپور میں ''جامع العلوم'' کی بنیاد رکھی گئی اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ کو وہاں صدر مدرسی کیلئے لایا گیا اور سالانہ جلسہ کے موقع پر حضرت حکیم الامتؒ کی تقریر ہوئی۔ دوران تقریر فرمایا کہ ہر سہ مدارس مثل، پیر شاب طفل کے ہیں۔ اولین کا ادب ضروری ہے اور ان دونوں پر ثالث کی پرورش ضروری ہے۔ ایک صاحب نے کہا بس آپ نے ان کے زوال کی طرف اور جامع العلوم کی نشو و نما کی طرف اشارہ کر دیا کیونکہ بدر گھٹتا ہے اور ہلال بڑھتا ہے۔ پھر ان صاحب نے حضرت حکیم الامتؒ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

تو مکمل از کمال کیستی   تو منور از جمال کیستی

(تو کس کے کمال سے مکمل و کامل ہے اور کس کے جمال سے منور ہے)

فرمایا مجھے بھی جوش تھا، میں فی البدیہہ جواب دیا:

من مکمل از کمال حاجیم   من منور از جمال حاجیم

(میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے کمال سے مکمل اور کامل ہوں اور ان ہی کے جمال سے منور و درخشاں ہوں)

تلبیس ابلیس

ملفوظ ۱۱۹۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو خواب کی حالت میں ایک سونے کے کٹورے میں پانی غیب سے پیش کیا گیا۔ فرمایا۔ یہ عطاء الٰہی نہیں، ورنہ غیر مشروع (جو شریعت میں جائز نہیں) برتن میں نہ دیا جاتا۔ بعد ازاں وہ دھواں سا ہو کر اڑ گیا اور آواز آئی کہ آپ کے علم نے بچالیا۔ فرمایا یہ دوسری تلبیس ابلیس ہے۔ خدا تعالیٰ نے بچالیا، علم نے نہیں بچایا۔

حضرت حاجی صاحبؒ کی غیرت دینی

ملفوظ ۱۲۰۔ فرمایا حضرت حاجی صاحبؒ میں غیرت دینی کی یہ حالت تھی کہ ہندوستان سے بہت سے روپے حاجی صاحبؒ کے واسطے ایک سیٹھ کی دکان پر مکہ مکرمہ میں پہنچ گئے۔ اس سیٹھ نے کہلا بھیجا کہ حاجی صاحب دکان سے منگالیں یا لے جائیں اس پر حاجی صاحب نے فرمایا کہ جس خدا تعالیٰ نے ہندوستان سے یہ روپیہ مکہ مکرمہ بھیجا وہ دکان سے مکان پر بھی پہنچادے گا۔ خود لینے نہیں گئے نہ کسی آدمی کو بھیجا۔

حضرت حاجی صاحب کی عبدیت و تواضع

ملفوظ ۱۲۱۔ فرمایا حاجی صاحب میں عشق خدا اور عبدیت اس قدر تھی کہ ایک مرتبہ شریف مکہ کے لنگر سے کچھ نقدی خدا کے واسطے تقسیم ہو رہی تھی۔ آپ نے خود مانگ کر ۳ لئے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا خدا واسطے کہنا ایک محاورہ ہے کہ یہ چیز کسی غرض خاص سے نہیں دی جاتی۔

وسوسہ معصیت کا علاج

ملفوظ ۱۲۲۔ فرمایا غصہ اور مار پیٹ بھی کام کی چیز ہے۔ ایک مرتبہ ایک طالب علم نے کسی عورت سے اپنا عشق بیان کرنا شروع کیا۔ میں نے اس کا جو علاج بتلایا۔ اس نے کہا اس سے نہیں جائے گا۔ آخر میری طبیعت میں تغیر ہوا۔ میں نے کہا یہاں سے چلے جاؤ مجھے غصہ آ چلا ہے۔ مگر وہ باز نہیں آیا۔ آخر میں نے اس کو ایک دھول رسید کی اور نکال دیا۔ اس

ملفوظات حکیم الامت - جلد ۱۵-۱۹

کے بعد اس نے اطلاع دی کہ اس روز سے وسوسہ معصیت کبھی نہیں آیا۔

محبت و حکمت سے نصیحت کا اثر

ملفوظ ۱۲۳۔ فرمایا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے پاس ایک نوجوان ریش تراش آیا، فرمایا، ایسا نائی تو بڑا صاحب کمال معلوم ہوتا ہے۔ ہم بھی اس سے ملیں گے۔ وہ لڑکا دل ہی دل میں بہت پریشان ہوا۔ آئندہ صدق دل سے داڑھی منڈوانے سے توبہ کی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا ذوق لطیف

ملفوظ ۱۲۴۔ فرمایا جب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نابینا ہو گئے تھے۔ اس زمانہ میں مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی اور ایک دوسرے سے مولوی صاحب اپنے دو قصیدے اصلاح اور آزمائش کیلئے لائے، مگر دل لگی یہ سوجھی کہ راستہ میں طے کیا کہ میرا قصیدہ تم سنانا اور تمہارا میں سناؤں گا۔ دیکھیں کہ شاہ صاحب پہچان لیتے ہیں یا نہیں۔ بوقت ملاقات شاہ صاحب نے فرمایا پڑھو، انہوں نے حسب قرارداد پڑھے۔ آپ خاموش رہے، جب پڑھ چکے تو فرمایا اپنا اپنا قصیدہ پڑھو پھر اصلاح دوں گا۔ چنانچہ ہر ایک کو جدا جدا اصلاح دی۔ انہوں نے حیرت سے پوچھا کہ حضرت یہ بدلنا کیسے معلوم ہوا۔ فرمایا کہ تمہاری گفتگو کے لہجہ سے الفاظ کو پہچانا (سبحان اللہ کس قدر ذوق لطیف رکھتے تھے)

فقر اختیاری

ملفوظ ۱۲۵۔ فرمایا حضرت شاہ عبدالرزاق صاحبؒ کے پاس ایک شخص پتھری لایا کہ اس کے لگانے سے پتھر اور لوہا سونا بن جاتا ہے۔ فرمایا طاق میں رکھ دو۔ پھر ایک عرصہ کے بعد آیا اور سمجھا کہ اب تو شاہ صاحب بہت غنی ہو گئے ہوں گے۔ مگر آ کر دیکھا تو ویسے ہی فقیر ہیں۔ اسے بڑا افسوس ہوا، دریافت کیا کہ حضرت میں آپ کو سونا بنانے کی پتھری دے گیا تھا؟ فرمایا وہیں طاق میں ہو گی۔ جب طاق میں دیکھا تو ایسی بے شمار پتھریاں نظر آئیں، بڑی حیرت ہوئی، فرمایا فقر اختیاری ہے۔

مولانا محمد امین صاحبؒ کی حکایت

ملفوظ ۱۲۶۔ فرمایا مولانا محمد امین صاحبؒ جو رائے بریلی میں رہتے تھے، بڑے سخت آدمی تھے۔ حضرت سید احمد صاحب خواجہ احمد صاحب کے خلیفہ تھے۔ ان کی شکایت سرکار میں پہنچی کہ ان کے وعظ سے یہاں پر فساد کا اندیشہ ہے، سرکار کی طرف سے وعظ بند کرنے کیلئے سب انسپکٹر پولیس آیا۔ جس کی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں اور پائنچے ٹخنوں سے نیچے لٹکے ہوئے تھے، جب آیا تو مریدوں سے فرمایا کہ اسے پکڑ لو۔ قینچی لا کر مونچھیں کاٹ دیں اور پائنچے کتر دیئے، پھر فرمایا: ''اب کہو کیا کہتے ہو''۔ جب شرمساری سے اس نے کہا کہ گورنمنٹ کو آپ کے وعظ سے فساد کا اندیشہ ہے، تو فرمایا: جب فساد ہوگا اس وقت روکنا، ابھی تمہارا کوئی اختیار نہیں ہے''۔

نظر مفاجات کی نحوست

ملفوظ ۱۲۷۔ فرمایا حضرت جنید بغدادیؒ کے زمانہ میں ایک حافظ قرآن ایک نصرانی لڑکے پر عاشق ہوگیا حضرت نے اسے میل جول سے منع کیا، نہ مانا۔ ایک بار کہیں نظر مفاجاۃ (اچانک نظر) سے لذت حاصل کی، اس کی نحوست سے حفظ سلب ہوگیا۔ نعوذ باللہ منہ۔

نظر بد کا انجام

ملفوظ ۱۲۸۔ فرمایا ایک احول شخص بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا اللھم انی اعوذ بک منک (اے اللہ میں تجھ سے تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں) دریافت کرنے پر جواب دیا کہ ایک مرتبہ امرد لڑکے پر نظر کی تھی اس کی نحوست سے نظر جاتی رہی۔

تلبس بالفساق والکفار سے ظلمت

ملفوظ ۱۲۹۔ فرمایا: تلبس بالفساق والکفار (کافر اور فاسق وفاجر لوگوں سے تعلق اور میل جول) سے دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے اور نورانیت سلب ہو جاتی ہے اگر جلدی سے احساس نہ ہو کیونکہ جو علم مشکوۃ نبوت سے نکلے ہوئے ہیں ان میں نور ہوتا ہے اور مضامین یا ایجادات فاسق دل سے نکلی ہوں گی ان میں ظلمت ضرور ہوگی۔ پھر اس پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ حکیم

عبدالرحمٰن صاحب میرٹھی نے فرمایا کہ میں فٹن پر سوار ہونے اور کرسی پر بیٹھنے سے احتیاط کرتا ہوں۔ ایک روز ایک رئیس نے نبض دکھلانے کے لئے بلایا اور فٹن بھیجی اور سوار ہونے پر اصرار کیا۔ میں ان کی خاطرداری سے سوار ہو گیا۔ اس روز سے کیفیت باطنی سلب ہو گئی۔

ایک امی شیخ کا ذوق لطیف

فرمایا ۱۳۰۔ فرمایا کتاب ''ابریز'' تصنیف شیخ عبدالعزیز دباغ میں لکھا ہے کہ ایک شیخ امی تھے مگر حق تعالیٰ نے ان کو ذوق اس قدر صحیح اور لطیف دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور عام انسانوں کے کلام کے درمیان محض سننے سے امتیاز کر لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ الفاظ قرآن میں بہت تیز نورانیت محسوس ہوتی ہے اور الفاظ حدیث میں اس سے کم۔ باقی کلام الناس میں یہ بات نہیں ہوتی۔

حضرت حکیم محمد مصطفیٰ صاحب کی فراست

ملفوظ ۱۳۱۔ فرمایا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب میرٹھی کہتے ہیں کہ میں قارورہ کے دیکھنے سے مومن و کافر اور فاسق و متقی میں امتیاز کر لیا کرتا ہوں، نیز نبض سے بے نمازی ہونے کا ادراک (پہچان) ہو جاتا ہے۔ نیز خط کے الفاظ سے کاتب کی حالت کا ادراک ہو جاتا ہے کہ کس حالت میں اس نے یہ خط لکھا ہے۔

مولانا فضل حق خیرآبادی کا کمال

ملفوظ ۱۳۲۔ فرمایا مولانا فضل حق خیرآبادی نے ایک ہندو کو منطق پڑھا دی تھی۔ وہ پڑھ کر بڑا شریر ہو گیا اور اسلام پر اعتراضات کرنے اور مسلمانوں کو تنگ کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ فلاں کتاب دوبارہ پڑھو، پھر تو ایسی استاذی سے پڑھائی اور ایسے شبہات میں ڈال دیا کہ ساری پڑھی پڑھائی منطق بھول گیا۔

ایک رنڈی کا ناچ سے تائب ہونا (حکایت)

ملفوظ ۱۳۳۔ فرمایا منظور میں مسجد کے قرب ایک شخص نے رنڈی کو بلا کر ناچ شروع کر دیا۔ مولوی رحیم الٰہی صاحب نے اس رنڈی کو جوتے سے پیٹا۔ لوگوں نے اس کو پھر ناچ پر آمادہ کیا۔ مگر

اس نے کہا کہ اس شخص نے جو کچھ کیا ہے محض خدا کے واسطے کیا ہے۔ اس کا مقابلہ محض خدا سے مقابلہ کرنا ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتی۔ پھر مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوگئی۔

رنڈی کی غیرت (حکایت)

ملفوظ ۱۳۴۔ گنگوہ میں ایک رنڈی تھی، اس نے ایک عابد کا سنا، اپنے آشنا کو ہمراہ لے کر گئی، اس جھوٹے عابد نے زنا کے متعلق کہا۔ ''**ھمه اوست**'' اس رنڈی کو غیرت آئی اور کہا یہ عابد کیسا؟ یہ تو مسلمان بھی نہیں۔

حضرت شیخ الہندؒ کی کسر نفسی

ملفوظ ۱۳۵۔ فرمایا حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ نے حضرت گنگوہیؒ سے سند لینے کا ارادہ کیا اور اس کیلئے گنگوہ حاضر ہوئے مگر مارے ادب اور عبدیت کے خاموش رہے کہ اگر یہ پوچھ لیا کہ تجھ کو آتا ہی کیا ہے جو سند لینا چاہتا ہے؟ تو کیا کہوں گا (اللہ اکبر! کیا ٹھکانہ ہے۔ اس عبدیت، تواضع اور کسر نفسی کا)۔

عمل کی تمنا پر اجر

ملفوظ ۱۳۶۔ فرمایا حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ کو جو درجہ ملا ہے وہ ہم کو بھی نہیں ملا۔ اس لئے کہ وہ ہمیشہ عمل کی تمنا رکھا کرتا تھا۔

حضرت سلطان الاولیاءؒ کی حکایت

ملفوظ ۱۳۷۔ فرمایا حضرت سلطان الاولیاءؒ کو ایک مرتبہ جنگل میں نماز کا وقت آیا، آپ اس انتظار میں کھڑے تھے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ آجائے تو جماعت سے نماز پڑھ لیں، اتنے میں ایک لکڑہارا آیا، حضرت سلطان الاولیاءؒ نے اس سے فرمایا ''وضو بھی کرلیا ہے؟'' وہ کہنے لگا ''مسلمان بغیر وضو بھی رہ سکتا ہے؟'' آپ متحیر ہوئے اور فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ ہم سے بھی مخفی ہیں، ہم بھی ان کو نہیں پہچان سکتے۔

حضرت گنگوہیؒ کے ایک مرید کا اخلاص

ملفوظ ۱۳۸۔ فرمایا حضرت گنگوہیؒ سے ایک افیونی مرید ہونے کیلئے آیا، اس نے یہ شرط

کی کہ افیون نہیں چھوڑوں گا آپ نے فرمایا کتنی کھایا کرتے ہو؟ اس نے کہا ''اتنی''۔ حضرت مولاناؒ نے اس سے ذرا چھوٹی گولی بنا کر فرمایا کہ اتنی کھالیا کرو۔ اس نے کہا: اجی جب چھوڑنی ہی ہے تو کیا اتنی کیا اُتنی۔ چنانچہ آپ کی برکت سے اس نے بالکل ہی چھوڑ دی اور پھر وہ دو روپے کا نذرانہ (ہدیہ) لایا اور کہا کہ میں ہر مہینہ دو (۲) روپے کی افیون کھایا کرتا تھا۔ اب جو افیون چھوڑ دی تو نفس خوش ہوا کہ اچھا دو (۲) روپے کی بچت ہوا کرے گی۔ سو میں نے کہا کہ تجھ کو خوش نہیں ہونے دوں گا' یہ دو (۲) روپے پیر کو دیا کروں گا۔

حضرت حاجی صاحبؒ کی کرامت

ملفوظ ۱۳۹۔ فرمایا حاجی صاحب سے ایک آدمی مرید ہونے کو آیا اور شرط کی ناچ دیکھنا نہیں چھوڑوں گا اور نماز نہیں پڑھوں گا۔ فرمایا اچھا یہ وظیفہ تھوڑا سا پڑھ لیا کرنا' جب نماز کا وقت آیا خارش بدن پر شروع ہوئی' آپ کی برکت سے دونوں عہد توڑ دیئے یعنی ناچ سے توبہ کی اور نماز کی پابندی کی۔

دل شکنی کا خیال

ملفوظ ۱۴۰۔ فرمایا بعض شرفاء کے مزاج میں رعایت بے حد ہوتی ہے۔ ایک رئیس صاحب ایک مرتبہ غلطی سے کسی عام آدمی کے آنے پر کھڑے ہو گئے۔ بعد ازاں جب وہ آیا کرتے کھڑے ہو جایا کرتے کہ اگر اب نہ کھڑا ہوں گا تو اس کی دل شکنی ہو گی۔

ایک تدبیر سے نوتعلیم یافتہ کا علاج

ملفوظ ۱۴۱۔ فرمایا بریلی میں ایک بوڑھے نے شکایت کی کہ میرا لڑکا انگریزی پڑھتا ہے۔ نماز نہیں پڑھتا' آپ نصیحت کریں۔ فرمایا میں نے لڑکے کو بلا کر دریافت کیا اس نے کہا میں تو خدا ہی کا قائل نہیں ہوں اور رو کر کہا مجھے والدین نے خراب کر دیا۔ جو علی گڑھ کی تعلیم میں ڈال دیا' میں نے اس کے والد سے کہا کہ اس کے ایمان کی خیر مناؤ۔ ایک تدبیر یہ ہے کہ انگریزی گورنمنٹ کالج بریلی میں پڑھاؤ۔ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ کچھ دنوں کے بعد لڑکا پکا مسلمان اور نمازی ہو گیا۔ کیونکہ یہاں ہنود وغیرہ سے حمایت قومی میں جھگڑنا پڑتا تھا اور علی گڑھ میں اس الحاد کو دین سمجھتا تھا۔

احکام میں فلاسفی معلوم کرنا موجب الحاد ہے

ملفوظ ۱۴۲۔ فرمایا احکام میں فلاسفی معلوم کرنا موجب الحاد ہوتا ہے اور عمل سے کورا کر دیتا ہے ایک انگریز مسلمان ہوا تو بے وضو پڑھا کرتا تھا' دریافت کرنے پر کہنے لگا کہ وضو کو عربوں کیلئے اسی لئے رکھا گیا تھا کہ وہ لطیف نہیں رہ سکتے اور ہم تو صاف رہتے تھے گرد وغیرہ سے۔

ایک ایرانی شہزادہ کی حکایت

ملفوظ ۱۴۳۔ فرمایا ایک ایرانی شہزادہ گھر سے ناراض ہو کر لکھنو پہنچا۔ نواب گنج پورہ سے ملاقات ہوئی۔ نواب صاحب نے شہزادہ کی دعوت کی' نواب صاحب نے ملنے کیلئے کہا کہ تم کہیں گنج پورہ آنا' وہ خستہ حالی کی صورت میں کپڑے پھٹے ہوئے کرایہ کے ٹٹو پر سوار گنج پورہ پہنچا' نواب صاحب بعد اطلاع استقبال کیلئے نکلے اس کی خستہ حالی دیکھ کر کہنے لگے:

آنکہ شیراں راکند روباہ مزاج　　　احتیاج است احتیاج است احتیاج

(یعنی جو چیز شیروں کو لومڑی بنا دیتی ہے وہ احتیاج ہے)

شہزادہ نے فوراً جواب دیا

شیر نر کے شود روباہ مزاج (یعنی شیر نر کب لومڑی مزاج ہو سکتا ہے۔ احتیاج کو جوتے پر مار دیتا ہے)

پھر سخت ناراض ہو کر واپس چلا گیا کہ تم شریف آدمی سے ملنے کے لائق نہیں ہو؟

حکایت رنجیت سنگھ

ملفوظ ۱۴۴۔ فرمایا رنجیت سنگھ نے اٹک دریا سے پار جانا چاہا تھا۔ اٹک پار چڑھائی کی تھی۔ گھوڑا دریائے اٹک میں ڈالا اور منع کرنے والوں کو کہا: "جس کے دل میں اٹک اُس کیلئے اٹک"۔

ایک مرید کا درجہ مرادیت کو پہنچنا

ملفوظ ۱۴۵۔ فرمایا ایک مرید نے ایک بزرگ سے تجلی الٰہی اور زیارت نبوی کی درخواست کی' شیخ نے فرمایا کہ نماز مت پڑھو' مرید کو نماز کا چھوڑنا بہت شاق ہوا۔ آخر کار اس

نے غور و فکر اور تحری (قصد) سے سنن کو تخفیف سمجھ کر چھوڑ دیا، صرف فرض پڑھ لئے، رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ کیا ہماری ہی سنت پر مشق کرنی تھی (تذکرۃ الاولیاء) حضرت حاجی صاحبؒ نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ وہ مرید درجہ مرادیت کو پہنچا ہوا تھا۔ پیر کو معلوم تھا کہ اس سے نماز رہ نہیں سکتی۔ وہ خود اس سے پڑھا لیں گے مگر اس کو اپنی مرادیت کی اطلاع نہ تھی۔

معروف کرخیؒ کی ایک مریدہ کی حکایت

ملفوظ ۱۴۶۔ فرمایا معروف کرخیؒ کی مریدہ کا لڑکا مر گیا، لوگوں نے اطلاع دی سن کر کہا کہ نہیں مرا، بلایا تو بچہ زندہ تھا۔ حقیقت میں وہ عورت مرادیت کے مقام کو پہنچی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ جو معاملہ ہوتا تھا۔ اس کو اطلاع دے کر ہوا کرتا تھا اور یہاں اطلاع موت نہ تھی، اس لئے اس کو زندہ ہونے کا وثوق (اعتماد) تھا۔

نماز کا مسئلہ پوچھنے سے اظہار خوشنودی

ملفوظ ۱۴۷۔ فرمایا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ سے ایک مرتبہ کسی نے نماز کا مسئلہ پوچھا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آج عرصہ بعد نماز کا مسئلہ دریافت کیا گیا ہے ورنہ دنیاوی امور ہی پوچھے جاتے ہیں۔

حق تعالیٰ کے یہاں شکور و حلیم کی قدردانی

ملفوظ ۱۴۸۔ فرمایا ملا محمود صاحب دیوبندیؒ کو میں نے خواب میں دیکھا، پوچھا: ''کیا حال رہا؟'' فرمایا: صرف اس پر نجات ہوگئی کہ ایک روز کھچڑی میں نمک زیادہ تھا۔ بغیر طعن کئے کھا لیا تھا۔ (سبحان اللہ! شکور و حلیم کی قدردانی کا کیا ٹھکانہ ہے)

ایک وزیر کی حکایت

ملفوظ ۱۴۹۔ فرمایا ایک وزیر کسی بزرگ کے پاس عقیدت مندانہ گئے۔ اس نے بادشاہ کا حال پوچھا، وزیر خفا ہو کر واپس آ گیا کہ یہاں بھی بادشاہوں کے قصے ہوتے ہیں۔ ہم تو خدا اور رسول کی باتیں سننے آئے تھے۔

امام غزالیؒ کی برکت سے مدرسہ باقی رہنا

ملفوظ ۱۵۰۔ فرمایا: مدرسہ نظامیہ بغداد شریف کا ایک مرتبہ بادشاہ وقت نے ملاحظہ کیا۔ تو دیکھا کہ اکثر طلباء دنیاوی مقاصد کی غرض سے علم حاصل کر رہے ہیں، سب سے آخر امام غزالیؒ کو طالب علمی میں دیکھ کر پوچھا کہ تم کس لئے علم پڑھتے ہو؟ فرمایا: "تاکہ دین نبوی کے ذریعہ رضائے الٰہی حاصل کروں"۔ بادشاہ نے فرمایا "سب کی حالت دیکھ کر میرا قصد ہو چکا تھا کہ مدرسہ کو توڑ دوں کیونکہ ہزارہا شاہی روپیہ ضائع ہو رہا ہے مگر ایک غزالیؒ کی وجہ سے مدرسہ قائم رکھتا ہوں"۔

پابگل

ملفوظ ۱۵۱۔ فرمایا شیخ نجم الدین کبریٰؒ کو حافظ شیرازیؒ کی تربیت کا الہام ہوا۔ حافظ صاحب کے والد سے مل کر کہا: آپ کی اولاد کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ والد صاحب نے اپنے اکثر بیٹوں کو دکھلایا مگر اپنی اولاد میں سے حافظ صاحب کو دیوانہ سمجھ کر ان کو نہیں دکھلایا، آپ نے فرمایا: کوئی اور لڑکا بھی ہے تو وہ بھی دکھلاؤ۔ کہا: ایک دیوانہ سا ہے۔ فرمایا: اس کو لاؤ۔ حافظ صاحب کو سامنے کیا گیا تو پہچانا کہ یہ "پاگل" نہیں ہے بلکہ "پابگل" (جس کے پاؤں میں پھول ہو) حافظ صاحب حضرت شیخ کو دیکھ کر کہنے لگے:

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

(وہ لوگ جو اپنی نگاہ سے مٹی کو بھی سونا بنا دیتے ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ایک ہلکی سی نظر ہم پر بھی بھیج دیا کریں)

لعل کو تلاش کرنا

ملفوظ ۱۵۲۔ فرمایا ایک شہزادے سے شب میں موتی گر گیا تھا۔ تلاش کرنے سے نہ ملا، فرمایا: تمام ٹھیکریوں اور مٹی وغیرہ کو جمع کر لو پھر دن میں لعل مل جائے گا۔

ہر وقت حق تعالیٰ کے سامنے اظہار عبدیت کی ضرورت ہے

ملفوظ ۱۵۳۔ فرمایا ایک بزرگ ایک روٹی کے نہ ملنے سے رونے لگے، کسی نے کہا ایک معمولی سی چیز کیلئے کیوں اتنا روئے۔ فرمایا شاید مولیٰ تعالیٰ نے میرا رونا دیکھنے کیلئے ہی بھوک دی ہو۔

ناسمجھ جان کر غصہ چلا جانا

ملفوظ ۱۵۴۔ فرمایا ایک رئیس زادے حضرت تھانویؒ کی خدمت میں آکر کچھ متاثر ہوئے۔ بازار میں جاکر حضرت کیلئے قیمتی کپڑوں کی ایک بہت بڑی گٹھڑی خرید لائے اور لاکر آپ کے سامنے رکھ دی' آپ نے غصہ سے فرمایا کہ میرے سر پر رکھ دو۔ اس نے اٹھا کر آپ کے سر پر رکھ دی' بس یہ سمجھ کر کہ یہ بے سمجھ ہے سارا غصہ جاتا رہا۔

ہم تو یہیں تھے' کرامت حضرت حاجی صاحب

ملفوظ ۱۵۵۔ فرمایا زمانہ غدر (۱۸۵۷ء) میں حضرت حاجی صاحبؒ مقام پنجلاسہ میں روپوش تھے۔ ایک راؤ صاحب کے گھر ایسے مقام میں قیام تھا۔ جہاں ان کے گھوڑے بندھا کرتے تھے۔ مخبر نے مقام اور جگہ کے تعین کے ساتھ گورنمنٹ کو خبر دی۔ پولیس افسر انگریز فوراً پہنچا' راؤ صاحب سے کہا کہ آپ کے گھوڑوں کی بڑی تعریف سنی ہے' ہم معائنہ کریں گے۔ راؤ صاحب اسے اصطبل لے آئے' معائنہ کرتے کرتے سیدھا اس کوٹھڑی تک پہنچا جس میں حضرت حاجی صاحبؒ تھے۔ راؤ صاحب کے تو اوسان خطا ہو گئے۔ اس نے زور سے چوپٹ دروازہ کھولا' دیکھا کہ مصلیٰ بچھا ہوا اور وضو کا پانی گرا ہوا ہے' مگر اندر کوئی آدمی نہیں' کہا: راؤ صاحب! یہ لوٹا مصلیٰ اور پانی کیسا؟ راؤ صاحب نے کہا: ہم یہاں نماز پڑھتے ہیں۔ بولا: نماز کیلئے مسجد ہوتی ہے نہ کہ اصطبل؟ راؤ صاحب نے کہا: جناب! ہم نفل نماز ایسی جگہ چھپ کر ہی پڑھا کرتے ہیں۔ بڑا شرمندہ ہوا اور کہا: راؤ صاحب آپ کو بے وقت تکلیف دی اس کی معافی چاہتا ہوں۔ اسے رخصت کر کے راؤ صاحب پھر وہیں واپس آئے تو دیکھا کہ حاجی صاحب مصلی پر تشریف فرما ہیں۔ عرض کیا حضرت آپ کہاں تھے۔ فرمایا ہم تو یہیں تھے۔

کرامت حضرت حاجی صاحب قدس سرہ

ملفوظ ۱۵۶۔ فرمایا ایک مرتبہ کلکٹر نے آپ کو (حاجی صاحبؒ) دیکھ لیا کہ آپ چھت پر چڑھے ہیں وہ بھی پیچھے ہولیا۔ جب چھت پر گیا تو آپ نہ ملے۔

مبہم فیصلہ

ملفوظ ۱۵۷۔ فرمایا ایک بار شیعہ سنی کے درمیان فضیلت صدیقؓ و علیؓ میں نزاع ہوا، فریقین نے ابن جوزیؒ کو حکم تسلیم کیا۔ انہوں نے ایسا مبہم فیصلہ دیا کہ دونوں فریق حیران رہ گئے۔ فرمایا کہ: افضل صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم الذى بنته تحته۔ (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سب سے افضل وہ ہیں کہ آپ کی لڑکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تھی۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرات انبیاء علیہ السلام کے بعد سب صحابہؓ میں سب سے بڑا مرتبہ ابوبکر صدیقؓ کا ہے اور وہ صحابہؓ سے افضل ہیں)۔

تکبر کا علاج

ملفوظ ۱۵۸۔ فرمایا ایک بزرگ کے پاس ایک متکبر کوتوال شہر مرید ہونے کو آیا۔ آپ نے فرمایا کہ جیت کی شرط یہ ہے کہ تم پانچ روپیہ کی مٹھائی لاؤ۔ مگر وہ پانچ روپیہ کئی دکانوں سے گداگری کر کے جمع کرو۔ اس نے مجبور ہو کر ایسا ہی کیا، اس کے تکبر کا علاج ہو گیا۔ اسی کے موافق حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ کاندھلہ میں ایک رئیس مرید ہونے کو آئے تھے۔ ایک طبق شرینی کا اپنے نوکر کے سر پر رکھ کر لائے، میں نے کہا ہم فلاں محلہ میں جا رہے ہیں تم خود طبق شرینی سر پر رکھ کر ہمراہ چلو وہاں بیعت کریں گے۔ پھر وہاں سے دوسری اور تیسری جگہ لے گئے۔ الغرض کئی جگہ پھرانے سے جب اس کے کبر کا علاج ہو گیا تو مرید کر لیا۔

غیر اللہ پر نظر کرنا شرک ہے

ملفوظ ۱۵۹۔ فرمایا حاجی صاحبؒ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی کہ حضرت میری بیوی فوت ہو گئی یا بیمار ہے۔ فرمایا خوش رہو۔ جیل خانہ سے چھوٹ رہی ہے تم بھی چھوٹو گے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ حضرت جی ایک آدمی نے مدینہ طیبہ پہنچانے کا وعدہ کیا تھا پھر وعدہ پورا نہیں کیا۔ فرمایا شرک کی باتیں یہاں نہیں کیا کرتے (کیونکہ اس نے غیر اللہ پر نظر کی تھی)

دنیا کا فائدہ

ملفوظ ۱۶۰۔ فرمایا ایک شخص نے حضرت حاجی صاحبؒ کے نام سے کہیں سے چندہ وصول

کرلیا۔ لوگوں نے اس کی شکایت کی۔ فرمایا میرے ذریعہ دین کا فائدہ تو کسی کو ہوتا نہیں کیا دنیا کے فائدے سے بھی کسی کو روک دوں؟ (اللہ اللہ۔ کیا ٹھکانہ ہے اس عبدیت اور اپنے آپ کو مٹانے کا)

خیر میں اسراف نہیں

ملفوظ ۱۶۱۔ فرمایا حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی پر ایک صاحب نے اعتراض کیا۔ **لاخیر فی الاسراف** (فضول خرچی میں خیر نہیں) برجستہ فرمایا: **لا اسراف فی الخیر** (خیر میں اسراف نہیں)۔

صولت الفاظ

ملفوظ ۱۶۲۔ فرمایا شیخ ابوالحسن نوریؒ کو بوجہ کلمات باطنیہ کے حکومت نے گرفتار کرلیا، خلیفۂ وقت نے جب تقریر سنی تو کہا کہ ہم ان کی باتیں سمجھتے تو نہیں البتہ صولت الفاظ اس قدر ہے کہ باطل پرست میں نہیں ہو سکتی، یہ اہل حق ہیں، چنانچہ رہا کردیا۔

حضرت گنگوہیؒ سے عدم تعلق پر عتاب

ملفوظ ۱۶۳۔ فرمایا دہلی میں ایک بزرگ کا انتقال ہوا، کسی نے ان کو خواب میں دیکھا، فرمایا نجات تو ہوگئی مگر اس پر عتاب ہوا کہ تم نے مولانا گنگوہیؒ سے تعلق کیوں نہیں قائم کیا۔

قبر پر مٹی نہ رہنا (کرامت)

ملفوظ ۱۶۴۔ فرمایا حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کی قبر پر مٹی نہ رہتی تھی۔ اس لئے کہ مرض کی شفاء کیلئے لوگ لے جاتے تھے اور سب کو صحت ہو جاتی تھی کئی مرتبہ آپ کے صاحبزادہ مولانا معین الدین صاحب مرحوم نے مٹی ڈالی پھر وہی حالت تھی۔ آخر اک روز دق ہو کر قبر کو خطاب کر کے کہا کہ ”تمہاری تو کرامت ہوئی اور ہم کو تکلیف ہو رہی ہے۔ اگر اب کے تمہاری مٹی سے کوئی اچھا ہوا اور قبر سے مٹی اڑ گئی تو ننگے پڑے رہیے۔ ہم مٹی نہیں ڈالیں گے“۔ خدا کی قدرت اس روز سے مٹی سے وہ تاثیر شفاء جاتی رہی۔

عذاب الٰہی کے وعظ پر عتاب (حکایت)

ملفوظ ۱۶۵۔ فرمایا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے چالیس سال رحمت الٰہی کے متعلق

وعظ فرمایا اور پھر ایک روز عذاب الٰہی کا ذکر کیا تو کئی آدمی مر گئے اور جنازہ مجلس وعظ سے اٹھے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا کہ چالیس برس کے بعد رحمت ختم ہو گئی۔

ایک میم کی چالاکی

ملفوظ ۱۶۶۔ فرمایا ایک شریر میم نے تانگہ پر چڑھے ہوئے ایک بزاز کی دکان سے بہت سا کپڑا خریدا اور براز سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ دام صاحب بہادر دیں گے۔ اسے ایک شفاخانہ میں لے گئی اور ڈاکٹر سے کہا بس یہی ہے اور اس سے قبل اس کو سمجھا دیا تھا کہ ہمارا نوکر دیوانہ ہے، ہر وقت دام دام کہا کرتا ہے، اس کا علاج کر دینا۔ وہ کہہ کر کہیں چل دی۔ ڈاکٹر نے پاگل سمجھ کر اس کو پاگل خانے میں بھیج دیا۔ پھر بمشکل سفارش سے رہا ہوا۔

حضرت حاجی صاحب

ملفوظ ۱۶۷۔ فرمایا حاجی صاحب سے ایک غیر مقلد مرید ہوا مگر اس نے آمین بالجہر ترک کر دی، حضرت حاجی صاحب نے اس سے فرمایا اگر رائے ہی بدل گئی ہو تو خیر بھی سنت ہے۔ ورنہ میں ترک سنت کا وبال اپنے ذمہ نہیں لینا چاہتا۔

حضرت سید صاحب کا ادب

ملفوظ ۱۶۸۔ حضرت سید صاحبؒ کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کے سپرد کر دیا تھا۔ شاہ صاحب نے ایک جگہ فرمایا یہاں بیٹھے رہو، اتفاقاً بارش شروع ہو گئی۔ وہاں ہی بیٹھے رہے، بدوں حکم نہیں اٹھے۔

سید صاحب کو سلوک نبوت سے مناسبت ہونا

ملفوظ ۱۶۹۔ فرمایا حضرت سید صاحب شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں گئے، شاہ صاحب نے تصور شیخ (تصور شیخ کوئی بالذات مقصود نہیں۔ اصل۔ مقصود تصور حق تعالیٰ کا ہے اس لئے جن لوگوں کی قوت فکریہ ضعیف ہوتی ہے ان کو یہ تصور نہیں جمتا اس لئے ان کے تصور شیخ تجویز کیا جاتا ہے۔ اس سے یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ خطرات و وساوس دفع ہوتے ہیں۔ چونکہ شیخ محبوب ہوتا ہے اس لئے اس کا تصور زیادہ جمتا ہے۔ اس سے قطع وساوس کیلئے یہ تصور

تجویز کیا جاتا ہے۔ پھر جب اس کی برکت سے توجہ حق شانہ حاصل ہوتی ہے تو اس کو چھوڑایا جاتا ہے) تعلیم پایا' انہوں نے کہا یہ تو شرک ہے میں کیسے کروں؟ شاہ صاحب نے فرمایا:

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیرے مغاں گوید   کہ سالک بے خبر نبود زراہ ورسم منزلہا

(یعنی اگر شیخ کامل کردے تو اپنی گدڑی شراب سے رنگ لو۔ کیونکہ سالک منزل کی راہ ورسم سے بے خبر ہوتے ہیں)

سید صاحبؒ نے کہا: یہ تو فروع میں ہے اور تصور شیخ تو شرک ہے' شاہ صاحبؒ نے فرمایا: سید صاحب کو سلوک نبوت سے مناسبت ہے۔ چنانچہ چند روز ہی میں تکمیل کردی۔

حضرت گنگوہیؒ کی سادگی

ملفوظ ۱۷۰۔ فرمایا حضرت مولانا مظفر حسین صاحبؒ کاندھلوی ایک مرتبہ گنگوہ سے تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا گنگوہی نے کھانے کو کہا تو فرمایا کہ جو تیار ہو لا دو ہم راستہ میں کھالیں گے۔ مولانا گنگوہیؒ نے باسی روٹی اور دال لا دی۔ انہوں نے روٹی پر ڈال کر رام پور منہارام آکر کھائی اور فرمایا مولوی رشید احمد صاحب بہت اچھے آدمی ہیں تکلف نہیں کرتے۔

امام ابو یوسفؒ کی حکایت' حضرت امام ابو حنیفہؒ کی شہادت

ملفوظ ۱۷۱۔ فرمایا حضرت امام ابو حنیفہ اور امام یوسف (شاگرد رشید امام ابو حنیفہؒ) سفر میں تھے وقت تنگ پر جماعت کی' امام یوسف امام ہوئے' نہایت مختصر پڑھائی۔ مگر ڈرے' نماز کے بعد امام صاحب نے فرمایا: **الحمدلله صار یعقوبنا فقیها** (الحمدللہ ہمارے یعقوب اب فقیہ بن گئے ہیں)

حضرت مولانا قاسم صاحبؒ کا خوف آخرت

ملفوظ ۱۷۲۔ فرمایا مولانا نانوتویؒ سے دہلی میں ایک مسئلہ غلط بتلایا گیا کسی دوسرے عالم کے متنبہ کرنے پر فوراً مولانا دیوبندی کو ہمراہ لے کر رات کے وقت سائل کے مکان پر پہنچے اور فرمایا کہ میں نے مسئلہ غلط بتلایا تھا اور صحیح یوں ہے جو دوسرے مولوی صاحب نے بتلایا' مولانا دیوبندیؒ کہتے ہیں کہ ہم کو تعلیم دینے کی غرض سے ایسا اہتمام کیا تھا۔

حضرت مرزا مظہر جانؒ جاناں کی لطافت

ملفوظ ۱۷۳۔ فرمایا حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ روافض کی گولی سے شہید ہوئے۔ کسی نے زخمی ہونے کے بعد دریافت کیا حضرت! تکلیف تو نہیں؟ فرمایا تکلیف تو نہیں البتہ بارود جو اندر رہ گیا ہے اس کی بو سے دماغ کو سخت ایذا پہنچ رہی ہے۔ شہادت سے پہلے مسجد کو یہ شعر پڑھتے جا رہے تھے۔

سر جدا کرد از تنم یارے کہ با ما یار بود (میرے جسم سے سر جدا کرتا کہ ہم اپنے یار کے پاس پہنچ جائیں)

جب خدام نے کندہ کرنے کیلئے مصرعہ میں تردد کیا تو دیوان کھول کر دیکھنے سے یہ شعر نکلا

کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیرے   بلوحے تربت من یافتند از غیب تحریرے

(یعنی میری قبر کی تختی پر غیب سے لکھا ہوا پایا گیا کہ اسے بے گناہ قتل کیا گیا اس کی کوئی غلطی نہیں تھی)

عوام الناس کو صبر کی تلقین نہ کرنا چاہئے

ملفوظ ۱۷۴۔ فرمایا ایک مرتبہ خانقاہ امدادیہ کے دروازہ پر آ کر ایک خان صاحب نے حاجی صاحبؒ و حافظ صاحبؒ کو خطاب کیا کہ بہت ظلم ہو رہا ہے۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ بھائی صبر کرو۔ حافظ صاحبؒ زور سے بولے کہ ہرگز صبر مت کرنا۔ جا نالش کر، ہم شہادت دیں گے۔ پھر حاجی صاحب سے تخلیہ میں فرمایا کہ ایسوں کو صبر نہیں بتلانا چاہئے ورنہ گمراہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ صبر نہیں ہو سکے گا۔

ظلمانی کتاب سے بھی ظلمت ہوتی ہے

ملفوظ ۱۷۵۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی مجلس میں ایک مرتبہ کسی شخص کے آنے سے ظلمت محسوس ہوئی فرمایا اس کے پاس کوئی کتاب ظلماتی ہوگی دیکھا تو بوعلی سینا کی کتاب الشفاء تھی۔

حضرت سید احمد رفاعیؒ کا مقام

ملفوظ ۱۷۶۔ فرمایا ایک مرتبہ سید احمد رفاعیؒ سے خادم نے عرض کیا کہ حضرت آپ قطب ہیں۔ فرمایا نزہ شیخک عن القطبیۃ (اپنے شیخ کو قطبیت سے منزہ سمجھو) پھر عرض کیا آپ غوث ہیں فرمایا: نزہ شیخک عن الغوثیۃ (اپنے شیخ کو غوثیت سے منزہ سمجھو) پھر

فرمایا حق تعالیٰ نے سب کو حسب استعداد دیا۔ حتی دارت النوبة الی هذا الحقیر اللاشیٔ فاختار الله واراد الله فاعطانی مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر (یہاں تک کہ اس حقیر لاشئی کی باری آئی، تو اس نے مناصب کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات کو اختیار کیا اور اسی کو چاہا، پس اللہ رب العزت نے مجھے وہ کچھ دیا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خطرہ گزرا)

فقر و فاقہ کی قدر

ملفوظ ۱۷۷۔ فرمایا حضرت ابراہیم ادہمؒ کے پاس ایک شخص نے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو یہ نعمت مفت ملی ہے۔ اس لئے قدر نہیں، ہم سے اس کی قدر پوچھو، جنہوں نے سلطنت دے کر لی ہے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ کا امتحان

ملفوظ ۱۷۸۔ فرمایا ایک مرتبہ جنگل میں حضرت ابراہیم ادہمؒ کو وضو کی ضرورت ہوئی، ایک کنویں میں ڈول پانی کیلئے ڈالا تو پہلی مرتبہ دراہم سے بھرا ہوا نکلا، دوسری مرتبہ دنانیر سے بھرا ہوا نکلا، پھر کنویں میں ڈول ڈال کر عرض کیا کہ اے اللہ! میں تو آزمائش کے لائق نہیں ہوں۔ یہ چیزیں تو میں چھوڑ کر آیا ہوں مجھ کو پانی کی ضرورت ہے تاکہ وضو کر کے نماز پڑھ لوں۔ یہ دعا کر کے ڈول کھینچا تو پانی آیا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدا خوفی

ملفوظ ۱۷۹۔ فرمایا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی لونڈی نے اپنا خواب بیان کیا کہ آپ حق تعالیٰ کے یہاں پیش ہوئے، گرفتار کئے گئے پھر آپ ۔۔۔ بس نام سنتے ہی بوجہ غلبہ خشیت (خوف خدا کا غلبہ) غش کھا کر گر گئے لونڈی نے پکارا تم پار ہو گئے پار ہو گئے تب ہوش میں آئے۔ فرمایا: ان کا شمار قطاب میں کیا گیا ہے۔ بعض حضرات ان کو مجدد دین (مجدد بروئے حدیث حق شانہ ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدد بھیجتے ہیں جو دین کو از سر نو تازہ (زندہ) کر دیتا ہے) میں شمار کرتے ہیں۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی فراست

ملفوظ ۱۸۰۔ فرمایا شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ ایک مرتبہ بھیس بدل کر اپنے مرید کی دعوت پر گئے اور صف میں بیٹھ گئے۔ میزبان نے پہچانا نہیں تھا۔ فرمایا تم کو میری خوشبو نہ آئی۔ تو مرید صادق معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ کو مکشوف ہو گیا ہوگا کہ محبت صادق کے اثر سے شیخ کی خوشبو محسوس ہو جاتی ہے۔ اس لئے اثر کی نفی سے موثر کی نفی پر استدلال کیا۔

شیخ کو ناراض نہیں کرنا چاہئے

ملفوظ ۱۸۱۔ فرمایا حضرت فریدالدین شکر گنج فصوص الحکم کا مطالعہ ایسے نسخہ پر فرما رہے تھے جس میں کتابت کی غلطیاں بہت تھیں آپ کے خلیفہ ارشد حضرت سلطان الاولیاء نے کہا کہ حضرت! فلاں جگہ فصوص الحکم کا نسخہ بہت صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں بھائی! بدوں صحیح نسخہ کے سمجھ میں نہیں آتی۔ حضرت بابا صاحبؒ کے صاحبزادے نے سلطان جی سے کہا' سمجھے ہو کیا فرمایا؟ کہا: نہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ تم پر ناراض ہو گئے ہیں گویا تم نے اعتراض کیا ہے کہا آپ بدوں صحیح نسخہ کے فصوص الحکم سمجھ نہیں سکتے۔ تب سلطان جی کو فکر ہوئی۔ حاضر ہو کر معافی چاہی' شیخ کو جوش آ گیا' معافی نہیں دی' آخر صاحبزادہ صاحب نے سفارش کی تب معافی ملی۔ سلطان جیؒ کو ساری عمر کھٹکا رہا کہ ہائے افسوس میں نے شیخ کو کیوں ناراض کیا۔

بھلانا امر غیر اختیاری ہے

ملفوظ ۱۸۲۔ فرمایا حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کو ایک عامل نے حب کا تعویذ سکھلایا اور پھر اپنا قصہ عملی بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ یہ عمل کیا تو شہزادی میرے پاس تنہائی میں آ حاضر ہوئی اور کہا کہ میں حاضر ہوں۔ میں نے کہا کہ بس جا۔ میں نے تو عمل کی آزمائش کی تھی۔ مولانا موصوف نے یہ قصہ سن کر سیکھا ہوا عمل بھلا دی۔ حضرت والاؒ نے فرمایا کہ یہ میں نے بلا واسطہ سنا ہے۔ مولانا کی یہ کرامت ہے۔ ورنہ بھلانا تو بظاہر قدرت سے باہر ہے۔

حضرت بانی دارالعلوم دیوبند کا اپنے مریدوں کو توجہ دینا

ملفوظ ۱۸۳۔ فرمایا ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کسی مسجد میں چند مریدوں کو توجہ دے رہے تھے اور رات کا وقت تھا۔ چراغ گل تھا۔ حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کو اس کی خبر لگی۔ جلدی سے آ کر خفیہ طور پر حلقہ میں بیٹھ گئے۔ حضرت نانوتوی کو نسبت یعقوبیہ کا

ملفوظات حکیم الامت۔ جلد ۱۵-۲۰

احساس ہوگیا۔ آپ نے توجہ روک لی۔ مولانا یعقوب صاحبؒ کو اس کا ادراک ہوگیا، خفا ہوکر فرمانے لگے: ’’بنادوان کو غوث وقطب! (غوث: بعض نے کہا ہے کہ قطب الاقطاب کو غوث کہتے ہیں، جو ایک ہوتا ہے اور مکہ میں رہتا ہے۔ عالم غیب اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے اور سب قطب اس کے ماتحت ہوتے ہیں) میں ہی ایک منحوس ہوں جو خار معلوم ہوتا ہے‘‘۔

درس عبرت

ملفوظ ۱۸۴۔ فرمایا شیخ فرید الدین عطارؒ کے پیر مع اپنے بہت سے مریدوں کے حج کو گئے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر ایک عورت خوبصورت پر عاشق ہوگئے اور مریدوں کو چھوڑ چھاڑ کر اس کے پیچھے ہولئے، مرید دل توڑ کر واپس شیخ عطارؒ کے پاس گئے اور قصہ بیان کیا، فرمایا: ’’تم غیرت میں مر نہ گئے جو واپس آگئے؟ ایک محسن کو شیطان کے پنجرے میں دے کر آگئے۔ چلو مجھ کو وہاں لے چلو‘‘۔ شیخ عطار مع باقی اخوان طریقت کے مکہ مکرمہ میں آئے اور بعد نماز فجر بعجز وانکساری تام دعائے ہدایت کرنی شروع کی۔ حق تعالیٰ نے قبول فرمائی، پیر صاحب کو تنبہ ہوا اور ہوش آیا فوراً توبہ کی اور تجدید اسلام کی۔

نصوص میں آخرت کے اجمالی حالات مذکور ہیں

ملفوظ ۱۸۵۔ فرمایا ایک بزرگ نے مرتے وقت وصیت کی کہ تم قلم و دوات میری قبر میں رکھ دینا میں آخرت کے حالات معلوم کر کے لکھوں گا اور تم تیسرے روز قبر پر سے کاغذ قلم و دوات اٹھا لینا، چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ تیسرے روز لکھا ہوا قبر پر ملا کہ اجمالاً حالت تو وہ ہے جو نصوص میں وارد ہے اور شریعت کا حکم ہے اس پر یقین کرو اور تفصیلی حالت بدوں گزرنے کے معلوم نہیں ہو سکتے۔

صاحب تصرف بزرگ کی حکایت

ملفوظ ۱۸۶۔ فرمایا ایک بزرگ صاحب تصرف تھے مگر بیوی معتقد نہ تھی۔ ایک روز ہوا میں اڑتے ہوئے گزرے اور سب لوگوں نے دیکھا کہیں بیوی بھی کھڑی تھی۔ وہ دیکھ کر متعجب ہوئی وہ بزرگ تشریف لائے تو بیوی نے ذکر کیا کہ ’’آج ہم نے ایک بہت بڑا بزرگ دیکھا ہے جو ہوا میں اڑتا تھا‘‘ اس نے کہا وہ تو میں ہی تھا۔ کہنے لگی ’’اچھا! تبھی ٹیڑھا اڑتا تھا‘‘۔

فتوحات اسلامیہ کی ایک حکایت

ملفوظ ۱۸۷۔ فرمایا فتوحات اسلامیہ مؤلفہ احمد دحلان میں لکھا ہے کہ صحابی کسی عجمی شہزادی پر عاشق ہو گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد نامہ لکھوا لیا کہ جب ملک فتح ہو تو وہ جاریہ مجھ کو دی جائے۔ خلفاء کے عہد میں جب وہ ملک فتح ہوا اور افسر کو وہ عہد نامہ دکھلا کر وہ شہزادی صحابیؓ نے لے لی' کسی نے کہا: فروخت کرو گے؟ فرمایا: ہاں اس نے کتنے کو؟ کہا ایک ہزار روپیہ کو۔ جب مشتری نے ہزار روپیہ دیا تو دیکھ کر کہا: یہ تو تھوڑا ہے ہم نے بہت سمجھا تھا ہم نہیں دیتے۔ آخر افسر کے کہنے پر مجبوراً دیدی۔

خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے کا ایک بوڑھا

ملفوظ ۱۸۸۔ فرمایا خلیفہ ہارون الرشید نے کہا: جو ہم کو نکتہ سنائے اور ہم اس کو تصویب کر دیں اس کو ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ ایک بوڑھا ہشیار آیا کہا: سرکار! مجھ کو درخت لگنا بہت اچھا آتا ہے' فرمایا: ٹھیک! ایک ہزار روپیہ انعام دیا گیا۔ پھر اس نے کہا: حضور میں درخت لگاتا ہوں تو اسی وقت پھلدار ہو جاتا ہے۔ فرمایا: ایک ہزار روپیہ اور انعام دو پھر بوڑھے نے کہا: حضور اوروں کا باغ سال میں ایک دفعہ ثمر لاتا ہے اور میرا سال میں دو دفعہ فرمایا تیسرا ہزار بھی انعام دے دو۔

حق شانہ کی شان کریم

ملفوظ ۱۸۹۔ فرمایا: سیبویہ نحوی مذہب کا معتزلی تھا مگر حق تعالیٰ کی نکتہ نوازی دیکھئے کہ بعد مرنے کے کسی نے خواب میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ مغفور ہے۔ دریافت کرنے پر کہا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے ''اعرف المعارف'' ہمارے اسم پاک اللہ کو کہا تھا اس لئے بخش دیا گیا۔

شریعت کے حکم کو خلاف مصلحت سمجھنے کا انجام

ملفوظ ۱۹۰۔ فرمایا شیخ وہان نے بیان کیا کہ ایک بزرگ کو دفن کیا گیا کچھ عرصہ بعد دریا بردی شروع ہوئی۔ ورثاء نے ارادہ کیا ان کی لاش کو نکال کر دوسری جگہ لے جائیں چنانچہ اس بزرگ کی قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ اس میں ان کی بجائے ایک خوبصورت لڑکی پڑی ہے۔ ایک شخص نے پہچانا کہ یہ لڑکی نصاریٰ میں سے ہے خفیہ مسلمان ہو گئی تھی اور پھر فلاں جگہ مدفون ہوئی تھی وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس لڑکی کی قبر میں وہ بزرگ عیسائی گورستان میں پڑا ہے۔ ورثاء نے تحقیق کی تو حال معلوم ہوا کہ یہ غسل جنابت کے متعلق کہا کرتا تھا اچھا نہیں'

اس سے عیسائی مذہب اچھا ہے کہ اس میں غسل جنابت نہیں ہے اس کی نحوست کا یہ اثر ہوا۔

شجاعت کی دو قسمیں

ملفوظ ۱۹۱۔ ایک شیعی مجتہد نے کہا کہ حق خلافت حضرت علیؓ کا تھا کیونکہ اشجع الناس تھے۔ حضرت شاہ اللہؒ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بیشک ٹھیک! مگر شجاعت دو قسم پر ہے۔ ایک شجاعت قلب جو حکام و امراء میں ہوا کرتی ہے اور دوسری شجاعت بدن جو عموماً جوانوں اور سپاہیوں میں ہوا کرتی ہے۔ حضرات شیخین میں پہلی قسم کی تھی اور حضرت علیؓ میں دوسری قسم کی۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

محاورہ سوء ادبی

ملفوظ ۱۹۲۔ فرمایا ایک بدعتی نے سہارنپور میں ''تقویۃ الایمان'' پر اعتراض کیا کہ مولانا شہیدؒ نے لکھا کہ حق تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہزار بنا ڈالے۔ یہ محاورہ سوء ادبی کا ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوئی جو کفر ہے۔ حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ اس محاورے سے مفعول کی تحقیر مقصود نہیں ہوتی بلکہ فعل کا آسان اور سہل ہونا مقصود ہوتا ہے۔ مگر وہ نہیں مانا دوسرے روز اس نے کہا کہ جی! آپ بیضاوی پر بھی حاشیہ لکھ ڈالئے! فرمایا یہ وہی محاورہ اس سے قرآن کی بے ادبی ہوئی۔ وہ تائب ہوا اور کہا کہ اب سمجھ میں آیا۔

شہادت تزکیہ کے متعلق تین سوال

ملفوظ ۱۹۳۔ فرمایا ایک مقدمہ میں حضرت عمرؓ کے اجلاس میں شہادت گزری، آپ نے شہادت کے تزکیہ کے متعلق ایک شخص سے تین سوال کئے۔ کیا تو نے اس کے ساتھ مل کر سفر کیا ہے؟ کیا اس کا تو ہمسایہ رہا ہے؟ کیا تو نے اس کے لین دین کیا ہے؟ تینوں کا جواب مزکی نے نفی میں دیا۔ فرمایا: تو نے اس کو مسجد میں نماز پڑھ کر وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ کہا: ہاں فرمایا فانت لاتعرف بس تو اس سے واقف نہیں۔

نماز میں آنکھیں بند کرنا خلاف سنت امر ہے

ملفوظ ۱۹۴۔ فرمایا مولوی محب الدین صاحب مرید حضرت حاجی صاحبؒ نے ایک مرتبہ اپنے خیال میں، خوب دل لگا کر نماز پڑھی اور اس میں کوئی وسوسہ نہیں آیا، بہت خوش ہوئے چونکہ صاحب کشف تھے۔ نماز کی صورت مثالیہ خوبصورت باندی کی شکل میں مکشوف

ہوئی۔ مگر آنکھوں کی بینائی ندارد۔ حاجی صاحبؒ سے عرض کیا' فرمایا: تم نے خلاف سنت نماز میں آنکھیں بند کی ہوں گی یہ اس کا اثر نمایاں ہوا۔

ایک عجیب غامض تحقیق

ملفوظ ۱۹۵۔ فرمایا مولانا اسماعیل شہیدؒ نے جب دہلی میں آمین بالجہر اور رفع یدین پر عمل کرانا شروع کیا تو لوگوں کی شکایت کی وجہ سے ان کو حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے بلا کر کہا: ایسا کیوں کرتے ہو؟ کہا: میں سنت مردہ کو زندہ کرتا ہوں اور ایسی سنت کے احیاء سے سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ فرمایا اسماعیل تم سمجھے نہیں' یہ ثواب اس سنت میں ہے جس کے مقابل بدعت ہو اور جس کے مقابل دوسری سنت ہو وہاں احیاء سنت بہر صورت بدستور قائم رہتا ہے۔ مولانا شہیدؒ بالکل خاموش ہو گئے۔ حضرت والاؒ نے فرمایا عجیب تحقیق غامض ہے۔

آداب وجد و قیام

ملفوظ ۱۹۶۔ فرمایا: شاہ محمد اسحاق صاحبؒ نے قیام میلاد کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو فرمایا: شیخ مجلس کو دیکھنا چاہئے (حضرت مولاناؒ نے بطور شرح فرمایا کیونکہ قیام حرکت وجدانیہ سے ہوتا ہے اور وجد میں یہ ادب ہے کہ ایک کی موافقت سب کو کرنی چاہئے)

سورہ اخلاص کی تلاوت سے تین ثلث قرآن پاک پڑھنے کا ثواب

ملفوظ ۱۹۷۔ فرمایا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ نے فرمایا کہ تین مرتبہ **قل ھو اللہ احد** سے ایک قرآن کا ثواب نہیں ملتا بلکہ ثلث قرآن کا ملتا ہے کیونکہ مہمات مسائل قرآنیہ تین قسم پر ہیں۔ (۱) توحید۔ (۲) رسالت (۳) معاد اور **قل ھو اللہ احد** توحید ہے۔ اب تین مرتبہ پڑھنے سے توحید کا تکرار تین مرتبہ سمجھا جائے گا۔

حقیقت مکہ و حقیقت مدینہ

ملفوظ ۱۹۸۔ فرمایا حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس ایک دفعہ شریف مکہ کا جاسوس آیا اور الٹی سلٹی باتیں شروع کیں۔ حاجی صاحبؒ کو جوش آیا' فرمایا سوائے خدا کے اور نفس کے

کسی سے نہیں ڈرتا ہوں۔ خدا کی عظمت کا خوف ہے (اور نفس سے شرارت کا اندیشہ) تم زیادہ سے زیادہ یہ کرو گے کہ مکہ اور مدینہ سے نکال دو گے' کچھ پرواہ نہیں یہ فقیر جہاں رہے گا وہیں مکہ اور مدینہ اور روضہ ہے (کیونکہ حقیقت مکہ' تجلی الٰہی ہے' حقیقت مدینہ تجلی عبدیت ہے اور یہ ہر جگہ ہو سکتے ہیں۔ ہاں محققین کے نزدیک حقیقت بدون صورت کے معتبر نہیں۔ اس لئے صورت مکہ اور مدینہ کی بھی ضرورت ہے)

ایک سیٹھ کا ہدیہ پیش کرنا

ملفوظ ۱۹۹۔ فرمایا ابتداء زمانہ ہجرت میں حضرت حاجی صاحبؒ پر بہت فاقے آئے ہیں۔ ایک روز اسی حالت میں حرم شریف کے اندر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سیٹھ آئے اور حاجی صاحب سے کہا کہ لنگی دیدو۔ آپ نے سمجھا کہ شاید بہتہ مانگتا ہے۔ چنانچہ دیدی' تھوڑی دیر کے بعد وہ لنگی لپیٹ کر آپ کے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ اس میں بہت سے روپے تھے۔ حاجی صاحب نے اٹھتے وقت دیکھ کر فرمایا کہ بھلا مانس رکھ کر خود نا معلوم کہاں چلا گیا جب وہ ملا تو معلوم ہوا کہ یہ ہدیہ ہے۔

شیخ اکبرؒ کے فصوص کی صحت کا امتحان

ملفوظ ۲۰۰۔ فرمایا حاجی صاحبؒ نے مکہ مکرمہ میں دعا کی کہ الٰہی مجھ کو ایسی جگہ دے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ جا یہاں سے اٹھ جا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی روح متمثل ہوئی فرمایا: تمہارے ہاتھوں پر ہزاروں روپے کا خرچ رکھا گیا ہے۔ عرض کیا میں اس کا متحمل نہیں ہوں گا۔ فرمایا جو دیں گے وہ تحمل بھی عطا فرمائیں گے۔ پھر خواجہ صاحبؒ نے کچھ روپے دیئے۔ پھر خدام نے رباط کے قریب مکان خرید کر حاجی صاحب کو دیا آپ نے اسی وقت وقف کر دیا اور فرمایا جہاں بیٹھا کرتا ہوں۔ مسند شیخ اکبرؒ کی ہے۔ فرمایا ایک مرتبہ شیخ اکبرؒ کی فصوص پر اعتراض کیا گیا تو شیخ اکبر نے فرمایا: اس کا امتحان یوں کرو کہ ایک ایک ورق کر کے بیت اللہ شریف کی چھت پر ڈالو اور ایک سال بعد اٹھا کر دیکھو اگر صحیح ہوگی تو باوجود کثرت ریاح وغبار کے کوئی حرف وورق اس کا ضائع نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دنیادار مال کے قدردان ہیں

ملفوظ ۲۰۱۔ فرمایا بحکم حاجی صاحبؒ مولانا مستور علی صاحب نے مستحقین کی فہرست لکھی تو ایسے دو آدمیوں کا نام اس میں نہ تھا۔ جو دنیادار مال کے طامع (لالچی) تھے۔ فرمایا

ان کا نام کیوں نہیں لکھا' عرض کیا گیا وہ تو اپنا کما لیتے ہیں۔ فرمایا تم بھی عجیب ہو، وہ تو مال کے قدردان ہیں ان کو تم محروم کرتے ہو۔

حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کی دوررسی

ملفوظ ۲۰۲۔ فرمایا حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نانوتہ میں چھکڑے پر سوار ہونے لگے۔ خود رضائی کو سیدھی تہہ کر کے کہیں گئے۔ کسی خادم نے استر کو اوپر کر دیا۔ فرمایا عجیب احمق ہے رات جب اوڑھیں گے تو منہ میں مٹی پڑے گی۔

اپنے مرید کو خلاف سنت امر پر متنبہ کرنے کی ہدایت

ملفوظ ۲۰۳۔ فرمایا حضرت سید صاحبؒ نے اپنے مرید قاضی لشکر مولانا عبدالحیٔ صاحب سے فرمایا کہ کوئی مجھ میں خلاف سنت امر دیکھو تو متنبہ کر دیا کرو۔ انہوں نے کہا جب کوئی امر خلاف سنت ہوگا تو عبدالحیٔ کو خلاف سنت نہیں پائیں گے۔

اہل بلغار پر نماز عشاء نہیں

ملفوظ ۲۰۴۔ فرمایا مولانا مرتضیٰ حسن صاحبؒ نے حضرت والاؒ کے سامنے بیان کیا کہ مجھ کو شبہ تعارض ہوا کہ موافق تصریح فقہاء اہل بلغار پر نماز عشاء نہیں کیونکہ ان پر وقت عشاء نہیں آتا اور حدیث میں ہے کہ جب خروج دجال کے وقت پہلا دن سال بھر کا ہوگا تو اندازہ سے متعدد نمازیں پڑھی جائیں۔ حالانکہ طلوع غروب متعدد نہیں ہوگا۔ میں نے یہ شبہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں لکھا انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا جب آؤ گے زبانی بیان کر دیں گے۔ پھر جب میں گنگوہ گیا تو یاد دلایا' فرمایا ہے کہ جو اہل بلغار کے متعلق ہے یہی صحیح ہے اور حدیث خروج دجال اس کے مخالف نہیں کیونکہ اس وقت بھی طلوع وغروب روزانہ ہوگا۔ صرف جہاں اس کا فتنہ ہوگا وہاں یہ نمایاں نہیں ہوگا اس لئے اندازہ سے سب نمازیں پڑھی جائیں گی میں نے عرض کیا۔ اس سے کوئی دلیل حدیث سے بھی ہے۔ فرمایا ہاں ہے۔ پھر کئی بار فرمایا بتلاؤں؟ ایک حدیث میں آتا ہے کہ دجال کے نکلنے کی علامت پانچ سواروں کا ظاہر ہونا فرمایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر طلوع غروب بند ہو جاتا تو علامت متحقق ہو جاتی تو پھر سواروں کے انتظار کے کیا معنی؟

مراقبہ معیت

ملفوظ ۲۰۵۔ فرمایا ایک بزرگ نے مریدوں کو مراقبہ معیت (الم یعلم بأن اللہ یری کیا اس شخص کو خبر کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے) فرمایا پھر امتحان کیا سب کو ایک ایک کبوتر اور چھری دے کر فرمایا کہ ایسی جگہ ذبح کرلاؤ جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو سب نے ذبح کرلیا صرف ایک ہی بچا اس لئے کہ جہاں جاتا ہوں وہاں خدا تعالیٰ دیکھتا ہے فرمایا بس تو مراقبہ پختہ کرلیا اور باقیوں کو فرمایا تم نے ابھی کچھ نہیں کیا۔

تردد خامی کی دلیل ہے

ملفوظ ۲۰۶۔ فرمایا حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ جب مطبع مجتبائی دہلی میں منشی ممتاز صاحب کے پاس دس روپیہ کی تصحیح پر ملازم تھے اس زمانہ میں حاجی صاحبؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ حاضری میں عرض کیا کہ ملازمت ترک کردوں؟ فرمایا مولانا! سوال دلیل ہے تردد کی اور تردد دلیل ہے خامی کی، خامی دلیل ہے پریشانی کی، ایسی صورت میں ملازمت چھوڑنا کیونکر جائز ہوگا۔

صاحب تصرف بزرگ کا اثر

ملفوظ ۲۰۷۔ فرمایا ایک عالم متبحر وعظ کر رہے تھے اس وقت ایک صاحب تصرف بزرگ بھی مجمع میں توجہ فرما کر بیٹھے ہوئے تھے۔ عالم نے بہت نکات اور لطائف بیان کئے۔ اثناء بیان میں خطرہ ہوا کہ میں سب سے اچھا عالم ہوں بزرگ کو اس کا ادراک ہوا۔ فوراً توجہ ہٹالی۔ سب قوت وعظ سلب ہوگئی فرمایا بس اپنی حقیقت کو دیکھ لے۔

تمت بالخیر